MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
89707
MAILSI

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس مین

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال از اول

تا آخر لکھا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر

میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

۴

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدون مین مجلد ہین اور انکے سات ہزار ایک سو انہتر صفحے بتفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت	مجلد
ہندؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ	۱۱۶	۱۲؍	
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایک سو ایک صفحہ ہین			
جلد اول اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایک سو اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنہون نے دنیا مین اپنی سلطنت پہیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندہ کی تاریخ اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	۳؍	
جلد دوم مین (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات اور لودھی کی تاریخ —	۴۰۶	۳؍	
جلد سوم (۱) بابر نامہ (۲) ہمایون نامہ (۳) رزم نامہ شیر شاہی —	۵۳۰	۳؍	
جلد چہارم - اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین			

فہرست مضامین بادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۱۵۲ تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلۂ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے -

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین -

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینائے کاشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگزیب کے سال اول جلوس مین محمد کاظم بادشاہ کا ملازم ہوا - بادشاہ کو اسکی انشاپردازی پسند آئی اسکو بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخۂ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال معہ صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین بادشاہ کو داستان داستان سنائے جائین تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح بادشاہ کرتا رہے - یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی حال تو مفصل لکھا جاچکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۷ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے بادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۷ سے رجب سنہ ۱۰۷۷ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ ۳۲ جلوس مین بادشاہ کے روبرو پیش کیا - بادشاہ نے اس سبب سے کہ اسکے نزدیک نثر

باطن کی تابش کے سامنے آثار ظاہر کی البقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس دس برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعد خان ہے وہ بہادر شاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس برس میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالم گیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہیں اسکا مصنف اورنگ زیب کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھنا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر چالیس سال کا حال جسمیں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص تام کر کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جنمیں سے بعض کو ثقات اور بوڑھوں کی زبانی اور بعض کو اور اہل دفتر اور واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمیں اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان تھا لکھی ہے اسمیں حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب را ناسے لڑا ہی بہادر شاہ کی

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری — اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ کو اور امیرون و وزیرون و مشائخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابوالفتح سے لکھائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری — جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام — اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا ہے جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا، اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین بندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی اسکے آبا و اجداد کی تاریخین ہین اسلیئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا

بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگزیب ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ لکھی ہے، وہ دوہود (جو اصل مین دو حد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ احمدآباد سے ۷۷ میل مشرق مین اور بڑودہ سے ۶۴ میل شمال مشرق مین ہے) مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمدآباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے — ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔۔

ولادت

اور قندھار و دکن کی مہمات مین اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے مین جو کام اُس سے
ظہور مین آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی مین مفصل بیان کر دیئے مین اسکے اعادہ کی
ضرورت نہین مگر بعض وقعات ایسے ہین کہ ہمنے ظفر نامہ مین انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان
انکو ہم مکرر لکھتے ہین جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین بیمار ہوا۔ مرض کی شدت سے روز بروز
ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور مملکت کے نظم و نسق مین مصروف نہوا اور دستور
کے موافق وہ غسلخانہ مین بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی
زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا
ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تئین ولیعہد جانتا تھا۔ بادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا
تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار
خود اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ خرد اوسکی رہ نما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود مین
خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے
وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف مین اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھیں انکو محض
تہمت و مظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و
بلاد مین شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ بادشاہ زندہ
سلامت ہے اسلئے احوال ملک مین خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشون نے اور ہر سرکار
و صوبہ مین متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اُٹھایا اور جہان رعایا واقعہ طلب
تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات مین
خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری
کیا اور شجاع نے بھی یہی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس
مین آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو
پندار پیدا ہوا وہ سیاہ موفور کے ساتھ حضور مین رہتا تھا۔ اس علالت مین بادشاہ

شاہجہان کی علالت اور دارا کا عنان اختیار سلطنت لینا۔

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوائے جسمانی کے سبب سے بادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آگیا تھا وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطرداری سے انجاح مطالب و ملتمسات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا ہوا تھا اور اسّے بہت ڈرتا تھا۔ اسنے بادشاہ کو سمجھا بجھا کر ان لشکرون کو طلب کرلیا جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور پر یورش ہورہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم مین تاخیر ہوئی اور امراء عظام مین سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب کا کومکی نہین رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس مین دیکھی کہ شجاع و مرادبخش کے مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کے لئے شاہی لشکرون کے بھیجنے کا بہانہ بنائے اور بادشاہ کی عین حیات مین اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل بادشاہی لشکرون کو لیکر دکن کی طرف مصروف ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط مین وہ واقع تھا اور سارے خزانے اور ذخیرے وہان تھے۔ یہ باتین سوچ کر اسنے بادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے ترغیبین دین اور عین شدت مرض مین جبکہ سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر کرایا۔ بادشاہ ۲۰ محرم ۱۰۶۸ھ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد مین پہنچا۔ یہان داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادرپور مین آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہان مقیم تھا اور نواڑہ بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ کے فاصلہ پر اسکے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ نے

۱۲ جمادی الاولیٰ کو تبدیل منزل اور تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور سحرگاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت مین پڑا تھا اس لئے نہ صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب و قتال کی تمہید کی کہ صبح کے وقت مرزا سے کے لشکر پر ناگہان خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی حملہ آور ہوا شجاع تھوڑی دیر لڑا جب دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور ہاتھ کام گیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ مین گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب و کارخانے تباہ و غارت ہوئے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر مین گیا۔ جب یہان بھی لشکر شاہی نے اسکا تعاقب کیا تو یہان چند روز ٹھیر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارا شکوہ کی اقطاع مین داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبر آباد مین بلائے اور انکی اہانت و تشہیر کر کے انکے ہاتھ کاٹے جسکے سبب سے بعض آدمی مر گئے۔

جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اسنے یہہ سوچا کہ ایک لشکر عظیم مالوہ مین بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ مین ہے اور یہ لشکر اجین مین جو اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعون اور حدود کی حفاظت کرے اور دریاے نربدہ کے اُتر اسکی گذرون کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود ہو جائے غرض اس سے یہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اسکے خوف کے مارے دارا شکوہ کی جان نکلتی تھی۔ یہ تدبیر سوچ کر اُس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان لیا اور راجہ جسونت سنگہ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤن مین تھا مالوہ روانہ کیا۔ امراے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی جانتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اُس نے بادشاہ کی طبیعت کو ایسا اُس سے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے درپے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خان کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ اوجین

جائے اور وہان پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگہ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہو کر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ دارا شکوہ نے باپ سے کہہ سنکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس
ولایت کا بندوبست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کارو بیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگہ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ
جسونت سنگہ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا
انتظام قلعون اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ دارا شکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا اتالیق جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اسی
ہیئت مجموعی سے اوجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔
شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیون نے بھی نافرمانی شروع
کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضا جوئی
و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال بھی نہین
کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات نا ملائم غرض آمیز و امور غیر واقع حشت انگیز
دارا شکوہ بادشاہ کے خاطر نشین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے
ایسا منحرف ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین
رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے
کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس ادا کو اپنے حق مین برا سمجھ کے . . . اُسے قید سے رہا کیا
اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو دارا شکوہ سے بڑی
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو دارا شکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا
تھا۔ دارا شکوہ ہندوؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنون اور جوگیون اور

سنیاسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف بحق واصل سمجھتا
تھا۔ اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو مصحف قدیم
و کتاب کریم خیال کرکے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب سے اُسنے اطراف سے
سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کیے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام
مین اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسناے الٰہی کے پربھو جسکو ہندو اسم اعظم
جانتے ہین۔ ہندی خط مین الماس و یاقوت و زمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کراکے
پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا اعتقاد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت
ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ اسکی دلیل بتلاتا تھا۔ اسلیے اُسنے نماز و روزہ اور کل تکالیف
شرعیہ کو خیرباد کیا۔ اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی
حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا۔ سلطنت و
دولت کا مقصود ترویج شرع و ملت اور شاہی و سروری کے غرض دین پروری
وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن و جوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت و نوافل کی
ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور مراسم امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرتا تھا
وہ داراشکوہ کے عقائد کو ردی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے اُس کی
حمیت دین و مسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر
داراشکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان
شریعت مین خلل پڑیگا اور صیت اسلام و ایمان کفر کے طنطنہ سے مبدل ہو جاےگا
جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے داراشکوہ کے
کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لیے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے
سکندر عادل شاہ بیجاپور سے وارو مدار کرکے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و
جنس کی بوعدۂ اقساط قبول کرلی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا۔ جب اورنگ

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی بے رائی
سے ملک میں فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اُس نے یقینی جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کاموں کو نہیں کر سکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جس سے خوف یہ ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت مین خلل عظیم ایسا پڑیگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہین ہو سکیگا۔ دین و دولت کا حفظ و ناموس اور امور مملکت و
ملت کے اختلال کا جبر بادشاہانہ غیرت و حمیت کے مذہب مین واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہو گیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہو گی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر مین لگے گا اور چونکہ اسکی طبیعت جبلت
مین کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہین رکھتا۔ سلئے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اتنی
زیادہ تحمل نہین کرنا چاہئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبرآباد بادشاہ کی خدمت مین جانا
چاہئے۔ باپ کی خدمت مین رہکر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد مین فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہیے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان مین دوڑا رہا ہے بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھوڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بیہودگی سے ادا ہای جاہلانہ
کی ہین اسکو اپنی ساتھ لے جا کر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرا دے عالمگیر نامہ
مین تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہمنے ظفر نامہ مین بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان
بڑے لشکروں کے ساتھ اجین مین موجود ہین اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ پاس

تجویز مراد بخش کا باپ اور اورنگ زیب کا پیام

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ مین میرے لشکر کو روکین اور محاربہ و پیکار سے پیش آئین اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی مین کوشش کی جاے اور ایک لشکر جو اس مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے دنون مین ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کرلیا اور سپاہ کے سردارون کو مناصب عالیہ اور خطاب ہاے شائستہ عنایت کیے اور تنخواہ مین بڑھا دین غرہ جمادی الاولی ۶۷ سنہ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بناکے پہلے برہان پور روانہ کیا۔ پانچوین ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ مین اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور مین اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہان آگیا تھا وہ باپ کی خدمت مین آیا اورنگ زیب نے یہان ایک مہینے توقف کیا۔ اس اثنا مین عیسی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی خدمت مین آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت مزاج پرسی کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار مین ایک مہینے تک برہان پور مین توقف کیا اسکو یہ امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگے گا اسکے ضعف و آزار کے سبب سے فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستور العمل مین نہایت خلل آگیا تھا۔ پادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام
کریگا اور داراشکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر
مسترا شتہ کے انتظار مین رہا کہ دربار سے حصول صحت وعافیت دائمی کا مژدہ سُنے اگرچہ
اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت مین فساد اور اختلال پھیلتا جاتا
تھا اور اسی حال مین عیسی بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبر آباد سے آگیا اُسنے دربار کے
اخبار و وقائع کو اور داراشکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی وجہان داری کو اور بادشاہ
کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین مین خاندیس کے
ہمسایہ مین لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ رجمادی الآخر کو برہان پور سے اکبر آباد کی طرف
اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو مین آیا۔ ان دنون مین شاہنواز خان
صفوی کی نیت مین فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور مین رہ گیا وہان سے
آنے مین بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے
ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اُسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے
ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور مین مقید کر دین ان دونے جاکر
اسکو اپنے گھر سے سوار کراکے قلعہ مین مقید کر دیا اور خود اُلٹے اورنگ زیب پاس آگئے
اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریاء نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسوین کو گذر اکبر پور سے
دریا سے عبور کیا راہ مین ہر روز بہت امیرون کو منصب خطاب عطا کئے اسکے پاس
بیجا روان طرف کے رئیس آ آکے ملتے گئے۔ ۲۰ کو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲۱ کو دیپال پور
سے کوچ کیا کہ راہ مین مرادبخش اُس پاس آکر مل گیا۔ یہ دونو بھائی موضع دھرمات کو
مین آگئے جو اُجین سے سات کروہ پر واقع ہے۔ راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پرے برابر آئے
اورنگ زیب نے نالہ چور نرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین مین آیا تھا۔ پادشاہ نے اُسکو مرادبخش کا

تنبیہ و تاکید کے لئے مامور کیا تھا جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مرادبخش آتا ہی
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لیکر بانس برالہ کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سر راہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ڈیرا جسسے مرادبخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریای نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار
تھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اسنے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مرادبخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور ابتک اُسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریای نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑنے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جسمین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سدّ راہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھہ روز پہلے کب رائے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

نیت سے ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سرراہ سے
ہٹ کر جودھ پور اپنے وطن چلے جاؤ۔ نہین تو لڑائی مین تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف ہوا
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپ خانہ و ہاتھیون کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجون کے سردارون کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہین۔ سپاہ کے یمین و یسار کو
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اُس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ مین حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعوی نہین کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا مین کسی اور طریقہ پر چلنا نہین چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے نبرد سے باز آئین تو
حضور کی آستان بوسی کرون۔ اورنگ زیب نے اسبات کا اعتبار نہین کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ مین توقف نہین کرتے اگر تو سچا ہی تو لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان پاس جا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو مین تیری
جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سُنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپ خانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا توران
کے نامی سپاہیون مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے نہیں اس گور

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح۔

وگور دھن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے تئین قول مین رکھا اور افتخار خان کو میسرہ مین اور
مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگہ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کیا پانچ چھہ
گھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
وہان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندراؤ ہاڈہ و رتن راٹھور و
دیالداس جھالا و ارجن گور تھے توپ خانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپ خانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے۔
شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے مسلمانون کے تیر و تلوار ہندوؤن کے
پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندوؤن کے تیغ و سنان مسلمانون
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جب اورنگ زیب نے ان راجپوتون کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین
صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور
ہوا۔ اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگہ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو اپنے ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون
کو ہمراہ لیکر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اُسنے
کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکہ و غا مین جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہون
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریہ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور
چار ہاتھی عنایت کیے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی..

کی تھی انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیے اور انکے اضافے کیے۔ اورنگ زیب نے بلدہ اوجین سے باہر تین مقام کیے ۲ رجب کو وہ یہان سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲ شعبان کو حدود گوالیار مین آیا اور بلدہ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار مین آیا تو داراشکوہ دھول پور مین آیا اور اُس نے ایسی تدبیرین کین کہ اورنگ زیب کا لشکر چنبل ندی سے عبور نہ کرسکے۔ اکثر مشہور گذرون پر اُسنے توپ خانے اور آلات جنگ لگا دیے تھے۔ اورنگ زیب نے یہان کے زمیندارون سے دریافت کرلیا کہ گوالیار سے داہن طرف بیس کروہ پر بھدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہان سے لشکر پایاب عبور کرسکتا ہے چونکہ اورنگ زیب کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہین کی تھی اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اُس پر قبضہ کرین وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جیسی آب پایاب گذر تھی ہے اُنھون نے عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد مین ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

اکبرآباد مین شاہجہان کے مرض مین کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہین ہوا تھا آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہوگیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہان کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا مین کمتر تھین اسلیے اطبا نے تجویز کیا کہ اکبرآباد مین رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دارالخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان مین وہان باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ داراشکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی نہین ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسیر بادشاہ کی طبع مبارک بہت مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ بڑھنے دیگا اس لیے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہوگیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگھ کے پاس رستم بیگ گرزبردار اور لیسا ول بیگ گئے ہوئے تھے اُنہون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سُننے سے داراشکوہ کے ہوش اُڑے وہ خود اکبر آباد کو اُلٹا پھرا۔ نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ کو بھی منت و سماجت کرکے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصبداروں و جاگیرداروں کا آنا ممکن تھا انکو بلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی۔ سب کو اپنا ہمداستان بنایا اور بادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امراء کو چرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان و رعایت سے ستمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توشہ خانہ شاہی سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے۔ کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے۔ خزانہ کے مُنہ کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو اُس نے قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیشکش لے آئے جو اُسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان نے دینی قبول کی تھی داراشکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا۔ اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سُنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا۔ وہ بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی جانے کو اورنگ زیب نے منافی مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے معظم خان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کرکے دکن مین نگاہ رکھا۔ داراشکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے بد اندیشی اور بدگمانی سے

داراشکوہ کا محمد امین خان کو قید کرنا

بادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے
اتفاق کر کے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا
داراشکوہ نے اپنے گھر مین بلا کر امور غیر واقع سے متہم کر کے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار
روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اسنے داراشکوہ
سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کراکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب
داراشکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے تخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا
وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر داراشکوہ ابھی
لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون بادشاہ کے ہاتھ سے سررشتہ اختیار
و اقتدار جا چکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

۱۷ شعبان کو داراشکوہ نے خلیل اللہ خان کو بر سبیل منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ
کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جا کر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریا
چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگا کے اور سپاہ مقرر کر کے محافظت کرے۔

۲۵ شعبان کو اکبر آباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو
ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کر کے دھولپور مین آیا اور اس مرز و بوم
کے زمینداروں کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف
پایاب ہو کر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ
اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے۔ انکو اسنے طلب کیا تھا
وہ جلد جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی راے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار
و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب عبور ہونے کا جو دریا
کیسے نہ ہو سکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو داراشکوہ اس لشکر سے
لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپورہ آیا اکبر آباد سے دس کروہ
پر ہے اور دریاے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

اکبرآباد کے قریب داراشکوہ و اورنگ زیب کی لڑائی اور دارا کا شکست پاکر دہلی بھاگنا اور دہلی سے لاہور جانا+

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے
باز آ گر اُسنے نہ سُنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قوا کا ضعف تھا
گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے
اس لشکرگاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائے منازعت کو مٹا کے مصالحت
کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونو لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا
کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے
جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے
پر راضی نہین ہوا۔ اُسنے حیلے حوالہ کر کے اس کام کو جھمیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار
مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اورنگ زیب نے دریائے چنبل سے عبور کر کے دو روز مقام کیا کہ پیادہ و لشکر نے جو مسافت
بعیدہ طے کی تھی آرام پائے جب اُسنے سُنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے
آتا ہے تو ۷ رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ۸ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس
پر آنکر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو۔ اسی روز
اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کر کے جنگ کے عزم سے سوار ہو کر
اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا۔ لو مین آگ برس رہی تھی زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے
غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے
تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن
اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ اور پانی کی قلت
مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور
حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین
تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار
اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے۔ جب صبح ہوئی

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیون کو آگے روانہ کیا اور شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ التمش کی سرداری شیخ میر کو مفوض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی

اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ عبداللہ بیگ کو قراولی۔ اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ بٹھایا اور قول مین رونق افروز ہوا۔ اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ تائید آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے کثرت لشکر سے خائف نہین ہوتا تھا۔ ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ مین گیا جو پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب افواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام مین اور دست چپ مین توپخانہ پادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری مین لشکر کی صفون کے آگے کھڑے کئے تھے۔ رائو ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ اسکا ضمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول مین رہا۔ قول کے یمین و یسار مین خود میمنہ کا سردار ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی۔ دونو طرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب زیادہ تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جرانغار کے سردار سپہر شکوہ اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے تو توپون کی مار سے وہ پیچھے ہٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہین چل سکتا تو وہ یہان سے پھر کر مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوئے۔ غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہو سکی قریب تھا کہ برانغار مین
لغزش آ جائے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پرے ہٹا دیا
اس جنگ مین رستم خان جنگ رستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔
اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش و سیف خان و غریب بیگ و محمد صادق
و عمر نیر مہمند زخمی ہو کر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج دارا شکوہ لے کر
اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان بھی برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتون
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگہ راٹھور و بھیم پسر راجہ بیٹھلداس
کور و راجہ سیورام برادر زادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آ گئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اتر کر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی یہ بہادری
دیکھ کر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے انہون نے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر وہ
عنایت فرمائے۔ اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو پرور
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن نکوئی
اور لطف خوشی کے سبب سے رقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ
مین بخشایش و رافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا
جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیر خان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی سے اُتر کر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب بے ہنگام سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مر گیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ دارا شکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ زیب نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبر آباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و حکومت رکھتے تھے اُنہون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ دارا شکوہ اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبر آباد گیا اور اپنے گھر مین جا کر اُترا خجالت و شرمساری کی سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اس لیئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔ اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا اور اشرفیان جو اس اضطراب و سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات مین سپہر شکوہ و بارہ سوار اکبر آباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اس کے بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے اُٹھتے جا کر ملے اس طرح پانچ ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچگئے مگر اکثر نوکر اس کے جدا ہو کر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اُسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد مین دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی
اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا ۔

اس لڑائی مین یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتون کے ساتھ رشتہ
ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتون کو مسلمانون
کے ساتھ اور مسلمانون کو راجپوتون کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی
سلطنت کے فیصلہ کرنے مین انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کراتے

جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ مین شکر ادا کیا۔ اور
افواج کو ہمراہ لے کر مخالفون کے لشکرگاہ مین گیا۔ دشمنون کی منزلگاہ مین غارت و تاراج
کی جاروبنے صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ
مین جب تک ٹھیرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا   امرا و رفیع القدر اور اخلاص شعار
تسلیم مبارک باد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے -مراد بخش کا چہرہ زخمون کے لگنے سے
گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخمون پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و
نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے جب بادشاہ کا
خیمہ آگیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئین اور جن امرا و
نوکرون نے اس جنگ مین کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت
و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیان ہوئین اور ہر شخص کو اسکے
رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیون کی مرہم پٹی کرائی کشتون
کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ مین اورنگ زیب آیا جمنا کے کنارہ
پر مکانات مین اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمین صورت حال و صف
آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب
کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت مین آیا پھر اور
بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت مین آئے اور انہون نے بڑے بڑے انعام و خلعت

وخطاب پایے ۱۰ رمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل مین آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت مین روانہ
کیا۔ انہون نے باغ نور منزل مین پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جسکے لئے و
مامور تھے گذارش کئے اور اورنگ زیب نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر یہ
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے ٹھیرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیبنے
دیکھا کہ مراد بخش کے نوکرون کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر
ہوئے ایمن سے بعض حکم کے برخلاف شہر مین جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر مین اراذل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش مین فتور آتا اورنگ زیبنے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کر کے حکم دیا کہ وہ شہر مین جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۷ رمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر مین داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن وامان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کر دیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت مین آتے جاتے تھے
اور منصبون اور جاگیرون پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری مین
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آمین واقعہ طلب مفسد وبخ فساد
سرچارکھا تھا اورنگ زیب نے جعفرخان ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم مہمات سپرد کی ۱۹ رکو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت مین جاے وہ حسب الحکم قلعہ مین دادا کی خدمت مین گیا اور باپ کی طرح آداب
وکورنش بجالایا ۲۰ رکو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل مین اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب مجلسیات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا اُنہون نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دیے۔ غرۂ رمضان
سے ١٢ تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب و بہرہ ور
ہوئی منجملہ انکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقۂ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس ٢٦ لاکھ روپیہ عطا کیا۔

داراشکوہ کا دہلی مین آنا

١٣ رمضان کو داراشکوہ اپنے پانچہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا۔ کوئی لکھتا ہے
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور پُرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اُترا جیسے کسی
ویرانہ مین اُلو۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبر آباد مین مقیم تھا کہ داراشکوہ دہلی مین توقف کرکے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانہ ہاے پادشاہی کی اشیاء اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امراء کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے
ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونو لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت اس
مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیہ خطوط و استمالت نامہ
فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اورنگ زیب کے ساتھ خالص عقیدہ نہین رکھتے تھے

انکی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا انپر اثر رکھتا ہی داراشکوہ پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا چونکہ آدمی کی نہاد مین یہ امر داخل ہو کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور خیراندیشی کے لباس مین غلط نما ہو کر خرد آشوب و دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت و الفت و طرفداری کو دور نہین کر سکتا۔ جب حضرت شاہجہان نے افضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگزیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آکر سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگزیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور بلند اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملازمت کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگزیب دل سے چاہتا تھا کہ مین باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجالاؤن اور خاطر اشرف کے استرضا مین کوشش کرون۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بالمشافہ بے توسط اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہو جاے اور صفائی ہو جاے لیکن شاہجہان کو داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع مین آیا تھا وہ اُسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگزیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو ترک کر دیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اُسنے اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگزیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ایک لشکر کے ساتھ دار الخلافہ اکبرآباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔ فاضلخان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی
اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ میں بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا
ہوگیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ وقت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار
اشرفیاں انعام دیں اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگزیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ
کے حکم سے دادا کی خدمت میں گیا اور پانسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذرانے۔
دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کرکے اسکو رخصت کیا
داراشکوہ جانتا تھا کہ اورنگزیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی
میں کررہا تھا راہ میں روکے گا اور مجھ سے ملنے نہیں دیگا اسلئے اسنے جب سنا کہ اورنگزیب
دہلی آتا ہے تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہوسکے تو جمنا کی اس
طرف سے بوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند میں یا لاہور میں آجاؤ۔ الہ آباد میں
داراشکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اورنگزیب کی اطاعت نہیں کرتا
تھا برسر فساد تھا اسلئے اورنگزیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ
نکرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مرادآباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہاں روانہ کیا۔
ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبدالنبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسی طرح
بہت سے قلعہ دار و فوجدار و صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپئے انعام دئیے خانجہان کو
جسکو بادشاہ نے داراشکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب دیا دو کروڑ دام کی جاگیر دی۔
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی دلیر خان
و عبداللہ خان ولد سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگزیب

پاس آئے اُنھونے اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے آنکس کہ ظل ذوالجلال است	شریکش چون شریک حق محال است	
شہنشاہ فردمی باید در اقلیم	دُر یکتا بود در خور دہیم	

مراد بخش کا قید ہونا

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیر نامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمناء سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھی پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سر آرائی اُسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر موحش پھیلی تو بے تحقیق حال و اندیشۂ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال و اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی جہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی جہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اُسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم یکجہتی کے مظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خود رائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔

جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور تحقیق ہو گیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا۔ اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجا کر عفو تقصیرات معاف کرادے مگر اب بھی نادانی اور بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا۔

تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُس کی خرد سالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اُس سے درگذر کرتا تھا

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آ جائے مگر وہ اپنی نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب داراشکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ... اورنگ زیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل مین نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔ اور بادشاہی بندون اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف دعوت کی۔ یون کچھ امیر اسکے طرفدار ہوے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپئے وغیرہ دیا آدمیون کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔ روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگ زیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے پیچھے کوچ کر کے اور چند گروہ پیچھے کینے کی کمین مین رہتا اسلئے اورنگ زیب نے اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ سمجھ کر کہ خلقت کی آسایش و امن مین اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف و الحیل تدبیر دستگیر کیا جسے اسکی تنبیہ و تادیب ہو جاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۲۴ ماہ شوال کو متھرا مین جب مراد بخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کو سپرد کر کے شاہجہان آباد بھجوا دیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلون کی رعایت اور خطابخشی مین بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن و حسن عقیدت سے بزرگون کے اس قول پر خیال نہین کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ وہ اورنگ زیب کے دلفریب عدون سے اور نقد و جنس کی تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ و بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی سادہ لوحی سے ہمتا سلطنت کو لوح دل پر منقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا۔ اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفا کا توہم بھی اُسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہواخواہ اکثر گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس مادہ سلوک مین کہ ملوک کی نخوارث

ملک کے ساتھ زمانہ سلف میں کیا مگر وہ نہیں سنتا بے محابا چند آدمیوں کے ساتھ بھائی کی خلوت میں جاتا۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہیں ہوتی میں نے عالم رویا میں مکرر دیکھا ہے کہ جو عہد و پیمان آپ کے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہیں وہ اعتماد کے لائق نہیں ہیں مراد اس بات کو خوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم کی نصیحتیں کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتوں سے محبت و قرار عہد میں اختلال پڑتا ہے القصہ ۲ شوال کو متھرا میں منزل ہوئی اول روز میں مراد بخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہیں کرتا اسکو دستگیر کرکے پابزنجیر کیا اس رات کو چار حوضے پردہ دار ہاتھیوں پر رکھ کر چاروں طرف روانہ کیے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج اور دو سردار نامی مقرر کیے اس حوضہ کو جس میں محبوس بیٹھا تھا شیخ میر و دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ میں بھیجدیا یہ احتیاط اسلیے کی گئی تھی کہ جس حوضہ میں اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر حملہ کرکے اسکے ہواخواہ غلبہ نہ کریں اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ میں آجائیں اور ایک دام و درم ضائع نہ ہو۔ بہ ہمہ برنیر اور تاریخ ہندوستان کے صاحب بھی اس واقعہ کی نقل کرتے ہیں جسکے پڑھنے سے ہمکو وہی مزہ آتا ہے جو بے سر و پا اخبار ہند میں آجکل واقعات کے بیانات مطالعہ میں لطف آتا ہی کہ ایک چھوٹی بات اس ثاقت سے نمک مرچ اور رنگ لگا کے بیان کرتے ہیں جسکو پڑھتے ہوئے وہ لوگ ذرا بھی تامل نہ کریں جو اصل حقیقت حال سے ناواقف ہوں آج ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ جب اگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مراد بخش کے خاص دوستوں نے خاص کر زیادہ تر شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ میں اپنے لشکر کے ساتھ رہنا چاہیے چرب نرم و بیہودہ بازی چاپلوسی کی افراط میں ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے اور انہوں نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہیں اور آپ کی بادشاہی کو اورنگزیب بھی تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائیں اپنے بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب میں جانے دیجیے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو اورنگزیب بڑی مشکلوں اور حیرانیوں میں پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر نہ ہوا اسنے اپنے بھائی کے ان وعدوں اور قسموں پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کھاکر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار چھوٹی منزلون کو طے کرکے متھرا مین اُنھونے قیام کیا۔ مراد کے ہواخواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا اور سنا کہ جس سے اُنکے دل مین شُبہے پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ پھر اُنھونے کوشش کی کہ مراد کو یہ سنکر ڈرائے اُنھون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگھون سے جسکی اطلاع ہمکو آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو اُدھر رُخ بھی نہ کیجئے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائے جس سے اورنگ زیب حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تزویر و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہواخواہون کی دلائل اور منت و سماجت کب اسکی سمجھ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی اُسنے میر خان اور تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا پسینا پوچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین محبت و الفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ مین آنکا تار نہین ٹوٹا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اُٹھا اور مسکراکر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھی مشکل ہے کہ مین تمہارے ساتھ اس می نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہے کہ مین یہان سے غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خدمت مہمانداری کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت شراب پینا داخل تھا جب یہ نفیس شرابین اسکے آگے آئین تو اس قدر انکو پیا کہ یہہ مست ہوکر بے خبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی کہ مراد بے ہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

مراد بخش کی گرفتاری

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا (جمدھر
اصل مین یا ما دھار یعنی موت کا لانے والا ہے - یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ
پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین سے دو لکھانا اور بعض مین لکھانا ہوتے ہین -
منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے بیٹے
شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھہ برس کا لڑکا تھا - اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے
ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہ پوتے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھا لاؤ کہ مراد جاگے
نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے - اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو
ہتھیارون کو متصیاکے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے
لیے خیمہ مین آیا اور اُسے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اُس نے
آنکھین کھولین - تو اُسنے ملامت کے لیے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے
کہ تو بادشاہ ہو کر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دُنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا
کہینگے - اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پانون باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا
سونا وہان سوئے - حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی - پانچ چھہ سپاہی دوڑ پڑے
اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتھکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا
مارتا اور دُہائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا - بھلا یہ تغدد مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی
طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اُسکے آدمیون نے غل شور مچایا - مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے
اُسکو دبا دیا اور نگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی
فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس ایسے
بھیجدیے گئے تھے - جنہون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کر کے بیان کیا کہ
کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے
اختیار مین نہین رہا تھا بد کلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک
کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغالطہ دُشنام سنائین اور وہ دنگا اور دھم مچایا کہ کسی طرح

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اُتر جائیگا تو وہ پھر آزاد ہو جائیگا۔

اُس اثناء مین بڑی بڑی رشوتین اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گیئں اور بڑے بڑے وعدے اُنسے کیئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے تھے جو پہلے نہین جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُس شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری مین بند کر کے دہلی بھیجدیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ مین جو جمنا کے بیچ مین بنا ہوا ہے مقید رہے ایٹو صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سنیئے جو غالباً اُنہوں نے کسی داستان گو سے سنکر لکھی ہو گی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا مین لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب کو دعوت مین بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ یہ شاک مین جاک کرنے کا وقت ہے یعنی اورنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ کیا ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بیہوش کیا اور اسکے امراء بھی شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوا لئے اور اسکے ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کیئے مراد چونکا کچھ آدمیون کو لاتین ماریں تو آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

پاؤن ہلائے تو اُسکو ابھی قتل کر ڈالو تو یہ سُنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ھوالئے۔ شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اُسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل رہا گرفتار ہوا اور باقی امرا کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا اُنہون نے اورنگزیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کیے گئے۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۱۰۶۸ھ کو اورنگزیب آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کوسامی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مرادبخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامرا وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی او مواجب مناصب دہ بیست و دہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر ہے بہ ست صورت مین منصب کی طمع مین آنکر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آنا فانا مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مرادبخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی تو مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو اورنگزیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھجوایا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر اور ملتان آپکو یقینی دیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن رہین اور جلد تشریف لائین تاکہ بالاتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفاء کیجئے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ داراشکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مراد بخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو یکدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہین اور حسب دلخواہ
معاملہ صورت نہین پکڑی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہواخواہونکی
خاطر کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جاوے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول اسنے
مراد کے امرائے عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کیکے اپنی طرف
کرلیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مرادبخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس اور بعض
خیراندیشون و ہواخواہون کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بناکے نہ آیا۔ اورنگزیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مرادبخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگزیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض واہمہ
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ باوجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد و سقطہ و واہمہ را در خاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجا اور پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ لینے کے مین آگے کوچ نہین کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا۔ اسکا خاص ملازم نور الدین اورنگ زیب کے ساتھ گٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہ شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض نا آشنا تھا۔ وہ نور الدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا دار دولت مین بپائے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال کو دوڑے سے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر ٹھہرایا کہ اندر جگہ تنگ ہے۔ . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش آیا اور بہت ابھی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو اور مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ کھانا کھا کے پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین رکھ دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہو گیا استراحت کے بہانہ سے حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی اور اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

خوابگاہ مین آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اور شمشیر کی صدا سے سر سے اُس کی
آنکھین کھلین تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو اب
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے پاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے درست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجا لائے - یہ سنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد اور خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند اور سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہو گیا اسلیئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لئے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے دردسر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو -
میرے دل مین نہین ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے موجب بہتری سمجھ کر حزن و ملال کو طبیعت
مین جگہ نہ دیجے ع درطریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شی کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے -

اِس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے -
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین انسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین - یون اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن جو بھی انکے اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے - ہر بادشاہ اپنا فرض

دارا شکوہ کا حال دہلی سے لاہور تک جانے مین اور اورنگ زیب کی عزیمت پنجاب — [illegible]

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے کہ ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علیحدہ ہو کر یہ امرا آئے راجہ جیسنگہ اور رای سنگہ اُس کا برادرزادہ راجہ سبحان سنگہ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگہ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے داراشکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندوؤن کے
حق مین اچھے تھے سواء ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک دارا کا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ مین مدتون تک اسکے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے ماہر تھا سواء اسکے اب سلطنت
کا تخت اُسکے قدمون کے تلے تھا اب اُسسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اسنے
اپنی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس آگیا۔ مراد بخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگہ اسی برادر رانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ سنگہ
بندیلہ سید حسن ولد سید شیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و منجا خان
بجالیوری و محمد عابد نیلاوری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیہ اور بعض اور کے سردار
علی قلی بیگ و میر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی جو بیس ہزار کے قریب ہے۔
اسکو ملاحظہ کرائین ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنا لیا اور اُنکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
داراشکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دہلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سہرند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب انہون نے
یہان داراشکوہ کے آنے کی خبر سُنی تو وہ دور اندیشی و پیش بینی کرکے کہیں جنگل مین بھاگ گیا
دارا نے اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جنگلون

اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور داراشکوہ و سلیمان شکوہ کے لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا۔

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہان سے لاہور کو روانہ ہوا جو اسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔ انمین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا۔ اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب پایاب نہین اور کشتیان نا پید ہین۔ گذر گھون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچو۔ جبتک برسات ختم نہ ہوگی اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکے گا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین بادشاہی اور اپنے اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قور خانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور اسباب تجمل پر اور ادوات نبرد و پیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال ہوکر کریگا۔ لشکر و سپاہ جمع ہوجائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اس نے اور اُسکے لشکر نے بھی ہر معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اُٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے اور مین خود آسایش کرون اور فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ پر خیال کرکے پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ نجومیون نے روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی۔ اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلئے باغ اعزآباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُسنے داراشکوہ کی استیصال کے عزم استعمال

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہین کیا۔
عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ
کو سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونو لشکر یکجا جمع
ہو کر آب ستلج کے کنارہ پہ پہنچے اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر
مین مشغول ہون ور گذرون کو تحقیق کرین اور اُس طرف کے حالات کو معروض کرین۔
عالمگیر نے جب یہ سُنا کہ سلیمان شکوہ آب گنگ سے اُتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اُسکے
اپنے اور اُسکے باپ کے نوکر ساتھ ہین جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہوسکے تو
نوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے ملجائیے تو اُسنے امیر الامراء کو ایک لشکر کے ساتھ
ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سد راہ ہوا اور ایک اور لشکر بھی
بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ دریا گنگ سے عبور کرآئے تو اسکو دریا جمنا پر روکے
جب سلیمان شکوہ کے سد راہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہوچکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔
گو ابھی گرد سفر اُسکے چہرہ سے نہ اُتری تھی۔

نخذ زین لشکر کشان ہنوز نہ تر نیاسودہ از بار جبہ تنے	عرق ہائے اسپان لاغر ہنوز نرستہ ہم از رنج رہ توسنے

۷ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعزآباد سے روانہ ہوا۔ ۱۳ کو بادشاہ کرنال مین آیا یہان
آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ رو پڑ
مین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا۔ بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج
سے پار اُتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب
میں روانہ ہوا تھا جب اُسنے سُنا کہ گذر تلون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا۔ مگر
اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون
پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی رہنمائی
و مشورہ سے گذر روپڑ سے اُتر گیا جو تلون سے دائین طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دار الخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو چھکڑون مین لاد لیا تھا۔ یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کر دین کل پچیس کشتیان تیار ہوئین ۲۷ ذیقعدہ کو پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا پہر رات باقی ہوگی کہ دریا کے جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کر کے مخالفون کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آگئے نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے جمائے اور مخالفون کی جگہ پر ہو بیٹھے بھگوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح گھاٹون پر جو اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین اور سلطان پور مین جمع ہوئین اور دارا شکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور ہونے کی خبر بادشاہ سنکر بہت جلد روبرو مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا——

دارا شکوہ کو ۷ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر دارا شکوہ کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو ابتک دارا شکوہ کے احوال پر توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکرون اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی مضمون کا رقیمہ دارا شکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جیسنگہ کو بلا کر مشورہ لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤتَمَنٌ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لے کے بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہو سکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ زیب

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیر خان سے سلیمان شکوہ نے مشورہ لیا دلیر خان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریاے گنگ سے عبور کر کے شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن ہے وہان افغانون کی اقوام کی اور اورون کی سپاہ جمع کیجیے پھر جو صلاح وقت و مقتضاے حال ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجئے گا تو مین آپ کی رفاقت و ہمراہی کرونگا ورنہ مین اپنا رستہ لونگا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جیسنگہ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خان کا بڑا دوست تھا اُس نے دوستانہ نصیحت . . . . کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز جب سلیمان شکوہ نے دلیر خان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خان نے معذرت کی۔ راجہ جیسنگہ کے ساتھ رہا اسی طرح اور بندہاے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے ساتھ کوچ نہ کیا اسکے باپ کے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہو کر اپنے وطنون کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے انکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ کیا مگر بہادر خان اُسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خان بارہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنے اور باپ کے نوکر چھہ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز یہان ٹھیرا۔ ہر روز صلاح و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا تھا۔ ایک جماعت کی راے یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجیے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور ہنود سری کیجیے ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلئے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالئے اور اسکے اتفاق و اعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان دو آب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیئے کہ چاندپور اور ندینہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار جائین اور نواحی لوریہ اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور لوین پنجاب مین جائین۔

بہر اے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا۔ سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اوسکا و رباکے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ ندینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع مین تھی اُس نے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہی۔ کروری سے اُسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنی گھر مین چھپا۔ سپاہ نے جا کر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا۔ سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔
اُسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے کہین وہ دریا پار نہ جا سکا تو
ناچار مراد آباد کے پاس سی گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہی اور ولایت سری نگر
کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان بیوتات کو داراشکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان
ٹھیرا اس اثنا مین امیر الامراء فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اُس سے لڑنے کی کہان
تاب و توان ہی ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین جا کر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانی داس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سی ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سی جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہی سوا امرا زین گھوڑے۔ ہاتھی اور

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو سپاہ کو رخصت کیجیے اور اہل و عیال اور چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلیے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردری پرگنہ ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پا بزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔ غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان کی ساری راہین اور درے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن تدبیر و لطائف الحیل سے ان پہاڑون سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لے جائین جہان ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سے الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لئے سید قاسم قلعہ دار الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب وہ یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آ جاؤ اور اسکے ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال و مرکوز خاطر ہو اُسپر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اُسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔ جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔ اب وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے مرادآباد مین قاسم خان تیول دار ہوکر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سُنا کہ شاہزادہ سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پنجے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا۔ اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمد شاہ کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا۔ شاہزادہ پاس کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

داراشکوہ ۱۲ ر شوال سنہ ۱۰۶۸ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۲ کو شہر مین اور ۱۳ کو قلعہ مین آیا۔ غزت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب داراشکوہ اکبرآباد سے بھاگا ہے تو اس نے اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہوسکے وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے وعدون پر بھیجے کہ اس مرزبوم کی ہر قوم و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب و ملتان و بھکر تھے انکے زمیندارون و فوجدارون اور کوٹکیون کو اور پشاور و کابل کے حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک و دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی خافی خان نے تو اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سُنا ہی ہوگا۔ میرا مظلوم بیٹا

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور مین گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص و رست اعتقاد ہو اسلئے مین اپنا درد دل بیان کرکے امید
رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے ۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھی بادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہی
کوئی شخص اسکا متکفل سوا تمہارے نہین ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور مین ہی وہان خزانہ
مین کمی نہین ہی اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہی اور
لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ؎ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند ۔ بیٹے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنے تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھے سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و مآل جانے ۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہو گی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک
شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او ۔ دارا شکوہ نے
لاہور مین داخل ہوکر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپخانے اور اور
کارخانون پر قبضہ کیا ۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا ۔ ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہو گئے اور کچھ بندہای بادشاہی
بھی اُسکے ساتھ ہو گئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی ۔ وہ
خفیہ استمالت نامے امرای صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو انکے وطن مین بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کرین ۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے ان
دیکھے ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذر گھون کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو عزت خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذر و ہر کی طرف بھیجی اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر تعین کیئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُسنے مرزا شجاع کو جسسے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لیئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جاے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ و ستیز و سامان مقدمات نبرد و پیکار مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاے اسیلیئے وہ کشتی و بار بردار کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن مین سپاہ و لشکر کا سر انجام کرونگا اور وہان کے زمیندارون کی استمالت قلوب ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اورا ور گذرون سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلون سے اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریاء بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جاے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لیکر دشمن کی مدافعت کرے اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلالے اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے۔ داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت سے

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بُلا لیا حقیقت حال پر
داراشکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال مین
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضائے مصلحت دریا کے وار یا پار ہنگامئہ کارزار گرم کرے - عالمگیر ۲۵ ر
ذی قعدہ گذر رو ہیر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا - مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھ پور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جے سنگہ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریاے بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہین اور داراشکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جے سنگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا -

خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکر دن کا حال - ۲۰

یہ دونو خان والاشان ۲۲ ر ذیقعدہ کو دریاے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہرہ پہونچے
آگے کی منزل مین بہت نشیب و فراز اور دشوار گذار آب کند تھے کہ لشکر آسانی سے نہین جاسکتا تھا
اسلئے بیلدارون کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا - جب راہ صاف ہو گئی تو ۲۷ کو گڈھ سانہ تک مین
منزل کی - کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جے سنگہ اور دلیر خان آن ملے - دو
روز تک داراشکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ر ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیون کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر
خوش ہوئے اسکی پادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند وال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف و نواحی اور مواضع بالا آب مین کشتیان جو دشمنون کے تلف کرنے سے
بچی ہین جمع کرین اور ڈوبی ہوئی کشتیون کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور ناہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۲ ر ذالحجہ کو لاہور مین آیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا لشکر شاہی

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریائے بیاس سے آدھ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ پہلے وطن سے
راجہ جیسنگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کرکے دار السلطنۃ لاہور
سے باہر آیا خلیل اللہ خان پاس متصدیان دار السلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم
ہوا کہ داراشکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے
ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ و طلا و نقرہ غیر مسکوک جو ایک کروڑ
روپیہ سے زیادہ کا تھا۔ نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپون
اور تمام ادوات توپ خانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھ دواب پر لاد کر پار لے گیا اور قندھار
کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ داراشکوہ کو آدمی چھوڑ چھوڑ کے چلے جاتے تھے مگر وہ
آدمیون کو اسقدر روپیہ دیتا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان و طاہر خان
اور سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور داراشکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھہرنے
کی مہلت نہ دے۔ خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۱۱ ذی الحجہ کو اسنے کوچ کیا۔
داراشکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امراء جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت
مین آئے۔ عالمگیر آٹھ روز تک دریائے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچا کر عبور کرے اور
داراشکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگہ کو شاہجہان آباد
کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھہرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر
اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو
برہانپور حکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعہ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور پچاس ہزار
روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال متاع ضبط شدہ جو برہانپور
مین موجود ہے اسکو واپس دیدے۔ اور کشتیان تو اسنے بہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ کو
سات روز مین کشتیون مین لشکر کو بٹھا کر ستلج سے پار اتارا۔ ۱۰ کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ بڑے منصب و خلعت و خطاب امراء کو مرحمت ہوئے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

دوسرا سال

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریاے بیاہ کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اُسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندی کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس جانے نہ دے —

خلیل اللہ خان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تجویز ہوئے ملاذ مان عالمگیر کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کر کے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جاے۔ وہ خود ایلغار کر کے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک و دولت کا ساحت اُسکے غبار وجود سے پاک ہو جاے تاکہ بادشاہ کی خاطر کو بالکل اُسکی طرف سے جمعیت ہوا ور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جاے جنمین بہت سے خلل و رفتور پیدا ہو گئے ہین اسلیئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت ملے وہان وہ رہے اور خود چلکر ۲۹ کو نواحی موضع مومن پور مین آیا۔ بادشاہ نے سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے نہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سُنی بہت سے اُسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز اُسکا لشکر بہ نتائج پراگندہ ہوتا گیا اسلیئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن میر آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کیئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہسپاری کی ملی اور کچھ دنون گرفتاری سے بچا ۲۵ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آگے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز سے

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہوا جسمین بائیس لاکھ روپیہ تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ کو انکا محافظ بناکے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اُتر گیا اور بھکر اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جاوے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان اور بہادر خان اور پادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوئے اور ملتان مین آئے ابھی انکو یہ تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکے لٹا لیے جانے کا ارادہ کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیمابین جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب پادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اُس نے ایلغار کرنا موقوف کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۹ محرم ۱۰۶۹ھ کو دریاے راوی کے کنارہ پر ملتان سے تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑ کر پادشاہ پاس آ لیتے تھے وہ خلعت کی عنایت سے سرافراز ہوتے تھے۔ ۱۰ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین روانہ ہو چکا تھا مگر پادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہو معلوم نہین کہ صف شکن خان اس سے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۱۱ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے۔ گجرات کا صوبہ دار میرزا مراد کی جگہ مقرر کیا اور پادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی۔ سجادہ نشین اور

بادشاہ کا ملتان سے شاہجہان آباد روانہ ہونا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات۔

اور خادمون کا دامن دولت سی پر کیا۔

جب بادشاہ ملتان مین آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگارون کی برابر عرائض آئین کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہی جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمانروائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش افزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ داراشکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب مین افواج تعینی اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا۔ برنیر لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ داراشکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہین ہے تو اسکو اطمینان ہو کہ اب دارا کا کام چندان مشکل نہین رہا۔ اسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ داراشکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نجانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہان کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ داراشکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت کی ملنے کے دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایکدفعہ ٹھٹھہ مین اسی نیت سے آیا تھا

بادشاہ پانچ روز ملتان مین رہ کر ۱۲ محرم سنہ ۶۹ کو یہان سے روانہ ہوا۔ ۲۲ کو بنجھرہ مین کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت مین واقع ہی بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دارالسلطنت لاہور مین چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب مین مشغول ہو اور ان حدود کے بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ داراشکوہ کے سبب سے اس ملک مین بہت خلل آ گیا تھا مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہان نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش مین رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امرا بادشاہ کی خدمت مین آ گئی

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد مین ظہر کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش مین وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا۔ پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا ۲۳ صفر کو باغ اغر آباد مین آیا یہان راجہ جسونت سنگہ جو پادشاہ کے حکم سے شاہجہان مین مقیم تھا پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ شاہجہان آباد مین ۱۷ ربیع الاول کو پہنچا۔

اورنگ زیب و شجاع کی محبت و اتحاد کی بابت مین۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یکجہتی و موافقت کا دم اورنگ زیب بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر مین اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے مہر اندیشی و محبت برادری اسسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے کام و حال کی رونق مین اور اسکی دولت کے استقلال مین اعانت کرتا تھا چنانچہ جب نواحی بنارس مین شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال مین فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام ہو جب داراشکوہ کو اکبرآباد کی نواحی مین شکست ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ مین آیا تو اول کام اس نے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر مونگیر و صوبہ بہار و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان ملکون کے تفویض ہونے کا حاصل کر کے محمد میرک گرزبردار کے ہاتھ بھجوایا اور اپنا خط بھی بھیجا جسمین دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب مجھے داراشکوہ کے مہم سے فراغت ہو گی تو تمہارے اور مدعاؤن و مطالب کے حاصل کرانے مین کوشش کرونگا جیسا کہ آئین اخوت ہے اور بمقتضائے فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال مین تمہارے ساتھ

مین مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ مین محمد میرک آیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا مین اسکے احسان کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان آکر اُسنے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہی اول لشکر جمع کر کے الہ آباد چلیے اور پھر اگر ہو سکے اکبر آباد دوڑئے۔ شاید اس تیز دستی مین کام بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اُسنے تھوڑے توقف مین پٹنہ مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور نوارہ عظیم بنگالہ کو جمع کر لیا سنہ ۶۸ مین پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اسی زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین داراشکوہ کی مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعہ دار رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا اور اُسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعہ دارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کر دین اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارھہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حارس تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہی کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اُسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہو کر عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضائے حفظ سلطنت و جہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری کہنے کو

شجاع کا الہ آباد کو روانہ ہونا سنہ

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقابلہ و مقاومت نہین رکھتا اس لئے یہ تجویز کی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اُسنے فرمان لکھا کہ شاہزادہ محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑکے شاہزادہ کے لشکر سے مل جائے۔

جشن وزن قمری سال چہل و دوم

خاندان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ شمسی و قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزین محتاجون اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی و قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے ایک سال مین یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اورنگزیب کا جشن وزن قمری سال چہل دوم شاہجہانی مین ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو داراشکوہ اور سلیمان شکوہ سے برگشتہ ہوکر عالمگیر کی حمایت مین آئے انکو بڑے بڑے منصب و خلعت و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگہ و راجہ جے سنگہ و داؤد خان وغیرہ ہین اورنگزیب کے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی چھوٹی۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے سپرد کردے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد مین بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء کے کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عمداند از خان جو اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کر دے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاے۔

اب عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آ گیا
ہون مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد
قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دار الخلافہ کی
سورون کی نواحی مین شکار کھیلنے جاے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے اخبار
سُنے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آوے اور خود سورون مین شکار کھیلکر
دار السلطنت میں واپس آوے اور اگر شجاع الہ آباد مین آ کر جنگ و پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا
۲۰ کو قصبہ سورون مین آیا دوسرے دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سے انجام پاے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت
اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاے۔ اس عرصہ
مین مخلص خان جو بر سم ہراولی لشکر سلطان محمد مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اب نصائح کو نہین سُنیگا اور کسی طرح مدارا اور مواسا
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سورون سے شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

[illegible]

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہان
کے تجار و متمولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج لیکر گئی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجے تھے اسلئے وہان جاکر جونپور کا محاصرہ
کرلیا۔ یہان مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ توپین چلا کے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز
الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیردارون مین تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہوگیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت مین آگیا اسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۱۳ کو پادشاہ مکن پور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین شاہ مدار
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۱۷ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہان سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنے برابر توپخانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس سے
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و بدخاش خوئی و شورانگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دولتہا عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین
والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے عناد و جدال کی آتش سے
والا نژاد نامدارون کا خرمن اقبال و کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جس وقت

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رای سے قرین ہون جو حقیقت مین بڑے
دشمن خانگی ہین اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود حق شناسی اسکے علاوہ ہو اور
نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہو ح اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اورنگزیب
کی نصیحتون کو نہ سُنا اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوڑہ مین پہنچ ڈیرہ کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت سنگھ کے
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرگردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر مین خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ مین بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول مین مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہان تک نظر جاتی ہاتھیون کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوی ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار مین جگہ
دی اور بکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابو المعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاول اپنے دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی اُزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول مین کھڑا ہوا۔

۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۹ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک بادام) بادشاہ کو سُنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفون کی ترتیب و
تسویۂ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پر اس سرزمین مین
پہنچا کہ جہان بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہین میدان جنگ مقرر ہوا تھا۔ شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ مین نہین آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک بان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا
توپخانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپخانہ تھا ایک
مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا معظم خان نے
اپنے توپخانہ کی چالیس تو پین وہان لگا دین اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیدیا
کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑون سے اترے اور ہتھیار لگائے
ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید
سے غافل نہ رہین معظم خان بہر رات رہے تک مورچالون کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید
کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑون سے زین اتارے۔
بادشاہ کے حکم سے لشکرگاہ مین ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس مین بادشاہ ہاتھی سے
اتر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات
کو پچھلے پہر سے لشکر مین یکایک ایسا غلغلۂ عظیم ہو ہو کا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا
اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے
فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اول شب مین شجاع کے محرم راز کی
زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ مین آخر شب مین لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا
فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر
لشکر شاہی پر تاخت کرین رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج
راجپوتون سمیت جیسے کہ رام سنگہ راٹھور اور رمھیداس (جہیمداس) تھے اور اپنے لشکر
بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت مین آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہی امرا
و شاہزادون کے بہیر و کارخانون کو جو اسکی راہ مین آگئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ
راجپوتون کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانون اور بہیر پر اسکے
ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتون کی لوٹ سے سالم نہین رہا شاہزادہ
کی سرکار کے تمام خزانے اور توشکخانے راجپوتون نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور اوباشون
اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سے بعید اپنا
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو رجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی
سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ با نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آکر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبر گیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا۔ اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آگیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت پر بار اونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اُسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ کے
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اُس نے سنا کہ جسونت سنگہ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکلکر عمداً ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پر سوار ہوا یساولون کو بھیجکر بہت تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میرے روبرو لائین۔ باوجود اس
آشوب اور لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سررشتۂ تدبیر رزم اور کار فرمائی
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ کو وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقاً بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا
نشان ہے دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
مین تفریق بروئے کار آوے محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الٰہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنے مآل کار کی بد اندیشی کر کے اس بات کو غلبہ و

غنیمت کی دلیل عظیم تصور کرکے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگہ اکبر آباد کو گیا پادشاہی آدمی دو روز مین بادشاہ پاس جمع ہوے۔ پادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے
آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگہ کی جگہہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور ازسر نو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا اعظم خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدل مین ضرور ہو اسکو کردے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعہ لشکر کو ایک صف قرار
دیا۔ ہراول کا قائم مقام تو پخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرات سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
غرش شروع کی کوس و کرنا کا شور مچا۔ ہر توپ کی آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب و مرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پاؤن
اُڑ گیا اتنے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اُڑے جب توپون کی گرمی سے
کار گذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پردلون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس دار و گیر مین سید عالم بارہہ نے تین جنگی مست ہاتھی بادشاہی لشکر کے
جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمہ سے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے کھاگئے لشکر
مین ایک فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج میسرہ کے تفرقہ سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

بادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے پاس برکات دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکبادین آپس مین دینے لگے
اور جرأت کر کے قلب لشکر شاہی پر بکمال گستاخی اور بیباکی سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشنیع مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اس ضمن مین مرتضیٰ قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان التمش سے
اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور انہون نے اپنی تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیرا اور
ان بہادرون سے اتفاق کر کے دشمن کشی اور جنگ کی اس دار و گیر مین اکثر دل باختہ و
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آگئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا انکی جرأت جلادت
سے مرزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارہہ کی پیشقدمی بجا لہین رہی مگر انہون نے تین مست فیل جنگی بلائے سیاہ چھوڑے وہ اپنی سونڈون
مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ اور جس طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوا کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے انکس کے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انکس کے بس مین کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی انکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہوئے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرودار مین گرم
تھی اور غلبہ خصم سے اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رُخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
پیادے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبۂ فلک کیا اپنا نقش دکھائے اسلیئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان ور سردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ بختان (بختیار) بیگ
روزبہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹا جو تھا پیا نے زخم
کھاکر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسسے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زدوخورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانہ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی بہادری
کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
اکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جسنے کہ بتقاضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمکی تھا و سنجر بیگ ولد الہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہوکر بادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتح یاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جاکر خزانون ہاتھیون

۳۰ شیخ میر و صف شکن خان کے لشکرون کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب مین گئے تھے اور دارا شکوہ کی

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُتر کر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امراء کو
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اُسکا درست کر دیا بادشاہ نے ایک ہفتہ یہان
قیام کیا اور امراء کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب ہفت
ہزاری سوار پر اضافہ کر کے دوازدہ ہزار سوار بر آوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ بادشاہی حکم سے صف شکن خان ۴
محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اُسنے اوچہ مین دو تین روز قیام کیا جب۔ اُسنے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی تو
۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوچہ مین آیا یہان اُس
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صالح بہادر گرزبردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے و بیلدار بھی بادشاہ نے اُس پاس بھیجدیے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھنجھی و آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ نے یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسّی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۲۵ محرم کو داراشکوہ بھکر مین دریا سے عبور کر کے سکھر مین اترا ہی اس
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر تک
سو کوس کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کر کے داراشکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسّی کوس کے قریب طے کیے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اس سبب
سے دواب بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اُٹھائی۔ تیسری منزل مین خیمہ بار دار سے
جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا۔ ۲ کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حمال و اثقال اور بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بندوقچی پیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھے وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اُسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارہہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواح گھکر مین اُس سے جدا ہو گئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا ان
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیر آبادی جو اسکا مقرب و مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اُس نے
کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمینداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو راہ جاتی ہے داراشکوہ
یہان سے اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا۔ صف شکن خان کہ ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ گن سے شیخ میر سے
بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اُس نے ۳۰ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک
فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ بادشاہی
لشکر مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال اور بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے - سوم صفر کو صف شکن خان بھکر مین پہنچا قصبہ نوہری مین
نزول کیا - بھکر کا نظم و نسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ نوہری کی کوتوالی دی اور قو جعلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپین ہمراہ دیکر سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا - یہان کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
دارا شکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے
سدراہ ہو - جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شترنال اور کچھ بان و بیلدارون اور سقون
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ دارا شکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو
نصب کرین اور برق اندازون اور کمان دارون کو بٹھائین اور خود راتون رات کوچ
کرکے دارا شکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی - محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا - آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے
کی امید مین بیٹھے مخالفوں نے کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجاکر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اس طرف دریا کے قیام کیا - یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون
کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لیجاکر
دشمنون کو دفع و منع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین وہ اسکی کشتیون کے
پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو بھیجے

اور خود بھی سپاہ اور تابینون کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کر کے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنونکی ممانعت مین کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہہ سے کشتیون کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہین تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلا کر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح مین اس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیان بھیجی جائین تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا مین
ہین انکو پکڑ کر لیجائینگے اور مجھہ مین لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہین ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذرنا ممکن نہین ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیون کا گذر ہوگا۔
وہین انکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہین کیا
اور اُسنے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیون کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیون کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی مورچالون کی طرف نہین آیا دریا کے اس طرف جو توپخانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھہ اثر نہین ہوا ایک کشتی توپ کے
مُنہہ سے لوٹ گئی اور دوسری گل مین پھنس گئی باقی کشتیان قلعہ کے نیچے سے
نکل گئین۔ محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۲ کو داراشکوہ کنتل سے
بھی گذر گیا۔ ۲۸ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف مین ملگئے اور
دونون لشکرون نے مقصد کی طرف کوچ کیا بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادون کو
کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی مین لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
پہونچا شیخ میر نے سنا کہ داراشکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھہ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ اُنمین آدمی مارے اور کچھ زخمی ہوئے کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیون مین ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان مذکور یہ خبر سُنکر ٹھٹھہ سے ایک گروہ پر پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ داراشکوہ کا مال جو اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارانے گجرات کی طرف کوچ کیا۔ صف شکن خانے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثنا مین شیخ میر کے نام حکم شاہی آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑکر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کار ضروری درپیش ہے اس سبب صف شکن خان و شیخ میر اور دو لتخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھہ سے آگے جائین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و لشکریون کی سواریان اور بار بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا اور سوا اسکے داراشکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھہ سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ مین پہنچ گیا اور تین منزل طے کرکے کنارہ چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب نہ تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہوین کو وہ چول مین داخل ہوا چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کروہ پر ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجای آب کے امواج سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قربت دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اُسمین ڈوب جاتے ہین۔ ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

اس بیابان کا طول موضع لونہ پر منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت مین داخل ہی وہان ایک راہ
گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جونا گڈھ کو ۶ ربیع الثانی شیخ میر وصف شکنجان
بھکر مین آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو
آلات وادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور
ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرۂ آغروان کے
ساتھ سکھر مین اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری مین چھوڑا - ۸ ماہ مذکور کو بادشاہ
کی خدمت مین وہ روانہ ہوئے -

شجاع کو شکست دیکر بادشاہ کچھوہ مین چھہ روز رہا پھر دریاء گنگا کے کنارہ پر سفر
کیا اور شجاع کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے
گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سُنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود مین
توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال
کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب و تنبیہ کرے -

یہ دو مہم بڑی درپیش تھین انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی - غرہ جمادی الاول کو بادشاہ
قصبہ کوڑہ مین آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم نوکر دارا شکوہ کی
قلعداری الہ آباد مین بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو
اپنی قوم مین سے قلعہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ
بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی بختگی اور منصوبہ شناسی
کے سبب سے شجاع سے پہلے اپنے تابعون کے ساتھ قلعہ مین چلا آیا - جب شجاع
الہ آباد مین آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف مین لائے مگر سید قاسم صواب
اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کرکے شجاع
سے ملنے گیا مگر قلعہ مین اسکو قدم نہ رکھنے دیا - جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر الہ آباد مین آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور صلحت بادشاہ کی بندگی اور دولت خواہی مین دیکھی اور استغفاء جرائم کر اکے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ کیا وہ یہان قلعہ دار مقرر ہوا - اور سید قاسم بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا - شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا ——

روانگی جسونت سنگھ

راجہ جسونت سنگہ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے بادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگہ کا برادر زادہ رائے سنگہ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا خطاب دیا اور منصب مین ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم مین شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا - امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ داراشکوہ کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ قلعہ گوالیار کو بھیجدے -

مراد بخش کا قلعہ گوالیار میں مقید ہونا

۱۸ جمادی الاول ۶۹ سنہ کو بادشاہ اکبر آباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا - فاضل خان خانسامان نے داراشکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ روپیہ کا بادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامراء اور تمام امراء متعینہ اکبر آباد بادشاہ کی خدمت مین رہے -

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگہ جب یلغار کر کے اکبر آباد کے قریب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و حیا بانون کے دلون مین وسوسے پیدا ہوگئے تھے -

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونسٹبل کے اور مجیل مس سلینی برنیر کا سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے - ہندوستان مین جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ امر اس ملک کی عادت مین

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اُنکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو اُنمین بڑا مزہ آتا ہی - اُنکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت آدمی اُنکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجھکڑ بنتا ہے - جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلیئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اُسمین رائے دینے
کے لیئے کافی ہو - اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب و راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلہ الٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اُڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دار الخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہو گئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے حامیون کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا اُدھر جسونت سنگھ جنکی دغا بازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیر نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا - آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

اورنگزیب و راجہ جسونت سنگھ

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دار الخلافہ میں بادشاہ
دونوں بھڑنے کی جرأت کر سکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کر سکتا تھا اس لئے وہ
صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ میں عاقل خان لکھتا ہے کہ
جسونت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبر آباد میں و شاہجہان آباد میں پھیلی بلکہ لاہور
تک اور اطراف و اکناف میں پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر
ناملائم کو آوٹ تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعۂ ناگوار کو خود اس نے دیکھا ہے
یہانتک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کئے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جب جسونت سنگہ
آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤں پھولے اور اس خبر کو سچ جانا
اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو افضل خان
پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اُسے سمجھایا کہ
خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہی۔ پانچویں جمادی الاول
سنہ ۶۹ کو بادشاہ عماد پور میں آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہاں بادشاہ کو دارا شکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح آباد رکھا بادشاہ کے پیش نہاد
ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۵ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

دارا شکوہ کا حال

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سپاہ جو ٹھٹھہ میں دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو
خود سری کا سودا ہوا ولایت گجرات میں نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اُس کی
مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اُسنے چول و بیابان میں قدم رکھا۔
بعض میداروں کی رہنمائی سے دریائے شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ میں آیا
کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اُس کے

استقبال کو گیا اور اُسسے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اُسکو نقد جواہر دیکر بڑھایا اور اُسکی بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ کرکے اپنی حد سے باہر کرکے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا شہسوار خان صوبہ دار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور کو ئیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور محمد مراد بخش کا جو روپیہ و جنس و طلا و نقرہ آلات اور دس لاکھ روپئے جو اُسکے گھر مین تھے وہ داراشکوہ کو پیشکش مین دیئے اب داراشکوہ زر و سپاہ کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا آدمیون کو خلعت و اضافہ و عطائے جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل اپنی طرف کیا اور بندر سورت و کنبھایت و بھروچ و پرگنات سیر حاصل مین اپنی طرف سے حکام و عمال مقرر کئے اور انمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہکر بیس بائیس ہزار سوار جمع کرلئے اور حکام بیجاپور اور حیدر آباد سے بھی خطوط و پیغام بھیجکر نقد و جمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگھ سے ملنے کے لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت سے راجہ جسونت سنگھ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت غیرہ و قوعی اور خبر کاذبہ داراشکوہ نے بہین سنیں اور انکو سیج جانا۔ راجہ جسونت سنگھ کا نوشتہ آیا اسمین اس نے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ غرہ جمادی الاخری ۶۹ سنہ کو آراستہ سپاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اُس نے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی تھین جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سُناتا کہ مین قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

جنکے وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اور اس بات سے داراشکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور سے تین منزل پر میرٹھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
رزم و پیکار پر آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے۔ بادشاہ بھی چلکر قصبہ تودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ بندکور مین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زوائد
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگہ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر بادشاہ تالاب رامسر سے چہہ کروہ پر آیا۔
یہان طاہر خان نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کر کے
بادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا انبیر متعلقہ راجہ جیسنگہ مین بادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو دلیر خان و حسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر اور
اُسکے بھائی امیر خان کو طلیمش کا سر فوج بنایا امیر الامراء کو اُسکے بیٹون اور گنجعلیخان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
بادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
و ہوشدار خان و عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سرداران کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جابجا میمنہ و میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک کہ دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب رہے اس مین فرق نہ آئے۔
جب داراشکوہ میرٹھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئی وہ بیان کیے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ افواج میری تنبیہ تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب و تحریص

کرکے اپنی طرف کھینچے اور راٹھوروں اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور
اُسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے۔ جب وہ جودھپور مین گیا تو اُسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود
راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگھ کے
حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ مندی
رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اُسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت
شاہانہ سے اُسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اُسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری سرفرازی
کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔
بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے
اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دولتخواہی پر رہنمون ہو اور عفو جرائم کی نوید سناوے اور
داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھ دیا۔
(عالمگیرنامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگھ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن
اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر
افغانستان و زرا روس کی خط وکتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم
ہوجاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات
اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے
خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگھ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے مین اپنی رعب و داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگھ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بداقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے
اس کام مین تمھارے استقلال سے داراشکوہ کے کام مین بہبودی ہونے کی نہین۔ مگر
اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگ زیب
سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کرا سکوگے مین بھی راجہ ہون۔ مین منت و
سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر نہ لو

تم اسباب پر نہ بھولو کہ مین وررا جاؤن کو اپنی ساتھ کر لونگا - میری پاس ایسی وسائل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جا سکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جای کہ پھر کسی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور داراشکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگ زیب
تمہاری ساری خطاون کو بھول جائیگا تمکو کھجوہ مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین
کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بناویگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہوگے
مین ان وعدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون -
جب اورنگ زیب کا منشورنجات ورراجہ جیسنگہ اور ہوا خواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جسونت سنگہ پاس پہنچے تو انکے اغوا مین اُس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو داراشکوہ کے استقبال کے لئے بیس کوس آیا تھا اب اُسنے اُسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا - داراشکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا رسل رسائل شروع کیے بار بار خوشامد کرکے پیغام بھیجا مگر کچھ فایدہ نہ ہوا -
اس سے داراشکوہ کے دل مین وسوسین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کئے اور راجہ پاس وہین چند (دوہی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اُس نے جا کر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجیے اُسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے داراشکوہ اجمیر مین جاکر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلالے
جب وہ تین نامی راجپوت اُس کے پاس آ جائینگے تو مین بھی اس پاس آ جاؤنگا - دوہی چند
یہ جواب پاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو داراشکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوہی چند کو راجہ پاس بھیجا اُس نے یہان آکر ہزارون خوشامد کے کلام بناکر پیام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے وافسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہوگیا
کہ راجہ کے سارے جواب ٹالم ٹولے کرنے کے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہوگئی تھی کہ عالمگیر
پھرا یا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری والحاح ودلبری کی اور وعدے وعید کیئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ با دیدہ پرآب
وجگر کباب باپ پاس آیا تو داراشکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارۂ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چار ناچار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضار وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درۂ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بناکر اور سنگچین کرکے
توپون کے لگانے کے لئے اور تفنگچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب
یمین مصطفے خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین میل ورہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کیئے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا۔ خود
بیچ مین ہر سب جگہ توپین چُن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع ریوارٹی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا۔
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کرکے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

داراشکوہ اور عالمگیر بادشاہ کی لڑائی

بیرآتش مامور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجاکر جابجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر و دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کرلئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر ایک دوسرے پر کارفرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا تھا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کرکے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو فوق
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی کچھ پیش
چلتی نہ تھی بلکہ داراشکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگاکے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کرکے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلاکر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور یورش کی ترغیب دی - دوسرے روز
راجہ راجروپ زمیندار جمون نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی مین ضرب المثل تھا اپنی
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پہ کس کر اقتان و خیزان ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بناتے
اور چڑھ کے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہوکر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ گئے
آوازہ دین باوجودیکہ مخالف ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجہ

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے سے اتر کر
حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی
یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑھ مین ہو کر بائین طرف سے
اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر
مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جئسنگہ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد
کیا اور امیر الامرا نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان بخشی اور بہادر خان
نے ہراول کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو
اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے
پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت
دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلافاصلہ بلا کے گولے
مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین
آئی ادھر توپ غراتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپون کے ربان
چھوٹنے کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا
دشوار ہوتا ہر طرف سے اتنے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئے کہ صورت و سر کا
نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے داہنے ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا
دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہو کر اپنے آدمیون کو باوجودیکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا
جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کوہ نشینون نے مورچالون کی
پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آ کر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔
شہسوار خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے
دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا
اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے
بجان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدا ہو قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

اسکے سینہ میں گولہ لگا کہ اس حال میں سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قریبہ رکھتا تھا
اور اسکے حوضہ میں پیچھے بیٹھا تھا کہ میں اب چلا میری کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اتنی دیر نگاہ رکھ
کہ میں شادیانہ فتح کی آواز سن لوں جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہیں ایسا نہ ہو
کہ میرے رفیق و ہمراہی میرے حال سے مطلع ہو کر کارزار سے دست کشی کریں اور اور دشمنوں کے
آدمی اطلاع پا کر دلیرانہ پیش قدمی کریں۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے
دلبستگی ہے کہ ایسے حال میں کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیئے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی
ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ
مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں
نہیں ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیوں کے نسبت مردم خواف ظاہر میں اکھڑ
اور بے رو اور درشت ہیں لیکن اکثر کاموں میں بیچ است باز اور آقا کے حق نمک کے پاس میں
سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہیں دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار جان
کی جان گئی اور انکی جان کا جانا میرے لشکر کے علم کے سرنگوں ہونے کا سبب ہوا اور بادشاہی
لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ و فیروز میواتی اور بعض اور خدیئہ حرم کو لیکر
اندھیری رات کے پہلے پہرہ میں اس ناامیدی اور غم والم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ
گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا۔ عمدہ مردم میں سے سوا ان دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اُس کی
ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر و اشرفی و محل خاص و بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انتخابی مالیت دار اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیوں
اور خچروں و اونٹوں پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جا سکا اپنے قدیم و جدید آدمیوں کے
اعتبار پر انکو سپرد کیا چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو
کے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کیے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئیں یہ سب لٹ
لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ لشکر ہزیمت خوردہ میں اکثر آدمیوں کے مال
و عیال بھیڑ میں تھے وہ وہاں دوڑے گئے۔ ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

ہونے کے غم مین اور عزت و ناموس کے برباد جانے کے الم مین بیٹھے بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیون کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ مین حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ داراشکوہ کا کل اُردو اور اُسکے تمام کارخانجات مع ہمراہیون کے لٹ گئے اس اندھیری رات مین اور باروت کے دھنوئے سے بھری ہوئے درہ مین کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر بتحقیق نہین ہوئی کہ داراشکوہ بھاگ گیا۔ دونو طرف بعض مورچال مین جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امراء کے اپنی جگھہ مین دار و گیر مین گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی داراشکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم اور ایک اور جماعت داراشکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئے پہر رات گئے تک حرکت مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ داراشکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے پیٹ مین تیر لگا جسسے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت خان پسر شہنواز خان کے گولیون کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور داراشکوہ کے ہمراہیون کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پر خون تھا اور سوا رخت بدن کے سارا اسباب تاراج ہو گیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشون پر ظاہر ہے کہ نہنگان دریای غیرت اور شیران بیشۂ شجاعت سے جنمین سے ہر ایک وزرزم مین رستم ہو چار جنگ کرنا اور ایسے حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہون اپنی جگھہ سے نہ ہلنا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و فضل الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر حمل نہین کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدینؒ کے روضہ مین مدفون کرین۔ خود

اس مزار کی زیارت کر کے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب اناساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جےسنگہ کو ایک لاکھ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیون کی داراشکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جےسنگہ کی کہنے سے بادشاہ نے اسکو
فرمان عطوفت نشان تسلی و خطا بخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شاہنواز خان کی اہلیہ قیور س بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کر کے بہت سی عنایتین کین۔ امیر خان برادر شیخ میر
کو خلعت ماتمی اُتروایا اور اضافہ نمایان کیا۔ داراشکوہ کے اموال مین سے جو خیل و راو کا خانہ جات
ضبط سرکار ہو امرار اجمیر مین جس جماعت کو داراشکوہ نے بادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے۔ تربیت خان جو داراشکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو جمیر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۸ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے مونگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہو کر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا۔
بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون و ملک کے
بدبختون کی بیخ کنی ہو جاے ان ایام مین ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
فتح اول کی تاریخ جلوس کا سال دوم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و درو دیوار
دیوان عام سے باہر و غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و اقمشہ طلا باف و کلابتون دوزی

آمدن شاہ بکوہ اول۔

آمدن شاہ بکوہ اجمیر و عطاے منصب و خطاب باولی تقرب

آرائیش پایئین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو بہت نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوئے اور اُنہون نے اصول گوناگون سے رقص و سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر نام و لقب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق مین روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔ ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے بادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

بیت

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ جہان نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر
از سکۂ او غلغلہ در چرخ او فتاد + گردید زر از سکۂ او عالمگیر

چونکہ دونو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہی دن مقرر ہوا اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص آسامیون کا انعام لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری پنجہزار سوار اور اسکے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان خانساماں کو اور سعد اللہ خان کے بیٹے اور دوسرے راجہ رگناتھ کو خلعت و خطاب منصب اور جواہر عنایت ہوئے۔ تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا اور

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا۔ ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی اُن مین لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل تری و چمن و طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین۔ ملا شاہ نے جو کشمیر کے مشہور گوشہ نشینون مین تھا اور دارا شکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے۔

ابیات

<table>
<tr><td>صبح ازل من چون گل خورشید شگفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را</td><td>آمد حق و غبار باطل بار رفت
ظل الحق گفت الحق این را حق گفت</td></tr>
</table>

ماہ و سال کا حساب بدلنا اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا۔

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے۔ بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اس بادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینو کا نام ماہ الٰہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست بادشاہون و مجوسیون کے دستور کے مشابہ تھا اسلئے بادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن اور دفتر کے حسابون کی لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو۔

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا دقتین پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان فصل خریف و ربیع اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر نقدی منصبداران یہ سال و ماہ شمسی سے دریافت ہوسکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے۔ ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ بدلتے رہتی ہین لیکن امور دیندار بادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی مشابہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اُسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عیدالفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سالی مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال السبال و وقایع کی تاریخ مین ایک وقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اوّل غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ سے غرہ رمضان ۱۰۶۹ھ تک شمار ہوتا ہے
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اوّل مین شمار کرلو اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر اہلکار ورق حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروری مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے اُن کے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

احوال داراشکوہ

داراشکوہ کا احوال پُر ملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد جسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
واشرفی و چند آشنا جی خدمہ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب و سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادمہ
عورتون کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کیے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سب نوکرون نے اس مال پر ہیدا داور غارت کا ہاتھ دراز کیا۔
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہاتھیوں
کے اوپر سے مال کے بار اُتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اُتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اُتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بار اور استر سبک رفتار

نقد و جنس سے بھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئی - زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا وہ اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لٹیرون کو منع نہین کر سکے بادشاہ کے لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو دارا شکوہ کے پاس لیے جانے کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھی اس اندھیری رات مین بڑی ہراس کے ساتھ دارا شکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد دارا شکوہ سے جا ملے اور دارا شکوہ وہی سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان و بے سر و سامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد مین آیا احمد آباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور دارا شکوہ کی شکست و فرار کی خبر ہو گئی تھی احمد آباد مین سید احمد بخاری کو دارا شکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا جس نے اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو اور متصدیون نے عاقبت بینی سے متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے اُنھون نے اُسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور دارا شکوہ کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت اور مدافعت کے لئے درپے ہوئے جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی کرتی ہے تو اُس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج　　احتیاج است احتیاج است احتیاج

کانجی دارا شکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا اس ضمن مین گل محمد جو دارا شکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت اور بھروچ مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا دارا شکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اُسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبود کا رکے لئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا داراشکوہ اس پاس پھر مدد اور رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اُسکے احوال پر ملایم وہ متوجہ نہ ہوا بلکہ محض ناآشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ؞ زرہ پیش تیرش نمد مے نمود
بوقتے کہ بختش نہ شد دستگیر ؞ نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو تین روز تک داراشکوہ نے اس زمیندار کے متمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار جل بھن کر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی داراشکوہ کی بد اقبالی کے دنون مین بھی آج کے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دارالخلافہ کو چلا گیا جب داراشکوہ جادیون (جادخان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس دیار کے صحرا نشین اس کے پرداہی ہوئے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوئی سپاہ کچھ ساتھ تھی جنگ و کوشش سے انکے ہاتھ سے نجات پائی بنگشون کی ولایت مین گیا مرزا بگشی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال کیا اور اُسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کے ہمنوائی کرکے درخواست کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف لے جائیں اس باب مین اُسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن داراشکوہ کو تو یہ لو لگی ہوئی تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کر کے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا بگشی کی بات کو نہ مانا اب اُسنے ملک جیون زمیندار دھاندرہ کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا جو داراشکوہ کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا تھا مصرعہ۔ صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ؞ اس زمیندار کے وطن کی حد مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس نے اسکو اپنے گھر مین اُتار لا اور مہمانداری مین کمر بستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہے کہ ان ہی دو تین

روز مین دار اشکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند
کو غم بر غم اور الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے
دار اشکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور وانہ کیا۔ خود چند خدمتگارون
اور ناکارہ خواجہ سرایون کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو
بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لیکر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیما ہو
ملک جیون بحسب ظاہر ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُسنے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کی دستگیری کی فکر و تدبیر مین
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہزن جماعت کے ساتھ
دار اشکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کرکے دو تین منزل مین آجاؤنگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دار اشکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اُسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اُسکو
اور سپہر شکوہ اور اُسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نے اپنے لاکر ایک مقرری
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگہ و بہادر خان کو کہ دار اشکوہ کے تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور باقر خان
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد بادپا کے ہاتھ اسکے پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنے محرمون کو
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا گنبھیر تھا کہ اُس

خبر سنکے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جسمین اُسنے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
سبکو اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الضحیٰ تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دوصد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر و پسر
کو اسی طرح سلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کرکے
پرانی دلی مین خضر آباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہواخواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل فرقہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسری کی تقلید کرکے جمع ہوئے۔ بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسا اس پر
پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہوکر ہلاک ہوئے اور بہت زخمی ہوئے۔ بختیار خان سر پر سپر رکھے
لگا کے اس بلا سے بچکر بادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوے گھڑے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

نے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت مین پیشقدمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
تصوف کو بدنام کیا تھا الحاد و کفر پر نوبت پہنچائی تھی اسلئے اسکو ذبح کرکے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لیچلیں سارے تماشائی اسکے حال پر
تا آل کار بر گریان تھے پھر اُسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادرمن بادشاہ من سلامت سلطنت تمھین اور تمھاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھا پی لیا کرون اور تمھارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا خوب
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علما کو بلایا اُنکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اُسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایت افسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قید خانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قید خانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشہ
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اُسوقت مین بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابلہ
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اُسپر آکر نہ ٹوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر زخمون سے چور ہوکر

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف
ہو کر طشت مین پادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا
سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت رنج اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی
دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر برنیر صاحب کے سیاحت نامہ سے انگریزی کتابون مین
لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگا کے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین دارا شکوہ
کا تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لشکر کشی ہو رہی تھی اور
بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہو گیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا

کل ممالک محروسہ مین غلہ اور اجناس کے باج کا بخشنا اور حاصل راہداری کا موقوف کرنا۔

پادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرما کر راہداری
کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس
آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے
ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین انکی مینون اور مکانون کے کرایہ
مین لی جاتی تھی جنمین صنعت گر اور کاسب قصاب کلال و سبزی فروش سے لے کر بزاز
و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سر رستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و
فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ سے
زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سر شماری
و بر شماری و پر گدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود (ہنود
اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فراہم
ہو کر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے) مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و
شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو ادائے قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول
ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کروڑون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل
ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے جشن جلوس غلہ کہ پچیس لاکھ
روپیہ از روے دفتر دیوانی انکے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا۔

اور اس حکم کے اجرا کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرزبردارون اور احدیون کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور
معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کیے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری ہوئی
پاندری کا محصول زیادہ تر مشہور پایۂ تخت و حاکم نشین شہرون (اکبر آباد - دہلی - لاہور -
برہان پور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہرچند ممانعت
بادشاہ نے کی لیکن زبردست فوجدارون اور جاگیردارون نے دو سبب سے اس مال ستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیردارون اور فوجدارون
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس اور واہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہیے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل جمع و منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تو بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل و عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوئے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزید بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روے سوانح و وقائع بعض
پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرزبردارون
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرزبردار مبلغ لے کر چندروز اسکے اخذ کو ممنوع کر کے آتے
مگر بعد انقضاء ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہو جاتے اسلیئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص راہداری مین
یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہے - حق آگاہ خدا ترسون کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریون سے
اور بے بضاعت مسافرون اور محتاج رہ نوردون سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمیندارون نے عدم

بازپرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام بادشاہی کے تعلقون کی راہون سے
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارزان
و بنادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف
ہوجاتا کہ مال کی قیمت دوچند ہوجاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا
مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیرنامہ
مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہوگیا۔ اور
قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جاکر سستا بکنے لگا کال کا اندیشہ
بہت کم ہوگیا۔

تعین محتسب و منع منہیات و مسکرات ۔

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی راے سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا۔
وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے
خصوصاً شرب خمر اور بنگ بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زانیات کی مباشرت سے منع
کرے حتی المقدور برے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصبدارون اور احدیون کی ایک
جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خودسر ملا کے کہنے کو
نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ و تاکید کرین۔

اکبرآباد کے قلعہ کے گرد حصار کا بننا۔

ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف
قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبرآباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد
عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی
فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی
سال دوم جلوس مین ۵ ار ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب بستی بہت تھی
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور
عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار ساٹھ ذراع

اور دیوار قلعہ سے فصل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیر حاجی
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون
پتھر پول وخضری واکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شاہ برج
کی جانب ہی اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے۔ کنگرہ وسنگ انداز
بدستور قلعہ رہے یہ فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔

قلعۂ شاہجہان آباد مین آرامگاہ کے پاس ایک مسجد (موتی مسجد) کا بنانا +

عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض وسنت و
نفل ادا کرے اسلئے اُس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب سے بغیر سواری اور
طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے
غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر
کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بہ شکل بنگلہ اور
دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہہ ہے گنبد باہر سے نمودار
نہ ہوا اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازؤن کے
اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسو اور کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیرہ ذراع
اور سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور دو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و
تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر
سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔
ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ ۳ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان
الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سولہ مہینے
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور مین جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہان چندروز قیام کرے اور جہان تک ہو سکے دشمن کی مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھ کر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے جہان اُس نے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور بھاگا تھا اور پادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان اُس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائے اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُس نے قلعہ چنار گڈھ پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگائین اور مورچان مین نصب کین اور آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادر پور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔

ذوالفقار قراقا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۲ جمادی الآخرہ کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمان حکومت مین اس شہر کے استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے یہ فصیل طول مین سوا گروہ جریبی تھی اسکے گرد خندق کہدی ہوئی تھی۔ شجاع نے احتیاطاً سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر بیس گز پر ایک برج بنایا اور اس کی خندق کو ایسا گہرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اُس نے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کیے اور انکو آلات توپخانہ ..... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑک پور اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہواخواہی و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

[illegible]

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانیکا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمھارے حال پر اگر عبودیت و دولتخواہی کروگے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کروگے تو قہر شاہانہ ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر کے پہاڑ کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑگ پور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسپر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کر دیگا پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل و عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے ۱۲ ر ماہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر بیاپور سے جو مونگیر سے بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت مین ہے سیدھی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اُس کا بندوبست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک یہین قیام کیا شجاع موضع رانگاماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۰ کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوس تھی۔ اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایک طرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے یہ سُنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ متعذر العبور ہے اسکو چھوڑکر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اُسنے یہان بھی مونگیر کی طرح قیام کرنیکا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ کمال افغان بیربھوم و جھارکھنڈ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اُس نے خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہواخواہی کے اعتبار پر وثوق تھا اسنے اپنی نوکر اسفندار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیربھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم ونسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور بیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اُس نے بیربھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود پادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیربھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہوگیا تو اُسنے مایوس ہوکر معاودت کی۔ لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین۔ جب لشکر شاہی
بیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگہ ولد راجہ جیسنگہ و راؤ بہادر سنگہ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ مآل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے پادشاہزادہ
کی سواری اور اُترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اُسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اڑا کر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیربھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو اُنھون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اترا اور سب جمع ہوکر لشکر سے دور فرودگاہ ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیربھوم سے تین
منزل گذرا تھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان مقتضاے
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیربھوم سے لشکر شاہی کے آگے آگے
بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہی تو وہ اوسکے سب
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ
کروہ جو گذر دوگاچی ہے اوسکے اوتر کر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے دو تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جاکر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکین اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا
جسوقت لشکر شاہی بلکھتہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو
اوسسے جدا ہونا۔ چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اوسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اوس نے ایک تدبیر اوسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہوکر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہوگئے۔ سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اوسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اوسے گھیر لیا۔ گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھکر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رائے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۲ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دوکاچی (دکانچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ
کے محاذی زمین باقرپور مین اقامت کی۔ بنگالہ مین جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے
سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جابجا مورچال
بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سردارون اور کام کے آدمیون سے استحکام دیا۔
سلخ رجب کو اکبرپور مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے
درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے مین اپنے آدمیون کے ایک
گروہ کو اور چند توپون کو کشتی مین لایا اور اسی مین زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال
بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے۔
معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیان بہم پہنچائین
اور شام کو لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب مین ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا مین
نہین چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیون مین
بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہان اپنے آدمیون کو اتار کر کشتیون کو واپس
بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائین اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار
و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ سجان سنگھ بندیلہ و تاج نیازی
مع اپنے تابینون کے اور دو سو بیلدار اور توپ خانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر
آگیا جب صبح کو مخالفون کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم مین لغزش
آئی اور کشتیون مین توپون کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا
اور اسمین دشمنون کے مورچالون کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن
بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیون پر سے توپ و تفنگ
کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالون
مین قائم ہو کر دشمنون کی مدافعت مین کوشش کی توپون کی مار سے چھ کشتیان ڈوب گئین

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کر کے اُن کو
یہان ٹھہرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے
ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے
مغلوب ہوئے۔ کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ انکا
نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبر نگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سپاہ کے ساتھ
متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی اکبر نگر
کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے بادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
مین اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جما رکھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر بادشاہی عبور کر سکے
بہم نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے کر شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبر نگر سے چودہ کوس جہانگیر نگر
کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی
دوکاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ مین بیٹھے
خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے
کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دونا پور کے محاذی مقرر
کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیر نگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان
اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دوکاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے
مقابلہ مین بیٹھین شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دونا پور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیاء کو ٹانڈہ مین بھیجدیا

معظم خان نے سوتی مین نواره کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان
تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاه مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بناکے آٹھ
بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر انسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی
سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون پر
دست بردی کرے اسنے کشتیون کو آلات توپخانہ سے پر کیا۔ اور
تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جاکر
دست بردی کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نواره کے دیده بانون
اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نواره لڑنے کو آیا پادشاہ کے فریق نے کچھ کام کیا
اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دو پاره بیس بندہاے پادشاہی
اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہوا مین
بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی
ہوسکے یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے
توپخانہ پر جو دریا کے کنارہ پر مورچالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و زبردستی
سے چھ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاه
مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وہ کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازه فوج کے ساتھ بجائے نور الحسن کے تعین کیا اب پادشاہی لشکر پر ایک
صدمہ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوباره
دوار شعبان کو لشکر اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آو اخر شب تک اہتمام
کرکے بہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس عزیمت سے آگاه تھا
اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و پاسداری کے لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت
سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لیئے تیار تھا مورچال سے دو ڈیڑھ موئن
کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند
جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی تین کشتیان پہنچین انمین سے اہتمام خان
اور لشکر نے اُتر کر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ
گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا
پادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا۔
انہون نے مقابلہ کر کے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو
آدمی تھے اُنکو امداد اور اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چھ
کشتیان کنارہ پر آئین جنمین کچھ آدمی اُتر کر مورچالون مین داخل ہو گئے تھے اور
باقی اُتر رہے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہیئت
اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہر چند
کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیون کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس
اثناء مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیون
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون
کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُتر کر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اُتر کر
دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک نو سو سوارون کی جسکے آگے ہاتھی
تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کر کے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا یون سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پر حملہ کر کے اہتمام خان کو مارا۔
پادشاہی لشکر کو کمک نہ پہنچی تھی دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کر دیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینھہ برسنا شروع
ہوا اس کے قطرون نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھا دیا
طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام مین مصروف ہوئے۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک
جو لڑائیان ہوئین انمین فوجون کا بھیجنا اور امیرون کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار مین تھا
شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع
ہوئی تو وہ اس فکر مین ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجئے۔ زمانہ سازی کر کے اکثر
اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے
کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اُسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا مستحکم کیا کہ شاہزادہ نے اسکی
لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام اہل
فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل مین باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی جوانون کو آزمودہ کار بڈھون
کی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدنامون کی صحبت سے
زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک مین ملتی ہے ان فتنون مین
ایک غماز جماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان
غبار خاطر روز بروز یہان تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا اور آخر
رمضان آغاز ۳ سنہ جلوس مین اپنے مصاحبون و مقربون کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھجوایا
کہ آخر شب مین آپ پاس کشتی مین بیٹھ کر آتا ہون میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی
اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خدمہ محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ
جتنا لا سکون کا لاؤنگا۔ شجاع اس خبر کو فضل الہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو
شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیون اور بہت سے کہارون کو اسکے خزانہ
و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ
دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سربستہ کا

افشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہاے پادشاہی بیدل
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو لا کین بے آئین معظم خان کو جب ہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اُسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اُسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا نہ معلوم ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوتی سے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیۂ ناملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم باقی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھالئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سید مظفر خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امرا اکبر نگر مین رہے۔ بادشاہ کی یہ راے تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرے
اسلئے بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہو اور ٹانڈہ جاے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اُسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور غرہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کمکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترجوک و گندک اور دریاے گنگ کے

اور معبر راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اترنا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جابجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ مقرر کر رکھی تھی جو تری و خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے منگیر و بھاگلپور جانے مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریہ مین کہ بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی و جہاندی برسات کے سبب سے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذر نا ضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبرنگر کے ایکطرف کوہستان ہی۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا۔ عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔ اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچتا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ ہر چند زمیندار مجھو " مرزا شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا انکو لوٹ لیتا تھا کسیطرح سے بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچتا تھا اس سبب سے اکبرنگر مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اُس نے اکبرنگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عیاس میر بحر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبرنگر سے دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبرنگر بادشاہی لشکر کے قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان و ذو الفقار خان کی معدلت و نصفت کے سبب سے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

سنہ ۱۰۶۹ ہجری

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا۔
اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ نوارہ کی ایک جماعت
کو اکبر نگر کی تاخت وتاراج کے لئے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے
کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
ور ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بتوارہ مین آیا اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ
روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کر کے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبر نگر مین
آیا اور راجہ اندر مین سے لڑائی ہوئی مگر اُسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و فدائی خان
اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفاقی کے سبب سے ایک دوسرے کی خلاف
تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجوہ وجھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ
گیا اور اکبر نگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض شاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور
محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون و ہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف
کیا جسسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اُسکا لشکر اکبر نگر مین
بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم اُنہون نے یہین بسر کیا جب برسات
ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبر نگر مین آیا تو اُسنے معظم خان سے
معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور
بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوئے معظم خان بھی غنیم کی یہ
خبر سنکر کہ وہ اکبر نگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ
ہوا جب وہ موضع بلکھستہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو گیر بھاگ کی
دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اُسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے
اور دوسرا بلکھستہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ
سے گذر جاوے۔ پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سے انکو
استحکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور بیر محمد اعزاز خان کو
آغرون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا۔ نالہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسر بالا مین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جا کر یکہ تاز خان کو شکست دی
اسکو اور اسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیرون اور بہت سے
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ و تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑے بڑے
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اتر کر لڑنے آیا ہے
تو اسنے ذوالفقار خان سے جسر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اسنے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا
اور فرمانبری نہ کی نفاق کر کے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اس نے ہزیمت پائی۔ جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کر کے لشکر شاہی سے

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہان لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع
کی توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔
۱۱؍ ربیع الثانی کو شجاع یہ خبر آئی کہ داؤد خان دریاے گومتی سے عبور کیا سید
تاج الدین کو اُسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک
سکا اور عنقریب ٹانڈہ مین جہان اسکا بنگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع
ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی
مین بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلپارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی
نے سیر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونون لشکر
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کارزار کے لئے آمادہ
رہے اواسط شب مین نورالحسن جو شجاع کے عمدہ سردارون مین تھا معظم خان سے
آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز
تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷؍ کو شجاع دوناپور مین چلا گیا معظم خان نے اسکا
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمین دس توپین اور دو سو بان تھے۔
جب یہ سُنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم
ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے
تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ
ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے
آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھیری اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے
اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اسلئے فتح جنگ خان و
اسلام خان کو نرغہ مین کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے۔ معظم خان آیا

اُسنے نالہ سے پار جاکر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سُنی۔ ناچار معظم خان سیک توپخانہ
لےکر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش افروزی
سے ہنگامہ دشمن کُشی و عدو سوزی کو گرم کیا اواخر روز سے اواسط شب تک گرم جنگی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبر نگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرون گا تو لشکر جسکو کوئی امید اُسّے نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے ایمن ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار ٹانڈہ بھیجا۔
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبر نگر پر قبضہ کرے اور دوگاچی سے
سوتی تک جا بجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیرالدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کے لئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس مین ایک سو ساٹھ کشتیان تھین
گذر دودھیرا گئین ان دنون مین دریاے گنگ کے تین شعبے ہوگئے تھے ۱۲ ارباب نےکر
کو پل باندھ کر شعبۂ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دویم سے کشتیون مین بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبۂ دوم و شعبۂ سوم کے درمیان تھا۔
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آئے ہین کہ ملاحون کے اہل و عیال کو لے جائین یہ موضع شعبۂ بزرگ و شعبۂ سوم

گنگ کے درمیان اکبرنگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینون کے بادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل وعیال کو غنیم کی طرف جانے
سے روکین انہون نے سمدہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمدہ مین
ہزار سوار کا ٹھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل وعیال کی حفاظت کرین اور اُن کو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ جہانگیری پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ بادشاہزادہ محمد سلطان کو نوبچانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جریدہ دریا کے اسطرف آگئے۔ اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز تک
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوئی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنے نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس اثنا مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی بادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے ترددات نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر سے
محمد سلطان ملا۔ طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی غرائب
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمدہ پر

بعض جا پایاب تھا تو پون کو لگا یا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آغر خان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونو طرف
چوبین نصب کین سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ و تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونے
کی جرأت نہین کرتا تھا۔ آغر خان نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالا پیچھے دلیر خان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی مین چلایا بعد ازان پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار دلاور و ان کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کار فرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل ہو کر دریا مین آیا اور ہمچشمی کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لے کر آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا روبرو سے گولہ توپ و گلولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے پھر
نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور مین ہاتھی گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال و بجا نہین رہا۔ سپاہ اور چارپایون کے تردد سے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہو گئی اسلئے بہت سے سوار اور
پیادے بحر فنا مین غرق ہوئے ایسی حالت مین پسر دلیر خان متوج دریا سے مع اسپ کے
دریا مین ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ ہونے کا نشان نہ ملا۔ غرش بان اور گولے کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئین کے گھر جانے سے یہ حال ہو گیا کہ بیٹے
کو باپ نہین پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گلگون ہو گیا
تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ و بان
کے صدمہ سے محفوظ ہو کر دریا سے پار جا کر جان بر ہوئے۔ دلیر خان کے فیل کے
آگے آغر خان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس بہادر نے
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغر خان کو مع گھوڑے کے سونڈ مین لے کر اوپر

اٹھایا اور آبشار مین پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے
دور جا پڑے دونو کے چوٹ لگی گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغر خان پھر گھوڑے
پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین بوتا
نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلاے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا
ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور
گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجک (انکس)
ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اسکے ایک نوکر نے کہا
کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر سہلائیے۔ اس حالت مین
دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا
رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا
ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا۔ آغر خان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ
کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ اب فیلبان سرکار کو حکم دین کہ
فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپہار کوتل مرحمت ہون
دلیر خان نے تحسین کر کے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی
اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغر خان
گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور
تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور چپقلشین کین شجاع کے دو تین سردار اور
بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت
زخمون سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ
پاس چلا گیا۔ القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ نالہاے قلب پر
اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین۔
جب عالمگیر نے سُنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

گئے ہین تو پادشاہ نے از راہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول ۶۹ سنہ کو سمت شرقی کا سفر شروع کیا اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا خطاب دیا سیر و شکار کرتا ہوا پادشاہ چلا - ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہزادہ محمد معظم اور وزیر خان دکن سے پادشاہ پاس آئے - پادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان ساماں اسکو تیار کرکے پادشاہ کے روبرو لایا اسکو پادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کرکے مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے پادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا -

پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے - پادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا

کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیان شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئین ان مین یہ شاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آزردہ خاطر ہوا گیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا غرض کچھ ہی سبب ہوا اپنی خطا سے نادم ہوکر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ ہوا - خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک دو منزل پرہ تھی اسکی بیماری کی خبر آئی - اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا - اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدیجیے ۲۶ جمادی الاول ۶۹ سنہ کو خدمہ محل و چند خواجہ سرا لے کر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا کر سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا -

چار کشتیون مین سوار ہو کر معبر دو کاچی پر اسلام خان ہو جب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور
انہون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین
روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ بادشاہزادہ مع محل خاص کے
اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض کارخانے
اور کچھ خادمۂ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے
ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان
کی کشتی جا پہنچنے سے بچ گئے۔ جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت
ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ بادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ
سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال
کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین مقید
کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب
ہو گئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر
داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان
معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بنگہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب
شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دیرسالہ سے دل اٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُس کا
بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے
تردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور
کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان کھڑی
ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو غرابون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی و
طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لادے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُسنے
سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہے دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اوزبک و مرزا بیگ و خدیسیاہی
و خدمہ و خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے دو ساٹھ کوسہ۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ ۲ جلوس مین جہانگیرنگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خودسرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صندل خواجہ سرا اُسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لادکر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے ان سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پُر کرکے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہوکر انکو گرفتار کرلیا اور سارے جواہر مع مال
بادشاہی ضبطی مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا بھتیجا اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا جو مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضیٰ ناجی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سُنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب دلادئیے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیرنگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیرنگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخنگ (اراکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ متفق کر کے شجاع کا فرمان برنہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت آلیہ و غرابے کے ساتھ بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی اور اس مہم کے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجاے۔ چاٹگام رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔

جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیر نگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُس کے پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ کی طرف مین بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لے جائین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز سنہ جلوس کو زین الدین و بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین اسکے رفیق جو اتک ساتھ تھے اس سے جدا ہوئے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور جہانگیر نگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور اکیاون جلیہ رخنگی فرنگی مردان کار و اردو

ضرب بیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا۔ اور رخنگ کے سرداروں نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ جہانگیر نگر مین ثبات قدم رکھیں آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ آپ کو رخنگ لے جائین۔ شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک بادشاہی ہے اقامت کرون اور اسکے قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اُسکی ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی دیہ مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔ یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا شجاع نے اُسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھو کر لائے حسین بیگ اپنی کم عقلی سے سو سواروں کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جا کر قلعہ کو مع اموال و اثاث اپنے تصرف مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک چند
ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسّی سوار اور
چارسو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور
ہاتھیون کو پانی مین لیجا کر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
کرلیا اور باقی دو آدمی اُسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجاکر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
صبح کو ایک اور سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو اُنہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب آئین یہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اُتر کر جنگ
کرین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ
ابا کمش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ ہم تجھ سے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اُسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کیئے تو اُنہون
نے ناخوش ہوکر حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر یہ بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کرلیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خادمہ و ملاح متفرق ہوگئے
اور ہر ایک کسی کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کرکے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی سے

مجبور اس بُری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سے سید عالم اور سید قلی اور بارہ اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام اصل مین راکنیگ ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے اراکان اور برہماوالون نے یاکہنیگ بنا لیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین دارا شکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی سے احکام کے جواب مین عذر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی تنبیہ کے لئے نو ہزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگہ باپ سے جدا ہو کر بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیر خان کے ساتھ گیا جب امیر خان اس لشکر کو لے کر بیکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خان کو اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگہ و پدم سنگہ کو ساتھ لاکر بادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم اُنکے ملک اور قوم کا مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندوؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کی نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کی حدود ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستان
کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہی۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب
کی الناک مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گو اسے ساحل بحر
پر بیدر اور چانده کے درمیان وارده پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر
اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری۔ خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ
کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے بیس
چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہے صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ
تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا
ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی کہ اونترمین ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے
ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک
مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سی بتدریج
اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین
ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کوان کان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے چیول ابل ہین واقع
ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیٹے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ
مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سی متعلق ہی یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال
تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو۔
جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشتر کی مسلمانون
کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشتر کے اصلی باشندے گرسی
ہین جو اس ملک مین گنواری گانا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راجہ
تھا جسکی راجدھانی ناگارا تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین
ملادیا۔ شال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کرلیا جو قوم
کا راجپوت سسودیہ کے نسل سے تھا۔ سال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی اور یہی لڑکا چتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا۔ چیتوڑ کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے۔۔۔۔۔

اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشتر مین جو اور انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہین ہوا اور یہی تھان سے دار السلطنت دیوگڈھ مین (جسکو حال مین دولت اباد کہتے ہین) بدل گیا۔ یہان شالباہن سے متواتر راجہ جادو رائد یو تک ہوتے آئے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو یہی راجہ تھا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ مین ان راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔

مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہم ماں کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونیکا دعوی کیا اس دعوی کا جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتے ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین لڑتے بلکہ اپنے مطلب اور اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہین ادنے رجپوت کے چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹہ کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوارپن ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ ہیبت ناک اور ناخدا ترس دشمن ہوگا۔

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہی تھی

که سترهوین صدی مین جب وه اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین - جب مسلمانون نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعد ازان سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مارڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہوگیا تو پانچ اور سلطنتین اسکی جگہہ قائم ہوئین -

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتداء سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (جو دہری یا زمیندار ہوتے ہین) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے - مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصبدار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا - اس طرح کی سپاہ رکھنے مین صرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ - نایک - راؤ کے دیے اور ان خطابون کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے - تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے نائکون پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے - تمام مرہٹہ منصبدارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مارڈالا برہمن واسو جی ابن

و غا مین مارا گیا وہ بڑا کارگن تھا۔ پھر ابراہیم عادلشاہ کے علم کے نیچے برگی نظام شاہ سے لڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ مین برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو مین مہاراشٹر داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ مین کچھ برگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست مین بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری (۲) راؤ نائک نمبالکر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہین (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔ (۴) راؤ مانے (۵) گھور پورے (۶) ڈف لے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا

احمد نگر کی ریاست مین مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سردارون کے نام تاریخ دکن مین مذکور ہین اکثر انمین سے دیس مکھ تھے۔

احمد نگر کی سلطنت مین جادو راے دیس مکھ سنکھیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ نمالبا راجہ دیوگڈھ کی اولاد مین سے تھا۔ سولہوین صدی کے آخر مین موکھ جی جادو راؤ کے خاندان سے زیادہ قبوضلہ کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے انکی جاگیر دس ہزار سوارون کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پاس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤن ویردل مین دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ بابو جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو ونگوجی یعنی جگپال راؤ نائک نمبالکر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد نہین پیدا ہوئی تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹون کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔ شاہ جی نام ہوا جسکو ساہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہین۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء مین پیدا ہوا مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سلحدار تھا اُسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء مین ہولی کی تہوار مین

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ ہندوؤن کا دستور ہے کہ اس تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن ایک جلسہ مین شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ جادو رائے نے شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس کی بیٹی تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولہا بنائے گی۔ پھر اُس نے مجلس کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کیا اچھے دولہا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسلہ اُٹھا اُسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ رہے کہ میرے بیٹے کی سگائی جادو رائے کی بیٹی سے ہو چکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رائے متحیر ہوکر خاموش ہو گیا۔ جادو رائے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو اپنا جنوائی نہ مانوگے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو راؤ نے اس سے سخت انکار کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے ایسے بات کو ہنسی سے کیون مُنہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی جاے۔ مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب جانتا تھا خواہ کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جاکر کہا کہ بھوانی دیبی نے اُس پاس آخر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اُسنے نظام شاہ کے عہد مین جو سترہ برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چمار گونڈی کے ایک ساہوکار شیونایک پونڈے کو ...... حوالہ کیا کہ لوگون کو اُس کی دولت کا یقین ہو اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئین کھُدوائے۔ مندرون مین روپیہ چڑھایا اور اسی دھن مین لگا رہا کہ جادو رائے سے رشتہ مذکور ہو اس مین اسکو منصب پنجہزاری ملگیا اور سیو بیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادو راے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک ہوا - اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے - بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا سیواجی مان کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی مان کے ساتھ باپ سے جدا ہوکر پونہ چلا گیا -

مغلون نے جو گولکنڈہ و احمدنگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اُس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی - ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ دکن مین پڑھ لو -

خافی خان لکھتا ہے کہ دکن اور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے اصل اور نسب کا حال یہ سُنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ رانای چتوڑ کے سلسلہ سے ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے کنیزک کے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بدقوم و شوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی و شہوت رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہین اور اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا - یا مادر مولود پدر کی نسبت نجیب ہو مگر فقط اتنی بات کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی مدخولہ کرتے ہین تو اسکی اولاد بکمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کے گھر یا دختر بکر برہمن کھتری کایتھ کے تصرف مین آگئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام تصور ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بداصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اُسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ و کنار مین پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دلبستگی رکھتا تھا کہ ہرچند ماباپون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم مین کرین مگر اُسنے قبول نہین کیا جب اس فرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشتہر ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا - باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے بجز الندیا راجپوتون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انمین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے ساتوین
آٹھوین پیڑی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا -

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ء مین پہاڑی قلعہ سیونیری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اُس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپید ہو گئے تھے اور انکی جنم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک رہا تھا اور ان سے
مغلوب ہو چکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا - ماں اُسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کر چکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے تھے - جس وقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہو گئی تو اس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن داداجی کنڈیو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گروپونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑون کے
نشیب و فراز پہ چڑھنا اور شیر نالون پہ پھلانگنا سیکھا - اپنے پہاڑی دلاور دوستون کے ساتھ

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ ہنر جو اس ہونہار اولوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مطلق اسنے کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم دھرم گیان کی باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اُسنے دیوتاؤن کی لڑائیان اور سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گھاٹون کے پاس پڑوس کے ڈاکوؤن اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی خوشکلامی کی تاثیریان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و خروش پیدا کردیا۔ بہ آخر روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر کے نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا لٹیرا ان لٹیرون مین سے ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سپاٹون مین جہنا اور کونکان کی ساری گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات ہین جہان حملہ کرنا چاہیئے اور کون سی ایسی جگہ ہین جہان بیٹھکر اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔ وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو گھاٹون کے حصے ہین اُن مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے ہین انمین

[illegible]

قوم را موسی آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین مرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اُٹھاتے تھی جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے اُنکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی کے یار و مددگار -

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا - اُنہین کی یاری اُنکی یاوری کا سبب ہوئی سیواجی بہ تیز فہمی و ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اُسکے یہ سب دوست اُسکے ان کامون مین بڑی کام آئے -

پہاڑی قلعوں پر سیواجی کا قبضہ -

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے - اُنکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دار السلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصًا برسات مین - کبھی اُنمین ایک مسلمان افسر ہوتا - اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی - کبھی یہ بھی نہوتا - بلکہ جو آس پاس مال کے اہلکار ہوتے انکی سپرد کر دئے جاتے قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سر تا پا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا ۱۶۴۶ء مین اُسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کر دے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اُسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو - وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا - اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی - اب قلعہ تورنا کو اُس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا - اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگون کو کرا دیا -

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اسنے سپاہ میں تقسیم کر دیا اور پورنا سے جنوب مشرق میں تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک اور نیا قلعہ کے برج و خندق کے مستحکم کرنے میں لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تھی کہ وہ اپنی سب مہمات میں مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکردواروں اور مندروں کے جو مواقف و مصارف مسلمانوں نے ضبط کر لیئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے ساری کاموں میں بھگتائی اور جتی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤں کی خاص عنایت بتاتا اپنے سپنوں کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیندہ چپ نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کیئے اور دادا جی اور سیواجی کو لکھا کہ آیندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کریں۔ دادا جی گرو نے اول تو اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باواجی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادوں کا چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیریں بتانے لگا کہ اوسکے سارے کاموں سے اُس کے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں اور ہم قوموں کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو اسنے سیواجی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دھرم اور کرم پر قائم رہنا۔ گاے اور برہمن اور کاشتکاروں کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکردواروں اور مندروں میں کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ برا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی نے تو یہ کہہ کر پران چھوڑ دیئے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکموں کا وہ اثر ہوا۔ کیا ٹھگوں کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی حمایت کرنے والا ہوگیا اب اپنی آپ وہ ابھی قدر و منزلت عزت و تعظیم کرنے لگا۔ اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ کی معقول وجوہات بتلاویں کہ ملک ایسا مفلس ہی کہ کچھ آمدنی کی بچت نہیں ہوتی اب اپنا

گذارہ کرناٹک کی آمدنی سے کیجئے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اُس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا! اور وہان کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اُسکے حاکم کو رشوت دیکے لے لیا اور سنگ گڈھ اُسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا ممیا اُسر باجی جیتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے
گھنڈ نہین بھاتے تھے اُس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
جیتے کو کرناٹک مین شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا اُنہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑا
کررہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے اُنکو اپنا دوست بنالیا اور وہ
اُسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور ایکا ناداری سے خدمات اُس کی
بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تزویر سے انجام دیا اور کسی کی
نکسیر بھی نہ پھوٹی ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔
سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہین
پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اُسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اُسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اُسپر جھپٹا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے -

اب اُس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا۔ سوبہ کی مہم مین تین سو گھوڑے اُسکے ہاتھ لگے تھے اُنپر پیادون کو سوار کر کے سوار بنائے اور ان سوارون کے ساتھ پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ اُسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا روپیہ ماسوارون کو دیدیا قلعون کان گوری ٹونک۔ نکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ لوگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کر کی اصل مالکون کو دے دیے اب کانکن پر اُسنے حملہ کیا اور جن مقامات میں دولت تھی او نکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی کے ایک برہمن ماجی سوتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کر لیا اور جو اُس سے متعلق قلعے تھے انپر بھی قبضہ کر لیا اور حاکم کو قید کر لیا۔ سیواجی اس فتح کو سنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور اماجی سوتی دیو کی بڑی تعریف کی اور اُسی ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پُرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین دی گئین۔ سیدی ایک حبشی تھا کہ ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ مین آئی تھی اسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعون کی تعمیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیرداڑا اور دوسرا رائے ری کے پاس بیگانہ سوزانا۔ احمد جسکو ماجی سوتی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت و حرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آ چکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسے موقوف کر دیا

شاہجی کا قید ہونا اور چھوٹنا -

جب محمد عادل شاہ پادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ ہٹ گھنڈے دیکھے اور اسکی تدبیر اور تیزی بر اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ سیواجی کا باپ شاہجی کرناٹک مین پادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اُسکے ایک ہم قوم باجے گھورپورے نے دعوت مین بلایا اور گرفتار کر کے بیجاپور مین پادشاہ

پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ء مین اسے سنگین قیدخانہ مین قید کردیا جکا بہت چھوٹا
دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور
تابعداری نہین اختیار کریگا تو قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی
باپ کے چھٹانے کی تدبیر مین لگا۔ اول اُسکے دل مین آئی کہ باپ کے چھٹانے کے لئے عادل شاہ
کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو
شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو خونخواری
مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا
چاہیئے۔ سیواجی ایسا سر تیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی
چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اُسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔
اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہوگئی۔ شاہ جی چار برس
تک قیدخانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن تھا سیواجی ملک
مین دست درازی کرتے ہوئے یون ڈرتا تھا کہ کہین قیدخانہ مین باپ کا کام تمام نہ
ہوجائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا
لائے۔ مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُس وقت دربار
بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان
مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کرلیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار
بندی ہوگئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دے رہے تھے
شاہ جی سے قول و قسم اس بات پر ہوگیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ
صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو
میرا بیٹا ہے تو باجے گھور پوری جاگیردار سودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض
والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید
کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

اُسکو خبر ہو گئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے شاہ جی کا زور دوبالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریا وارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا اسا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ رکھتا تھا۔ سیواجی کو اُسسے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے انکو اس راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو وکیل راجہ جولے کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چندر راؤ بھیجے اور اُس کے بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھہر گئی تو ان دو پاجی ایلچیون نے راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر لے کر آپہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے غرض ان ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی دار الحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام پاجی اور مکاری کا ہندوؤن کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کر لے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا سیواجی ملک گیری کی نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شاجی پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

سیواجی کا مغلیہ ملک اور اورنگزیب سے معاملات۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگزیب ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور

اور گول کنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لئے اسکے توسل
سے پادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج سے بیجاپوریون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ پادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہے اسلئے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ ہن کوڑا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھ کر احمدنگر پر سنہ ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہو گیا اگرچہ ماولی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب نتھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہو گیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
باقواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا۔ سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا اس سے اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبال مندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہو گیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عہد
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کرکے پادشاہ ہوا

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجالانے کا بہانہ کرکے فوج کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہ فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون کے جواب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لئے نازک تھا اسلئے شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۷ء مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن مین لڑائی کی اجازت اور سارے دعوی اسکے منظور مگر پانچسو سوار اپنی بادشاہ کی خدمت مین بھیجدے سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا۔ دغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی۔ سیواجی نے پیشوا شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر سے ہزیمت اٹھائی۔ اسلئے سیواجی نے پیشوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُسی وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اسکی حکومت کو استقلال نہ ہوا تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ اراکین سلطنت مین باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرسکے اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی گرامی امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی اُسے زنجیرون مین جکڑکر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین ہوسکیگا۔ اپنی قدیمی تزویر وتدابیر وحکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے تئین

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچا یا اور اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو بھیجنے شروع کردیئے۔ اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہیئے اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاے تو مین اپنا سارا ملک چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ اُنہون نے ایک برہمن پنتوجی گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجدیا کہ جاکر عہد و پیمان کرائے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے ور ایسی باتین بنائین کہ وہ اُسے بالکل ملگیا۔ اور اُسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کردیا کہ اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سُنکر اور شیر ہوئے اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجیے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے ایک خدمتگار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کے طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ما کے پیرون مین سر رکھا اور اُسسے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے اور ایک زرد دگا روئی کا پہنا اور اُسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھنکھ (یہ ایک حربہ ہے۔ جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔ اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا ہے اور بہت سہج سہج جاکر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھنکھ اُس کے

جسم مین چبھو یا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر پرتاب گڈھ مین لے آیا۔ سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل مین چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء مین ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اُسکا خاندان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیون کے ساتھ اُس نے نیک سلوک کیا اور سب مرہٹون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹہ نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دے کر رخصت کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہین پہنچائی اس دغابازی اور فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالہ اور لون گڈھ بھی قلعہ دارون نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُس نے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادلخان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے پاس سے ہوکر گھاٹون مین چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر جب جا بیٹھار ہیگا مگر اُسنے وابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے بڑا بھاری خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت دی اور اُسکو دار الریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین
پڑ گیا پھر مئی ۱۶۶۰ء مین اُسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور ناموار افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور زہی ساونت
اسکے مددگار مقرر ہوئے۔ غرض یہ سب ملکہ بلاد کانکن پہ حملہ کرنیکے لیئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنیکی تیاریان کین اور قلعہ پنالہ کی
حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اُسنے کی۔ وہ یہان جا پہنچ تا گھرا رہا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدون گا۔ یہ مژدہ سُنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ اُنکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اُترنا چاہا تھا اُسے چھ میل ورے جالیا۔ مگر وہ ایک
درہ تنگ کی حفاظت باجے پر وو کو سپرد کر کے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اُس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا مُنہ پھیر دیا اور اُلٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی کھیت رہے
جس وقت اس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت پہنچنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

اس آواز سے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب سنہ ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور پنالہ اور لون گدّھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسے چھین لیا۔ غرض سیواجی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سنگار پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُس نے معقول نہین کیا اب وہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتلانے لگا اور پرتاب گڈھ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثنا مین سیدی جوہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورپوری نے شاہ جی کو گرفتار کرکے بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لیئے سامان کیئے ہوئے آتا تھا۔ سیواجی کو اُس سے باپ کا عوض لینا تھا اسلیئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا اور اُسکو مار ڈالا۔ اُسکے گھر والون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گیئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلیئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بُلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلیئے سیواجی کو فرصت ملی کہ اُس نے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پر جو اُسکے نقصان ہوگئے تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا اور گوالیر سے توپخانہ منگایا۔ آخرکار ساہوجی نے بیچ کی صلح والی بیجاپور سے سنہ ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہوجی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورپوری کو مارا فریفتہ اور عاشق تھا

سیواجی کی صلح بیجاپور والون سے

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُستے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ کہتے ہین کہ سیواجی

اب اپنی دار الحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا
اور اُسکا نام راے گڈھ رکھا اور اسکو سامان اور اساب سے خوب مستحکم اور درست کیا۔ ایک اُس کے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کیے۔ دوسرے افسر نے اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین کھلبلی ڈالدیا۔
اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا چار درجہ عرض سامل شامل تھا اور کونکان گھاٹ مہابیا سے وارنا تک تھا جنمین ۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے مُلک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔
الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کیے ہین اب ہم عالمگیر نامہ اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین آگیا اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دنده راجپوری و جاگنہ سے ہے اور عادل شاہ کے تسلط کے بعد وہ حدود مُلک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جوتل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر بندہائے شاہی منصوب کی قبضہ کرلیں اور اسکی عوض میں وہ بندر جو ل
سے پرگنہ جاگنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمایئں انمیں بالکل جنگل وکوہ اور اشجار کنارہ
دریائے شور ہے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو
کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تا ان کے شرفا ہی
نوآئطامین سے تھے اور حجاج بنی اُمیہ کے ظلم سے اطراف کوکن میں وارد ہوے تھے اور قوم
نوآئتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد میں سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربون مین تھا اور اس ضلع مین تین پرگنون کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنون وہ
پرگنے جنکے نام سوپہ ار پونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر مین ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بندوبست مین سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم مین شجاعت و
رشادت مین ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر مین ابلیس پر تلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود مین قلب کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لاحاصل اشجار خاردار سے
پُر تھے اب یہان اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائین
اسلیئے نئے قلعجات کوہی وحصار گلی بنانے مین مشغول ہوا۔ دکن مین ایسے قلعہ کو گڈھ
کہتے ہیں ان ہی دنون مین عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی مین گرفتار ہوا۔ مرض
کے امتداد سے مملکت بیجاپور مین کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب و انقلاب پیدا ہوا اور طلاحکم
ان ہی دنون مین والی بیجاپور یاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمان روا کے انتظام سے خالی ہی تو اُسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ مین جرأت و بیباکی شروع کی
کل دکن مین اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیرداروں کی فریاد ان
ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سی ہدایا اور تحائف کے
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیرداروں
اور اُنکے منصوبون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور اُنکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسری کی نہین سُنتا تھا۔ جاگیردارون کے
نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ رشتی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا کی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنتی آئی۔ کہ
اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اسکے
پاس جمع ہو گئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار
قلعہ دارون اور کار آزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا۔ سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی گفتگو
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مکنت وہ
ہو گیا اور جمعیت مال و ضرورت کے فراہم ہونے سے پادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعے کوہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک اور دور و نزدیک کی

بحر و بر کی راہوں مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جا گھنہ کو اپنا ملجا
وماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیروں پر کشتیوں کو جمع کرکے قبضہ مین کر لیا اور وہان
بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہوگیا۔ اور سب قلعوں مین ذخیرہ و سامان جنگ مہیا
کیا۔ اور علانیہ و بے باکانہ مخالفۃ کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیوں مین ہوگیا
جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی
پاس رسل و رسائل بھیجے۔ جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ
اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور شجاعون مین سے تھا اُسنے جا کر
سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے
عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر و راہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو
درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی
اور مکار برہمنوں کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے
قلعہ کے نیچے سیواجی تین چار بے اسلحہ خدمتگاروں کے ساتھ کمر کشادہ افضل خان کی
ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھکر پانچ چار بے ہتیار خدمتگاروں کے
ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیواجی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ
کئے جائین اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیشکش و
تحائف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان
کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو۔ سیواجی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان
پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے پہنچائے اور عجز و انکسار ظاہر
کرکے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین لے آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب کو
سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی۔ وہ بے ہتیار لگائے پالکی
مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیوں کو ایک تیر کے فاصلہ
پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا۔ سیواجی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دوسری عجز و ا

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم اٹھاکے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ و سالوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جسکو دکھنی بچھوہ کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنارہ پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو مقرر
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے نکل بھاگنے
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک گریبان
کشان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ ہراسان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم و وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیجدیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چابکدستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین اتنا
مارا کہ آہ نہ کھینچ دی اور کام اسکا تمام کیا نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے
فتح سپاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پر ہاتھ کھولا۔ اب دوڑ کر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنالیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپورہ کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان سپہ سالار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی مین کوشش کرتا
دور دست کے قافلون پر تاخت کرتا آدمیون کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اُس نے انتظام کیا تھا کہ جہان لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس مین دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جس ہندو و مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اُسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت مین کوشش
کرتا۔ کہ اُسکے وارث آنکر بقدر حالت عوض مین روپے کر انکو چھڑا کر لے جائین مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اُسکے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہان لوٹ ہوتی
اُس مین سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتے
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیورہ و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف مین آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمین دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردارا اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار مین داخل کرتے جب
اس غلبہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہ و استیصال مین کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۰ جمادی الاولی سنہ ۲ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہان اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنون مین سیواجی یہین رہا کرتا تھا غرض
رجب کی سنہ کو سیوگانون مین جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

سنہ ۲ جلوس

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیر الامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیر الامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادو رائے کو یہاں منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جطرف امیر الامراء کی
کہی فوج جائے اُسپر تاخت و تاراج میں مشغول ہو اور شوخی کرے امیر الامراء اس امر پر مطلع ہوا
تو اُسنے کہی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے ہر منزل
مین ہر روز کہی پر دکنیون کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقون کے طور پر ناگہان کہی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ
گریز کر کے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیواپور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیر الامراء نے لے لئے۔ پونہ مین داخل ہو کر وہان اپنی
اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہان سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھودنے
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جد و جہد
پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین مین پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھرون سے سر نکالنے کی فرصت نہین دیتی اور ایسا غبار تیرہ اُٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس مین آدمی کو آدمی نہین
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہین دیتے کمانون کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے مین باوجود
ان سب باتون کے ایسی سعی کی کہ توپون کی پے در پے مار سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہو گئین
مفسدون کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتون مین محصورین قلعہ سے باہر آتے۔ اور
بادشاہی مورچلون پر حملہ کر کے عجیب دستبردین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالون کو تزلزل مین ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرنے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پُر کرکے آگ لگائی جس سے برج اڑا
اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا مین اُڑتے تھے جیسے کہ گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا
مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت
مین کھڑے ہوئے اسی تردد مین سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیون کی ایک جماعت کشتہ
کُشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا۔ بےخور و خواب تمام شب انہا رنج و تاب کے ساتھ
خاک و خون مین بسر کرکے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع
کیئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو
لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک مین گئے۔ اس یورش مین بیلدار اور عملہ فعلہ قلعہ گیری کے سوا
تین سو آدمی کشتہ اور چھہ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک مین بھی محصورون کو ایسا
تنگ کیا کہ اُنہون نے راؤ بھاؤ سنگہ کو اپنا شفیع بنایا بندہ بادشاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء
سے آکر ملے دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ مین داخل ہوا۔ ازبک خان کو یہان منتظم مقرر کیا اور
خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ
مین تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول ۱۰۷۰ھ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسوان سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسوان
شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام مین لباد ل کا خیمہ لگا اور
بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین بندی مین بیس ہزار شمع و فانوس کی سوا اور قسم کے
چراغون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک یہ جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو
منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت
کرکے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۳ جلوس مین لشکر شاہی
قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے چھ ہزار روپے
اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

جشن وزن شمسی سال ۴۲ جلوس و فتح قلعہ پرنیدہ

قلعہ پرنیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت بگڑی تو محمد عادلخان بیجاپور نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کر لیا اور ریاست بیجاپور سے متعلق تھا۔ شاہجہان کے حکم سے ایک دفعہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگہ و بہیم سنگہ کے حضور مین لایا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی ان ہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون کی پناہ مین سلیمان شکوہ مدتون سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسر کردگی تربیت خان پامال کرتی تھی اُسنے راجہ جیسنگہ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین تقصیرات سابق و لاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی محمد شاہ کوکہ جو اُسکے ساتھ اب تک باقی تھا اور چند اُسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ دستگیر ہوا اور کنور رام سنگہ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی ۷۱ھ کو حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرمایا کہ اسکی خطابخشی کی اور جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڈھ مین جائے اور وہان سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جائے معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ بھیجا میدنی سنگہ پسر پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری سوار کا منصب اور پانچہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گائین عنایت ہوئین اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف ہوئین سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راؤ کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن مین تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک قاسم آقا کی جسکو حسین پاشا حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے تخت سلطنت کا تہنیت نامہ داریان عراقی تھے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی ایرج
تھا جو ایران کے بادشاہ کی طرف سے نامہ و گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران
کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ و کمر و پٹکہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا و مریض تھا
جلد مر گیا۔

چونکہ شاہجہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین محاربات کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر
اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین
کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی۔ خلق اللہ کے ہوش اڑے روز بروز غلہ کی
قلت اور بے بضاعتوں کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد
مین گرد و نواح کے کنگال بھر گئے شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالون کا
اور اضافہ ہوا۔ ایسے ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد مین سوا مقرری بلغور خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون
اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبون اور مزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین
اور خدا ترس متدین دار و غے انپر متعین کئے جائین اور بزاری تا سب عمدہ امیرون کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے
اور غلہ کی گرد آوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جا بجا احکام مجدد صادر
ہوئے اور سزا اول منصوب ہوئے۔ دار الخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسمین سے آدھی اپنے
تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین
گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافون مین ہوا۔
اسی فی الجملہ خلقت کے حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ سنہ ۱۶۶۱

۲۹ شعبان ۱۰۷۱ سنہ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی - بادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین انہین
تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی
ہی میل کلی نہین ہوتا - اور بادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت وطاعت مین مصروف
رہتا - بزم سور وطرب وسرور کے لئے فرصت نہین رکھتا - اس سبب سے بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ
اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری
رہے - اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء واہل طرب کو انعام ہوئے - انکی
تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا ہون اور مدعا تحریر کرتا ہون
بادشاہ سے عرض ہوا کہ بداق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت
کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے - لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان
کی رسم وراہ کے رنگین ضیافت پُر تکلف کی - چار سو قابین چاندی کی اور سات سو خوان حلوون
اور نقلون کے سواے عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے - طعام اور آتش مع
ظروف ونقرہ وآلات وبیش قیمت غوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ
نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے - ایلچی نے دو دفعہ
شاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کاریزا اور اقسام میوہ تر وخشک بھیجے - وہ بادشاہ کی
نظر سے گذرے - جب ایلچی بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی
تحف وتحائف پیش کئے - بادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد وجنس
ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا
کہ بعد ازان بھیجا جائیگا - بادشاہ نے سُنا تھا کہ جگرسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون
کا سرگروہ ہے اور پہلے اس سے فرمانبرداری وخدمت گذاری شاہی کے سبب سے
اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاتا کھیری پر تصرف رکھتا تھا
وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا
اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیشکش مقرری کے دینے سے انکار کیا - تمرد وبغاوت کا

آمدن بداق بیگ سفیر ایران -

قلعہ کھاتا کھیری کی فتح -

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگہ ہاڈہ کو جسکی محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جا کر قلعہ کھانا لھری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے مفتوح کیا اور چکرسین کا قصہ تمام کیا۔

چنپت بندیلہ

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مارنے کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجرہ نہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دار الخلافہ کی طرف آتا تھا تو اُسنے اپنی بد افعالی کو چھوڑ کر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور ہمرکاب رہا۔ سفر پنجاب مین دارا شکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکم گریز پا گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی اختیار کی اور شجاع و دارا شکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھہ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیبی سنگہ اسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کر سکا اور زمیندارون کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا اور سر اسکا کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

تسخیر ولایت پلاؤن (پلاموں) و دفع مہم سیواجی — شاہزادہ محمد معظم کی شادی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگہ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد مع فیل و اسپان با ساز طلا و مرصع عطا کیے۔ آتشبازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا۔ اور کلاوتو کو نو ہزار روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگہ کو حکم ہوا کہ احمد آباد سے دکن مین امیر الامراء پاس سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جوناگڈھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمد آباد سے خبردار رہے۔

ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی۔ اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔ مرزبان یہان بہت بیادے و سوار تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات صوبہ دارون کی بیچ بیچ مداخلت اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک بادشاہی کی محالات جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیشکش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبہ کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤن ہے اور بلدہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲۵ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔ دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲۰ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے سیوم قلعہ دیوکن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب سے یہان کے زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار پٹنہ کی بیرتاب لا کے عہدہ نے کبھی اطاعت نہ کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ اور ملک فتح نہ کرسکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان نے اُس پر قبضہ کرکے فائشتہ بند و بست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ وہ کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پُر ہے اور راہ مین ایک اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اُس قلعہ سے بھی فرار کیا۔ داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھاکر خاک کی برابر کیا۔ برسات کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمینداران سے

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاؤن کی
تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون
اور جو پیشکش مقرر کی جائے مین اُسکو ادا کرونگا لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جاے۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا
غرہ ربیع الاول اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو
سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سوارون اور تین سو
پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتار خان برادرزادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز
چار سو سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر جرانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب مین رہا
اور اپنے پانچ سو سوار تابین چنداولی مین مقرر کیئے اور ایک گروہ انبوہ تبرداروں کا بھیجا
کہ وہ قلعے تک جنگلاون کو صاف کرکے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے
مقرر کیئے اس لشکر نے نوروز مین دس کوس طی کیئے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ
پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہید مین
کرتے تھے اور پیشکش ٹھہراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سُنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان
پلاؤن نے اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا
عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس
کام کے لیئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس
ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس
بھیجا اور جواب کے انتظار مین چندروز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر
دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے
پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا۔ لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے
بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان
کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلاؤن اسلام اختیار کرے تو پیشکش
لے کر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے
شوقینون نے مخالفون کے مورچالون کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی - داؤد خان نے جاکر
توپ تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم کیا - ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی - ۶ آدمی
مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے - رات ہوگئی - تو مخالفون نے دو بڑی توپین
لاکر مورچالون مین نصب کین اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سوارون کو مارا - اس
رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ مین اسلام نہین قبول
کرونگا - داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنون کا سرکوب تھا قبضہ کرلیا - اور
اُس پر مورچال بنا کے توپین جمائین تو دشمنون نے اپنے مورچے چھوڑکر حصار کے نیچے ندی
پر مورچے جمائے - داؤد خان نے دو تین روز مین جنگل کٹوا کر راہ بنوائی - غرہ جمادی الاول
کو تین جانب سے دشمنون پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی - دشمن بہت مارے گئے
زخمی ہوئے - بھاگ کر پہاڑ اور جنگل مین جا چھپے - لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار
شہر بند کو جاکر لے لیا اور دشمنون کو یہان سے بھی بھگا دیا - اُنھون نے قلعہ پائین اور
حصار کوہ مین پناہ لی - زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعون سے نکالکر
جنگل مین بھیجا اور خود دونو قلعون مین تحصن اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت
مین قیام کیا - لشکر شاہی حصار شہر بند مین آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات
گئے تک توپ تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم رہا - زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل مین
بھاگ گیا - دونو قلعے بادشاہی فوج مین آگئے - ہندوؤن کے صنم خانے اور معابد ذکر
و تہلیل سے تبدیل ہوئے - اس یورش و آویزش مین ۷۱ - آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی
زخمی ہوئے - مخالفون کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے - خبر آئی کہ مخالف قلعہ دولوکین
مین جمع ہوئے تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اُسنے جاکر محاصرہ
کیا - اور دشمنون کو ایسا تنگ کیا کہ اُنھون نے یہان سے بھی فرار کیا - قلعہ بادشاہی
سپاہ کو ہاتھ آیا - داؤد خان نے یہان انتظام منگل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہ جہان کے پاس سے فاضلخان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جاکر اسکے سوگوارون کی تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میر خان و روح اللہ خان و عزیز اللہ خان اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہاء الدین اور اسکے داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیئے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۶ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلیئے اس پاس پان بھیجے۔ خواجہ احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے گذرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کیئے۔ خضر آباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین باور کا دام لگاکے شکار کھیلا تین سو پچپن ہرن مارے۔ اس شکار مین بادشاہ کو اپنی رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانون کو شکار کرکے ظلم کرنا نہین چاہیئے اسلیئے اُسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کردیا جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سبکو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجتا رہتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جسمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت باجو اور گوہاٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

۱۰۶۸ ہجری

تذکرہ خان خانان عرف معظم خان کی تسخیرات ملک آسام کی فتح کی۔

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجسنگھ
راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور انبوہی
خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت
رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع
ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ
کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا
فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھ مین مقاومت
کی تاب نہین اور کمک اور مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہان سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔
اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہوسکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی
مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوگئے اور اس دیار کی رعایا کو
اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھ نہ کرسکا۔ آشامیون نے
دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کری باری پر کہ جہانگیر نگر
سے پانچ منزل ہے متصرف ہوئے اور موضع مست سار (ہت سلہ) مین کہ کری باری کے
قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد
مین بھی ایسی جرأت آشامی کرچکے تھے کہ ولایات پادشاہی پر تاخت کی تھی اور
سید ابابکر کو حوالی جمدھر سے سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسیر کرکے لے گئے تھے۔
اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبد السلام فوجدار ہاجو گواہٹی
بجکمکے چار سو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین سے کسی کو
آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبد السلام مخاطب بہ اسلام خان
کو کہ اسنے اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین آشام کی تسخیر اور
آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا - اور
اسکی جگھہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا - جسکو اتمام مہم کی توفیق نہوئی اور لشکر شاہی موضع
کجلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہین بڑھا - جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ
سے شجاع رخنگ مین گیا - اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیر نگر مین آیا - تو راجہ
آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا
اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھ سے خصومت رکھتا تھا اُسنے ایام
شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ
پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا - مین نے اسکو تصرف
سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا - اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرین
اسکو یہ ولایت سپرد کر دون - خانخانان نے باقتضاء مصلاح اندیشی اس وقت
بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا - رشید خان
سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جاکر ولایات
پادشاہی کو آشامیون کی قرارداد کے موافق اپنے تصرف مین لائین اسی اثنا مین بھیم نراین
نے لشکر شاہی سے خوف کھاکر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اسکی
تادیب و گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل از ضیافت
مین جاکر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہر مار کر کے نوشجان کرے وکیل نے
نوشتہ کو حرب لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانہ زنجیر مین پاؤن پھیلا کر
راجہ سجان سنگھ بندیلہ کو بندہاے پادشاہی کی فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ
اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینیون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت
کوچ بہار کو تسخیر - جب آشامیون نے سُنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ
کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اول پرگنہ کرہی باری اور چند اور پرگنون کو
خالی کیا اور آخر کو آب بنااس تک لایات پادشاہی کو چھوڑ دیا - رشید خان نے

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر نگر
سے آگے چار منزل جا کر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اُسپر
کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کومکیون یوسف خان و آغر خان نے جا کر گری باری کو
اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع
رنگاماٹی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے
مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوئے۔ اور اُنھون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا
توپخانہ و نوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس
انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگاماٹی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت
حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگہ بھیم نراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اسنے دیکھا کہ
کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بنار کی دیوار مین ہو بیٹھا
اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا
تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام
دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین بادشاہ نے انکے موافق تمام
لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت
و مرافقت کو بجا لا کر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات
ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے
سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین
چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی
حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگھ
نروری کو اور عمدہ منصبدارون کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ بیوتات
معہ عہدو دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب
خانخانان معظم خان موضع ہری تالہ مین آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

سرزمین کے واقف کاروان سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی راہین تین مشہور ہین۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوسرے ملک بادشاہی کی جانب سے دو راہین جنمین سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند محکم اساس سے ہے وہ ایک عریض مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہین قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہین اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر سب طرف ایک جنگل ہے جسمین بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہین اور انکی شاخین ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہین کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس بند پر در اور دربند کمال مستحکم ہین اور انپر بڑی بڑی توپین اور زنبورکین و ضرب زن اور ادوات بیکار چنے ہوئے ہین۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین ہین اور ان دو بندون مین سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی مانع نہین لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہین ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگامائی کے متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ مین عظیم و عمیق دشوار گذار نالے ہین اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہین کہ ہوا کے پاؤن مین بھی زنجیرین پڑتی ہین خاردار درختون کی یہ کثرت ہے کہ چور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہین ان دو راہون کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک بادشاہ کی سمت جاتی ہے۔ جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع میں اور اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ تک سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپون و اونچے درختون سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت بھیم نراین نے اس خیال سے نہین کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس مین نہین ہو سکتا اسکے تراکم اشجار اور قلیت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ لشکر کے ساتھ بری تالہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ مین چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے

نکل کر دریاے برہم پتر سے ملحق ہوتا ہے۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سجان سنگھ اور اسکا لشکر بھی
خانخانان سے آن ملا۔ غرۂ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ
بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو
توڑ کر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک جوڑی عظیم رود آئی
ایک جگہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا نیستان سے لشکر نکل کر آگے پہنچ آیا
یہان کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہو کر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین
اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے تین دن
پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنٹ مین
پہنچا۔ بھولاناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادون کے ساتھ
کوچ بہار کی مغرب رویہ سمت مین گیا جو درۂ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل
اسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت راہزنی
کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی
مین آذوقہ نہ پہنچنے دے ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔
شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتداء مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ
آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود
اہتمام کر کے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی
نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای
احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے
احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا۔ سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش
و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لئے تسلی مین مشغول ہوا۔
اور بت کلان نراین کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی
قوت سے توڑا پھوڑا اور بتون کے ہاتھ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی چھتون پر

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے بہوش باختون مین تزلزل آیا۔ مگر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور مقدمون کے کانونمین صدائے امن و امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے مال کی گرد آوری مین بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دار الحرب ہونے کے سپہ سالار نیک سیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونیسے ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ کے گروہ آنے شروع ہوئے و ویران گھر آباد ہو گئے۔

بشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخانان کی ملازمت مین آیا اور مسلمان ہو گیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیون کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کرین جو دامنہ کوہ بھوٹنت مین بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کر کے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ مین چھپا تھا اور سورنگیری کی تلاش مین تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت بھی کرے کہ وہ اپنے مساکن مین آن کر آباد ہون۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت مین اسی مطلب کے لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ بائیدواری اور بند کی عمارات کو منہدم کرین۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دونو طرف درختون کو چھانٹ دین۔ چھوٹی بڑی ایکسو چھ توپ اور ایکسو پچپن زنبورک و رامچنگی اور بہت سی اور بندوقین اور آلات توپ خانہ و ادوات بیگار و کچھ بھیم نراین کے اثقال و احمال لشکر شاہی کے تصرف مین آگئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔

فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تگامشی بجا لا کر اوس کے پیچھے اس جگہہ تک گیا جہان سوار جا سکتا تھا کچھ اسکے گھوڑے اور اسباب لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل مین بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار نے جاسوسون کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل مین سانپ کی طرح چھپتا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے
مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان
بھوٹنت سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی اور
مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور آدمی
اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال بھی
زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا
اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اسی وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی
زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان
بھوٹنت کے نام خط لکھکر دیجیے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو
جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنت کے نام پروانہ لکھدیا جسکا
مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیجدے یا اُسکو اپنے وطن سے
باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس
کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے
کوہستان بھوٹنت سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی
چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود و سیب و بہی
اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گونٹ اور مشک
اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور بری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریسمان
سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے رنگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بہم پہنچتا
ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور
انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے
کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے
ولایت مین ایک تندرو و عمیق کم عرض ندی تھی بجائے پُل کے آہنین زنجیرین اسکے

عرض مین میخ اور درختون کی بیخ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اُسکے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھ کر عبور کرتے ہین۔ احمال و اثقال اور ٹانگنون کو اسی طرح دریا سے پار اُتار کر لے جاتے ہین۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً وغرباً ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پانچ گاٹون تک کہ ملک مورنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً وشمالاً پرگنہ تاج ہات سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیر تک کہ کھونٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت وصفا ولطافت آب وہوا وفور ریاحین وازہار وکثرت بساتین واشجار وخرمی ودلکشائی وفیض بخشی وفرح افزائی مین امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان وبنگالہ کے فواکہ واثمار مثل انبہ وکیلہ وانناس وکوٹلہ نہایت خوب ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور ندیون اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریا سنکوس مین داخل ہوتی ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھا مین سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔ انمین ۷۷ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد ہین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین۔ اور دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے دونو قومین بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

ایک جزو نراین ہی - اہل دیار جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی -
ہندو یہان کے زمیندارون کا اعتبار عظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے - یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہے
جسکا نام نرائنی ہے - یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی و زیب و
زینت کی طرف نہایت مائل ہے - مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے -
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اُٹھاتا - اُسکا کاخ دماغ
گویون کے سُرون سے بھرا رہتا ہے - ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولا ناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغیچہ و نہر و فوارہ و آبشار بقرینہ
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے - کوچون مین خیابان ہین اور ناگیسر و کچنال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائی ہین - اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے - گویا مصور صنع نے اس گروہ کی تشبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے - سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین - مگر سبز فام و کچھ گندم گون قوم میچ مین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
مزارع ہوتے ہین اور سپاہی بھی - انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جسسے مجروح ہلاک ہوتے
ہین - اسکا علاج کسیرو پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر
ایک منتر پڑھکے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے - اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آشام کی تسخیر و آشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے دہھرم راج کے استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی عزیمت

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بندوبست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
سنہ ۲ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸ کو
رنگامائی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ بادشاہی آنکے مل گیے۔
دریای برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہین لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سی رستے
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہوسکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و
دوربینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہنموتی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضیٰ توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہی۔ دریا کے کنارہ کو رہنما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا لشکر کے تبردارون اور پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین مین جھیلین و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھانس کے پشتارون سے بھر کر انسے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر مین چلتا تھا ایک روز مین دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کر
ہر ایک آدمی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کے مربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سی
شام تک رستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کر
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمراہون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

متوجہ شدن خانخانان بقصد آشام

ورد زبان رکھتا۔

شعر

اگرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ÷ هیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا ۲ جمادی الاخری جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوہاٹی تک کہ ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی۔ یہان سے ناگرگانون ایک ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دارالملک ہی۔ آشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جانب شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی کے ٹپہ پر گڑھے کھود کر انمین سخین سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑی ہین اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑی ہین۔ اور اسکی خندق عمیق مین بھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اسمین گاڑے ہین دریاء برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب شرق مین دریاء بناس ہی جو اس پہاڑ کے نیچے گذر کر دریاء برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو سنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپخانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ سنج رتن مین بھی چھ ہزار آشامی مع توپخانہ کے تھے۔

یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشک زمین مین آشامیون نے مورچال بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس شعبے مین گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رودخانہ کے آگے سپہ سالار نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے اتریں اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نواره کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ اسامیون کو کمک نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مارسکین۔ ہر رشتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر مردان کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو کمک پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغر خان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے برقنداز سے آغر خان کا مقابلہ ومقاتلہ ہوا۔ تیر اندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغر خان نے بہادرانہ مقابلہ کرکے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ وزخمی ہوئے۔ اور آغر خان کے پاؤن مین ایک زہر دار تیر لگا جس سے اُسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر انہون نے دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر اسامی زندہ گرفتار کیے۔ اشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا خوف چھایا کہ اصلاً اُنہون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ وکنارہ سے بھاگ گئے۔ اشامیون کی جنگ کا مدار پیادہ وجنگ دریا پر ہے اور خشکی مین ان کے سو پیادے دس غیر مسلم سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے اشامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنے نواره کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نواره سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے اور دار وگیر پر مستعد۔ دوسرے روز جب آفتاب نکلا تو خانخانان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصالحہ توپ خانہ کے نواره مین بھیجا اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نواره کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے حرکت کی۔ توپ تفنگ کے گولے چلائے اور بان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ وتفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہوکر کانون کو بہرا کرتی تھی۔ باروت کے دھوئے سے روئے دریا ایسا نیلگون ہوگیا تھا کہ غالب ومغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ اشامیون کی کشتیون مین پان کم تھے اور ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مارکر اور سرون وجانون کو برباد کرکے اور بہت سی کشتیون کو دریا مین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نواره نے تعاقب کیا اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ وماہی کے

طعمہ ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے اُتر کر دامن کوہ کے پتھرون اور صحرائی درختون کی پناہ مین آئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو لشکر شاہی نے گرفتار کر لیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۲۶ آہنین توپین چھوٹی بڑی اور تفنگیں بہت سی بندوقین اور دھوون اور باروت اور ادوات حرب و پیکار لشکر شاہی کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔

۱۳ جمادی الاخری کو گواہٹی کا قصد کیا۔ دریای بناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کر کے آگے بڑھا۔ دریای بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا ۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گواہٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیون نے دو قلعے نہایت وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹانڈو (پانڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان وہ ساری اپنی نوارہ کو نگاہ رکھتے۔ اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی — خانخانان نے سری گھاٹ مین آ کر قلعہ کا بندوبست کیا اور وہان سے گواہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ پانڈو کو بھی بے جنگ و ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ پانڈو سے سات کوس آگے تھا۔ آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیا۔ اور تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح ہاکا قدیمی سرحد ہاجو تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ کو ہاٹھی کی اور حسن جہانگیر نکمتہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔ اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون مین رہے۔ جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف کو مرخص ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر و گرگ سے خوف کھا کر بھاگے ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف اور فوجون کے کہ اطراف مین متعین ہو گئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست برد مین کرتے تھے۔ اور فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے رنگا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے سے بیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ سے جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور اشیاء کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے اور عہد و پیمان کرے کہ اس بعد ملک بادشاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

توبھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھائیں گے اور نواب کے دل میں یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجدے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کر کے برسات کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو - بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر اسکے فرزندوں اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے - اسکے جواب میں نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی مہم میں لشکر مصروف ہے اسکو وہاں سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا مقتضائے صلاح دولت نہیں ہے - بندہ دولتخواہ سال آیندہ میں حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ امسال کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ میں مصروف ہوتا ہے - اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنیکا بھی انتظار تھا - جب گواہٹی میں وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷ - جمادی الثانی کو گواہٹی سے کوچ کر کے ملک آشام میں داخل ہوا - آشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہیں - اور پہلے اُنہوں نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور بیدار رہے اور چوکی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیوں کی راہ کے محافظ رہیں - راجہ آشام کا دار الملک گھر گانو (نگر گانون) دریا برہما پترا کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا وہ اس مرزبوم کے بڑے مشہور قلعوں میں تھا اسکے تین حصار تھے جنکے برج بڑے بلند پہاڑ پر تھے - اور انکی باقی تین طرفوں میں پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا اُس کا فتح کرنا مدت کا کام تھا - اسلئے خانخاناں اسپر متوجہ نہ ہوا - قلعہ جمدھرہ و گواہٹی کے درمیان قلعہ سرینیہ پر ۶ - رجب کو دو روز میں لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی آسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا راجہ ڈومریہ جو آشام کے تابع تھا اُس نے اپنے برادرزادہ کو نواب پاس بھیجا - اسنے ایک ہاتھی پیشکش میں دیا - راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا - نواب نے اسکے بھتیجے کو ہمرکاب لیا - ایک منزل میں ایک طوفان عظیم آیا - بہت سی بادشاہی کشتیاں ہوا کے صدمہ سے غرق اور شکستہ ہوئیں اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچھڑ کر لے دریا میں چلے گئے - وہاں دریا کے تازیانہ موج نے عدم کے جنگل میں انکو دوڑایا - اسامیوں کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جمدھرہ کو فتح کریگا اُسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون
اور اسباب حصارداری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ
سملہ گڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جمدھر کے محاذی تھا۔

۱۱ رجب کو سملہ گڑھ کے قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر
دوڑے گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ پیش رفت
ہوئے۔ سملہ گڈھی کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا اسکے گرد خندق گہری تھی
تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصارداری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو
دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازؤن پر توپین۔ زنبورکین و بندوقین بے حساب
لگی ہوئی تھین۔ اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و
کھائیے و گڈھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا
ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے برابر
متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا او وہان
سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ رات دن
امراء سوار ہوکر پاسبانی کرتے تھے۔ محمود بیگ بخشی بادشاہی اس کام کی سربراہی خوب
کرتا تھا۔ دلیر خان و میر مرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی
تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض
تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیر خان کے آدمیون
نے کوچہ سلامت سیبہ قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال شاہی
پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق گولے گولیون کا مینہ برساتے تھے بعض توپون کو
مخصورین سیبہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل
ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے ان کے مورچال پر اسامیون کے ایک
گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیر خان کے

محاصرہ سملہ گڑھ

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔
اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر مکرر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام کے سُننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیر خان اور امرائے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شبخون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چارپائے تھے۔ وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان کے افغانون اور بیر سنگہ کے راجپوتون نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیر خان اور بہادرون کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی پر بھروسہ کر کے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لیئے مقرر کیئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن مین ایک جدید الاسلام اشامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے سامنے آیا اور اُس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے یورش کے وقت لشکر کی رہبری و پیش قدمی مجھکو عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کے اس کی فریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لیئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین کہ راہ قلعہ و خندق کا پانی گھیرے ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلاے کے دام مین لاتا ہون

[illegible]

وسط شب مین سمت مقصود کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا - دیوار مذکور کے وسط مین دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضی داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہ زن نے کہا کہ
تم گولہ مار چنگی و تفنگ متواتر مار کر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تا کہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون - جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس اشامی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو - میر مرتضی نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے - جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے اور اطراف سے گولہ
حقہ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی - خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہر چند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب و آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا - رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہے وقت باقی ہے
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین - دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبتناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا - آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہوئی - دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن پر پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہو گئین اور کارگر نہ ہوئین - آخر کو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا سب طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ اشامیون کی
فوج بھاگ گئی - میر مرتضی بھی مدد کو آ گیا - اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سملہ گڈھ سے محصور تھا - نہایت حصانت
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا محمد بیگ بخشی سپاہ کو لیکر تجامشی کو گیا کہ ایک جماعت کو مارا
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی - جو اشامی قلعہ جمدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے - خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین - دو رکعت شکرانہ کی
ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے - تا کہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین
اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کر کے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین - ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب تھا -
کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا
کو امن دیتا تھا اور انپر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا -
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی - اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین اور معذور
ہین بعد ازان اُستے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا - بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا - دریا برہماپتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نواڑہ مین مسافت بعید رہتی تھی - اس وقت اسامیون کو فرصت تھی
مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کرا دیتا -

باوجود اس سختی کے اہل تمام اہل اسلام کے رام نہ ہوئے برسات کے آثار ظاہر تھے
جو اشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو کنبھا پاس چلے گئے اکثر اشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر اشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیابر کا فوجدار اور سید میرزا جادھرہ کا تھانہ دار متفرق سوا
نوارہ کی گرد آوری میں مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح توپخانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل میں بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیوں کے نواروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس دن
نوارہ بادشاہی میں سے سو کشتیوں کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف میں گئی ہوئی تھیں ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کا آدمی
سردار کارفرمانہ رکھتے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ کا
قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کرکے لڑتے رہے۔ نوارہ کا فاصلہ
خانخانان سے تین کروہ جریبی تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال بھی نہیں تھی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپوں کی
آواز خانخانان کے کان میں آئی تو اسنے جانا کہ نواروں میں لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپ خانہ و نقار خانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازو ہاں پہنچے جب
وہاں پہنچ جائے تو نقارہ و کرنا کی آوازوں سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیاں گولہ کی ضرب سے دریا میں غرق ہو چکی تھیں اور بہت سی غرق ہونے کو تھیں
اس ضمن میں اور بادشاہی کشتیاں جو متفرق تھیں آن پہنچیں — محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرنا چیوں کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کومک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صداے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے اشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کومکی نمودار ہوا تو
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر بروقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے کئی مراتب بہتر
ہوتی ہے۔ جنکا سپہ دار مغرور ناتجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو اشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے۔
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اُتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان مروپ کی طرف بھاگے جہان سوار نہین جا سکتا جب سولہ گدھ
مین .. لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شامی
اسکو پھوکن کہتے ہین انہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھ کر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحتہ کرتے ہین۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہٹی سے لوٹ کرکے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت مین قید کرکے لے گیا ہے بھیجدے اور بعد ازان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش مین چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر گھر گانو مین بھیجکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ موضع لکھو گڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریا بر برہما پتر سے ملحق ہوتی ہے۔ کھر گانون تک چھوٹی چھوٹی ندیان بہتی ہین
برہما پتر مین داخل ہوتی ہین۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لئے عرض کیا۔ اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و مشروبہ
طلائی اور دو سبوی نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ
مقدمات بحکم فراست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر کھر گانو کو جاتا ہے جہان پہنچکر، جو مقتضائے مصلحت ہوگا عمل مین
آئیگا۔ شہر کھر گانون ساحل رود دیھو پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریائے دھنگ سے
ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لئے لکھو گڈھ مین
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین۔ غرہ شعبان لکھو گڈھ
سے کوچ ہوکر اس مکان مین لشکر گاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان
سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ بادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع
دیول گانو مین لشکر آیا۔ یہان ایک بڑا بتخانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا۔ یہان خانخانان نے اپنے تابعون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھر گانون سے اگر گانون کے . . .
بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جب راجہ
نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود
اور نفائس اشیاء کو لے کر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا۔ جو کھر گانو
سے چار روز کی مسافت ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض ہاتھی زبدہ
اسی احمال و اثقال بے حافظ و حارس شہر مین موجود تھے۔ ۸ شعبان کو قریہ مجبور مین لشکر
آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھر گانون مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین۔ وہ گھر گانون گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین مصروف ہوئے۔ ترکھانی مین لشکر آیا۔ راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کجپور اور لام وانگ و برجھانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ ۲۴ شعبان ۵ جلوس کو دار الملک آسام خطہ گھر گانون مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے۔ ۲۷ رجب کو لکھوگر مین لشکر آیا۔ لکھوگر مین دو دریا دھنگ و برہماپتر ملتے ہین۔ آب دھنگ کوہستان گھر گانون کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریای برہماپتر سے ملتا ہے گھر گانو مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے۔ دھنگ اور برہماپتر کے درمیان ایک جزیرہ نامروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے شہر گھر گانون نالہ دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے ۱ کروہ پر دریای دھنگ سے ملتا ہے اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چلسکتین مصلحت کے موافق رسد کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگر مین رہے جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ توارہ مع جمال خان اور اور منصبداروں کی جماعت کے اور علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپچی پیادے اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگر مین رہے اور نوارہ پادشاہی مین تین سو تینتیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلبہ۔ اغراب ۷ پرندہ۔ ۴ بجرا۔ ۱۰۰ پتیلہ۔ ۲ سلب ۱ ایک فیل۔ ایک بہر ۲ بالام ۱۰ اخطکری ۱۰ امحلکری ۵ پلوارہ وغیرہ ۲۲۳ چھوٹی کشتیان۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزونکو انمین رکھ کر گھر گانو لے جائین۔ حکم ہوا کہ جس کسی پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ بیوپاری کشتیان متعاقب گھر گانو مین آئین۔

غرہ شعبان کو لکھوگر سے کوچ ہوا۔ ناؤسالی (کارخانہ کشتی) مین لشکر آیا۔ یہان چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا سو کے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

بازیب و زینت بھین جنگل بیجانیکی فرصت جنگ مین ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانو مین لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اُسکے کنارہ پر فوج اتری بتخانہ و باغ بہت خوب ملا یہ دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا تاریخ تاریخی ہمارا تاریخ چھپی ہوئی آگہی ہی گار رہا تھا۔ ایک پیسہ کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھوگرا و دیول گانو مین رعایا آباد ہو گئی پھر دفہ حضور مین وہ آتی سر اپا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جا کر آباد ہوتی۔ لکھر گانون کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اس شہر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین۔ راجہ کے تمام اسمال و اثقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین۔ نجم کو فرہاد خان و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و افیال کے لئے بہت جلد گرگانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آگئے۔ ۶ شوال ۱۰۷۲ھ کو نواب گھر گانو مین داخل ہوا۔ اور مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال ✢ باکوچ بہار فتح آشام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زیور کو رام چنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جا کر دو سو اٹھ توپ و ضرب زن ڈوبے ہوئے نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستک راہ کی درخواست کی۔ نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہو سکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے دستک اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے بادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ محاربہ مین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغر خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب مین زیادہ
دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا
تھا۔ آغر خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین تھیں
انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب سے کہ آغر خان کے بعض ہمراہی متعلق
بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغر خان
انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی
دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغر خان کے حال و
پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغر خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایکدن صبح
وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغر خان مغلون کو ہمراہ لئے مستعد و
مسلح ہو کر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی
وہ بے محابا اندر جا کر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا
خانخانان اسکی اس ہیات کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ
خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغر خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم نے
جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ
کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پامال ہوئے۔ ہم کو اسکا
افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنی
ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقہ
راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین
خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آئندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ
فائدہ نہ ہوا۔ آغر خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک
لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغر خان نے اپنے پاس سے دوات اور
سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان نے

یہ سمجھکر کہ حق اُسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغرخان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت
لکھدی اور مُہر لگا کے اُسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون و گھاٹون کے اہلکارون پاس
کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغرخان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کردین اور جہانتک ہوسکے
اُسکو عبور نہ ہونے دین - یہ دریا نورد و شیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑون
کی عنان بر و بحر کے حافظون کو سپرد کر کے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن طلب
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی - یون حضور مین پہنچا - محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغرخان اگرچہ عالی نسب
و کار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کارفرما ہو کر بہت منت کر کے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندروز
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکر اُسے کام لینا چاہئے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا - چندروز بادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا - پھر آغرخان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
بادشاہ پاس لے گیا - اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا - اور منصب پر
بحال کرا کے کابل کے کومکیون مین روانہ کیا -

ہندو و مسلمان جو اپنے عزیزون وطنون و قومون سے جدا ہوئے تھے اور بند و زندان کی مذلت مین
پھنسے تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی ---- اب وہ شادان و فرحان دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا - ملک بادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑ کر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا - برسات مین یہان نہین ٹھہریگا -
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال و اسباب کو گھر مین مدفون کر کے پہاڑون پر

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ اشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کرکے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو پھر سنگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے ساکن اپنے مساکن مین جاکر عمارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تیس لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام جنگی ۶۵۷ بندوقین ۳۴۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمینًا ڈھائی من باروت
تھی۔ ۷۸۲۸ سیر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر اسی ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور ناؤ سال مین گھرگانو مین ۱۲ کشتیان نجاری تہین جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط ترین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگادی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہوگئین۔ راجہ اور پھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے یہ انبار
۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آجائینگے۔ لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے برنج رہے۔ ورنہ قوت
وآذوقہ کے نہ ملنے سے خصوصًا موسم برشگال مین جہان ہر طرف ہی منتہی پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہوجاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

انبار بہت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی —

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے بابین آشام ملک و برہماپتر (برہم پتر) کی اطراف مین آبادہی اور دریاے برہم پتر اسکے وسط مین مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان گردہ مری مچمی و دفلہ و لدندہ سے جبال قوم ناگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے اسکا کوہستان جنوبی طول مین کوہستان کھسیہ و کچھار و کشمیر سے طول مین اور عرض مین قوم ناگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول مین کامروپ کی پہاڑیون و اسی سے پیوستہ ہی اور عرض مین قوم دفلہ و لعندہ کے پہاڑون سے ملا ہوا ہے دریاے برہماپتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُتر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہین۔ اوتر کول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میر مچمی اور دکھن کول کا امتداد ملک نکی رانی سے موضع سدیہ تک ہی۔ اسکے نواح کے پہاڑون کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہین دیتے مگر اوسکی بہتری کو مانتے ہین اور اسکے احکام پر چلتے ہین مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہین کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر گھرگانون تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختون سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہین اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوئے ہین طرح طرح کے صحرائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوئے۔ نیلستان سکی پیچھے پاے کوہ تک زراعت باغ۔ گھرگانون سے کھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہی اور آدمیون کی آمد و رفت کے لئے بلند وسیع آلے بنائے ہین اس ملک مین زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہین کہ کبھی انمین نشیب و فراز سرمہ کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہین آتا۔ اوتر کول مین آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول مین صعوبت محکمہ و قلبی الکمنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب مین راجہ نے محل سکونت بنایا ہے۔ انہین خطہ مین آباد و غیر آباد اراضی کے ہوا و دریاے برہماپتر کے کنار دو بر دو نو دیسیون اور پردیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دیسیون کو سازگار

ملک آشام کے طول وعرض و خصائص کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان۔

اور بیر دیسیون کو زہر مار۔ آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سے بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل و میوے
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے۔ اس ملک مین شالی سے کھسوٹ
لیا جاتا ہے وہ باریک یا لیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے۔ دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے۔
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کرکے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرباس مین
رکھتے ہین۔ اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرباس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرباس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین۔ یہان کے مرغ لڑتے ہین ایسے بہادر ہین کہ مرجاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے۔ کوہستان و صحرا مین
بکثرت۔ ہاتھی چھوٹے و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے۔ اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ گھرگانون مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگادی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین۔
راجہ کے خاص فیلبان لیجاتے ہین۔ ہتنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین۔ فیل مست اُس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے۔ دریای برہما پتر کی ریت سے سونا نکلتا ہے
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آسامی اسی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے صرف یہی ملک کا خراج ہے۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے۔ کہتے ہین دریای برہماپتر مین سب جگہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین۔ اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے۔ فلوس کا رواج نہین۔ قوم ..
میری مچمی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب مین ہین آہوئے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین۔ پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین اس
قوم کی طرز و وضع اشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتون کی صورتین اشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے کہ فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہین ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے۔ کوہستان آشام مین بھی آہوئے مشکین ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جائے
تو ۵۰ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین۔ گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوائے قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے۔ اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے۔ کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا۔ کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا۔ اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین۔
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوگھرو اور کچھ اور ہند کی مسلمانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
بیچاتی ہین معاوضہ کرتی ہین جو لشکر اُس مملکت کی سرحد مین آیا۔ کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا۔ اہل ہند یہان کے

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بنی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا۔ یہان کے
راجہ بُدید جیج سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے۔ اسکا لقب سرگی ہے جسکے معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سی جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگاکے زمین پر اُترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا۔ و
خود اپنے تئین مظاہر اعظم مین شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے
اشامی ہندوؤن کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان و غیر مسلمان کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھالیتے ہین
گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اُسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان ہندوستان
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے۔ مردون کی ہئیات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین یگانہ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
روئی و سیاہی و درازی موئی و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی و پائی ظاہر۔ دور سے
بہئیات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہی۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلئے پاس سی دیکھو تو وہ حسن و جمال سی دور
معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سی مُنہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دوزانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکنون پاس رعیت
جاتی ہی اور بھوکنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔
داڑھی مونچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر دم
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

ہتھیار اسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہین۔ اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بیچارا انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا۔
ہاتھی کے بیچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بیچتے۔ راجہ اور بھوکن سنگاسن مین اور اور دوسرا
اغنیاء ڈولی مین سوار ہوتے ہین۔ یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پر بجاے عماری و حوضہ
کے لکڑی کی کرسی بنا کے رکھتے ہین۔ کرباس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین۔
چارپائی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہو سوتے ہین۔ پان مین کچی سپاری مع پوست ڈال کر
بہت کھاتے ہین۔ مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بنتے ہین اور خوان و
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین۔ راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنہین سے ہر ایک کا عرض دو ذرعہ ہے اور انکے پاے الگ نہین
لگائے بلکہ اُسی چوب مین سے تراشے ہین۔ جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین۔ واقعہ نویس گواہٹی کی افواہ سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تک تیتیس ۳۳ ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان آگئی ہین اور لشکر بادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھی ہین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چنبل کی چوب سے بناتے ہین جو اگر کشتی ڈوب بھی جاے تو اُسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین۔ باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
بادشاہی سے لاتے ہین۔ کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھرگانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا در یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر جہانم صعب اور
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے ہمیشہ راجہ کے نشیمن و خوابگاہ کی اطراف مین چھ سات ہزار آشامی

حراست کرتے ہین انکو جو دانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و راجنگی و توپ و تیر و پیکان و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر تخش ہی کہ ملک کے تمام بہنے والے اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کیطرح ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیارون سے لڑنے والے بیس ہزار کے قریب آشامی ہوتے ہین ! غالب وہ شب سہ شنبہ مین شبخون مارتے ہین اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ معاودت کرے - اپنے ہتیارون کو ڈالدیتی ہی اور باہر چلی جاتی ہے - رعایا اپنے مُردون کو کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین دفن کرتی ہے اور حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خدمۂ متوفی کو مار کر مایحتاج چندسالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس اور خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور اسکا نام ذخیرہ و توشۂ آخرت رکھتے ہین جسمے نا امیدی کا دروازہ اُسپر بند ہوجاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھاکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بہمہ جہت بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوگئے تھے اُنہون نے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان چلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہی اور نہ قرآن پکار کر پڑھ سکتی ہے - یہ دونو اُنکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم نانگہ پاس جائے مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اُسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی آشام

رہتی ہے۔ سرخ وسفید خوش ظاہر و بدباطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازواج سے بے پردہ
مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سواے چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ اعضا
جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہو اسکا اخفا عبث ہی پستان
جو اسکے بعد اُٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے
تو انکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور
اُنکے مُنہ کے اوپر سوئر کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے
اکثر اس قوم کا حربہ ترو بین ہی۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ اپنی
سنت بھوگنون کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان
ہے۔ آب وہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے
فضا پر سے پر مارے تو اسکا شہپر حیات گر جاے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہو جاے
راجہ جسپر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اُڑاتا تو اسکو یہان بھیجدیتا۔ اسکی ایک راہ ہی
جسمین گھوڑا جا سکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریاے برہما پترا اور دھنگ
ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھوگنون نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو مین روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور آس پاس مین پانی نے فرش اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر متھراپور تھا وہ ایسی
اونچی جا پر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضیٰ اور راجہ امر سنگہ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رہا یا کی استمالت کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر جو مال
تنخواہ کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر دستِ
عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہ روپیہ پیسہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار
مقرر ہو گئے۔ ۲۰ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کرکے متھراپور مین آیا۔ آدم خان نے
یہان سے آٹھ کوس پر ابھے پور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

پڑا جلال خان کنار دریائے دھنگ کا تھانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیوں نے شب خون مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیوں نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا انکو شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہو گئی آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہو گئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ بال کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سو سوار اور دو سو پیادے تھے اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے پادشاہی تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہو کر اطاعت اور ہوا خواہی کا اظہار کرتی تھی۔ اُتر کول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

برسات کا آنا اور فسادوں کا اُٹھنا۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا۔ اور دریا کو بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کر دی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔ اول اُنہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو کمک کیلئے بھیجا۔ اُسنے جا کر آشامیون نے جو آتش فتنہ سُلگائی تھی آب تیغ سے بجھا دی ان دنون مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگرہ سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے چہہ جلیبہ و رہا کوسہ پر ساز بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے لڑکر اُن کشتیون کو کھرگانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے تو انہون نے غرہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کجپور پر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے انپر فتح پائی مگر فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کر کے اسکو مار ڈالا کجپور آشامیون کے قبضہ مین آگیا اور انہون نے دریائے دھنگ کے اس طرف ترمہانی و کجپور کے محاذات سے لیکر لکھوگرہ تک مورچالین بنا کر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کر دیا۔

نواب نے یہ سنکر سرانداز خان ازبک کو کجھور کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل ولاے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ سے بغیر کشتی کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے ساتھ لکھوگر سے آیا ہے۔ تین جلبہ و سات کوسہ ورکھرگانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے۔ جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان خشکی وتری سے باہم رفیق ہوکر طے مسافت کرین۔ سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اتار دے اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان پاس محمد مراد پہنچا اور دونو بہ اتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۹ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا آیا اور محمد مراد اور آگے بڑھا جب اسنے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون کو دریا کے کنارہ پہ دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اترکر برجہالی کو راہی ہوا چند کشتیان جنمین امیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور بازو سے غنیم کے درمیان سے گذرکر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام پادشاہی و لشکری بیوپاری نوارے پر بار و ساز مفت و آسان آشامیون کے چنگل مین آئے جسنے انکو بڑی جرأت اور جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آدھنگ کی وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دہات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے میدان کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذرکر اور بعض کوہ سلہانی سے پائین مین آنکر بے تحاشا حواشی کھرگانون کو مراجعت کرنے لگے اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے۔ میر مرتضیٰ نے پہلے سے زیادہ ہشیاری اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے استقلال و ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتانی کو قتل کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ بانس کے احاطہ سے جسکو

سکونت و حفاظت گبر سایین کے لئے بنا یا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا ۔ گبر سایین کے برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا ۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا ۔ آشامی اپنے سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا ۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانو و نواحی متھراپور اور حواشی تھانہ آدم خان مین جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی ۔

ان دنون مین یہ افواہ اُڑی کہ بھیم نراین نے آکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے ۔ آخر کو یہ خبر سچ نکلی ۔ آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو ۔ اسکی تفصیل یہ ہے ۔ پادشاہی متصدیان جہام مال نے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے محال کے دستور پر رعیت سے جمعبندی اور مطالبہ اموال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی ۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین آسکتے تھے ۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مالی مین سختیان بے اعتدالی ہوئین جس سے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے کی ترغیب دی ۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا ۔ اس دیار کے سب آدمیون نے کہا کہ تو راجہ ہے ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین ۔ راجہ کی گھرگھل باری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کر دی اور راجہ نے خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی محلات چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو ۔ خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جائینگی وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا ۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا ۔ استرداد ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا ۔

القصہ جو حوالی کھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو اُسنے

کوچ بہار پر دوبارہ بھیم نراین کا تصرف ہو گیا ۔

تو اُس نے ابوالحسن خالوی مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا مشہور منتظم ملازم تھا آشامیون کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیون نے مورچے بنائی ہین اور تھانہ کی تاخت و تاراک مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا اور اُنکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آغزون کی جماعت اور پچاس سوار گھر گانو کی حفاظت کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے فرہاد خان کو اپنی اور اور امرا کی اور تابینیون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا کہ لکھو گڑھ جاکر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف کے آشامیون کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو گجپور مین قائم رکھ کر تھانہ مین میر نوراللہ و محمد مقیم اور ایک اور جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سرراہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کری کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتالی کی طرف آشامیون کی تنبیہ کرکے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیون کے ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۱۳ شہر شوال کی شام کو گھر گانو مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو ملکر موضع دیک مین آگئے جو ترجہانی اور گجپور کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنگ سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہرچند راہ کی جستجو مین سُست نہ کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روئے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتی تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر ٹھہرا اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہے ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر اُلٹا چلا سب جگہ پانی کمر تک تھا۔ ترجہانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار عمیقہ کھود کر دریاے دھنگ سے انکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

[illegible]

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیون کے نامی بھوکنون نے
کشتیون مین بیٹھ کر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ٹیلے پر کہ محاذۂ آشتھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سُنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تھانی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کرسکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اُترکر
اُن پر کئی حملے کیے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اُترکر اُن پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگہ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑ کر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی بجگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جان کر غافل ہوئے
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے الہ کشتیون پر جو اُس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کرکے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اُسنے سُنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب رہ کر اب آئے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اُس نے سب
عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہوگئے اور باغی کی طغیانی ایسی ہوئی
کہ کسی تھانہ مین مقدور نہ تھا کہ وہان سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا
کہ ابھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھرگانو مین چلے جائین
اور سرانداز خان و میانہ خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت
مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین وہ میر مرتضیٰ
پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس
نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کر کے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے
اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و
میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین
پانی نہ تھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین و زنبورکین چن دین۔ رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کر کے نالہ کی اس طرف کی رعایا
کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھرگانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔
اور راجہ اور بھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہی جو راجہ سے ڈرتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اب تمام ملک آشام سوا گھرگانو و
متھراپوری کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمد و رفت
پادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے
تھین۔ اب دس بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو و بازار بے شمار چھ مہینے تک بغیر غلبہ
خصم اور استیلائے غنیم انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جائے کہ پرکار کی طرح لشکرگاہ کی دائرہ
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی چیز
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

راہون کا مسدود ہونا اور تھانون کا اٹھانا [illegible] ×

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ اُنہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کین اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کرلیا۔

راجہ آشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبارداری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کرکے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کردیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلیمی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کرکے حشر برپا کیا۔ اور مورچال بنا بنائے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب دریاء مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے اونکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنہون نے شبخون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار جیانک جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگھ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اُسنے محاربہ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے دردسر تیرہ و آشوب شر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر چونک پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بہا تا ہمہ تن یکشتن دہیم + مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سواے تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سواے تیر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شب خون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اُٹھا رکھی تو اُس نے جانا کہ درفش پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سواے جراحت کے اور کوئی حاصل سواے ندامت کے نہین ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دوراندیش سے صلح کی تحریک کی اور ایک وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحت کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورمل منصبدار کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتائین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیش کش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دیوے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار برسم باج دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوے۔ وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من + واز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو۔

بھوکن کے پاس بھورمل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلایا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورمل کو اُسنے رخصت کیا۔ وبا کے سبب سے لشکر کھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریاے دلئی پر مورچال بنا کر لشکر شاہی

کھرگانو مین جو لشکر کو قبضے مین آئے۔

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجّہ کی
یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریون کی کشتیان ورکچھ ذخیرے و مایحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
اشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین جو کنوج مکانات تھے انکو جلاتی تھی۔ گویا
اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی میر مرتضی محافظت مین بدرجہ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایکدن اشامی جانب غربی کھرگانو
مین چند آدمیون کو مار گئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیون نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور
عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سردارون سے آشامیون
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ آشامیون کے حملہ کو پادشاہی
آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین اشامی بانس کے حصار کو توڑ کر اور جلا کر کھرگانون کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضی و میر سید محمد اسپات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف
تاخت کر کے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین آشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سردارون نے تھوڑے
آدمیون سے انپر حملہ کر کے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف مین
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا میر مرتضی نے بجاے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اسپر توپ فرانگی و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا ایک عریض اور مرتفع دیوار

کنگرہ دار تیار ہوگئی۔ پہلی لڑائی مین فرہاد خان کے ہاتھ مین تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر ورم بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہوکر ہر شام آخر رات کو قلعہ پر حملے کرتے اور کچھ رات رہی نہر دلئی کے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنائے گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک نہ اُترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا سب سرداروں نے مہتابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لین تھین کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئین انکو روشن کرکے لڑین آشامیون نے کھرگانو کے قریب انبارون کو جلایا اور انبار ہائے بعید سے شالی کا لے جانا شروع کیا میر مرتضی نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام کرکے بعض انبارون سے شالی کو لیجا کر قلعہ مین داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کرکے کھرگانو کے قریب کے انبارون مین سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اب کھرگانون کے اسطرف آشامیون نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچوین ذی حجہ کو جاسوسون نے خبر دی کہ آشامیون کے نامی پھوکنون اور سردارون نے یہ قرار دیا ہے کہ آج کی رات کو قلعۂ شہر کھرگانو کو بادشاہی آدمیون سے چھین لیجے۔ چار فوجین اُنھون نے ترتیب دی ہین ایک فوج سید سالار خان کا دوسری فوج عبدالرسول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے محافظون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضی سے محاربہ کریگی پانچ چھہ گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیون کا ایک گروہ نہر دلئی و نالہ ندکا سے گذرا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ مین بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقاتلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اس کو جانے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آکر آشامیون کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ٹاپہ مین بیٹھ کر نالہ و ندکا سے باہر گئے اور وہان ایستادہ ہوے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی نہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جب پیادہ بیٹھ

موڑے گی دشمن پیچھے پڑینگے - فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین تمنے خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ - سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھہ گھڑی تک لشکر کو شہر مین لے آیا اور جہان جہان سپاہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی - آشامیون کو جب سپاہ کی مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر پل پڑے - فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا آدھی رات پر پانچ گھڑی بجے تک بازار دار و گیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا کارزار نہین ہوا - سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اُسنے چند جھبر جلائے تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگہ کے آدمی بھی پہنچے - اُسنے بھی ایک بڑا جھبر جلایا اسکی روشنی مین قراول خان اور اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے جنگ کی اور انکو شکست دی - یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ ملحق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر یورش عظیم کی - میر مرتضیٰ نے سب جگہ مہتابیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو ہر جا دفع کیا - آشامیون نے مایوس ہو کے عبدالرسول پر حملہ کیا یہ جنگ عظیم ہوئی لشکر شاہی عاجز ہوا کچھ الٹا پھرا - مراد خان دریابادی فرہاد خان کے اشارہ سے عبدالرسول کی کمک کو گیا - آخر کو آشامیون کو شکست دی - آشامی یہان سے شکست پاکر اس برج پر پہنچے - جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار بقد آدم اُٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا - خندق کو پھلانگ کر برج مذکور پر پہنچے - فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف ہو گئے وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا - یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب کے پاس متھرا پور گیا اور سارا حال
بیان کیا۔ وہان سے امراء کے نام ستائش نامے لایا۔ جسنے اپنے کام مین وہ اور
زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب لبئی سے گذر کر نالہ کاکو جان پر مورچے
بنائے جو نہر دلبئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب
غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیون کا تنگ
محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی حجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہو کر آدھی رات کو
سید سالار خان و عبد الرسول اور میر مرتضی کے مقابل آگئے۔ اسی اثناء مین کالی گھٹائین
تھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا۔ گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔
اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیاروں کے
استعمال کا یارا تھا۔ دونو لشکر خالی کھڑے رہے۔ پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ
آشامیون نے معاودت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہو گیا تھا اِس
سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی
عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کر کے سواد
شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریابادی و غازیخان
و قراول خان اور آغا آگی مدافعت کے لئے مامور ہوئے اُنھون نے جا کر آشامیون
کو بھگا دیا۔ چند آدمی انمین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔
بانسون سے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ ۱۱ کو رشید خان کھرگانو کی
حفاظت کے لئے مقرر ہوا اُسنے سُنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا
پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے
انکا تعاقب آب دندکا تک کیا۔ آشامیوان کے مورچہ کے بانس ایسے مضبوط گڑے تھے
کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑتے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سر انداز خان یاں
خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ خان نے اُنکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیون کو
مقتول اور اسیر کیا اور اُنکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے
زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے۔ رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون
کو پھر شبخون مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۱۶ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ وندکا بعض
جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا۔ میر مرتضی و راجہ امیر سنگہ کو
قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کا کو جان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا
جب نالہ وندکا کے سرے پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی۔ ہر جگہ گھوڑا ڈالکر بسلامت
پار گئی۔ آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے۔ مگر آب وندکا کے عبور کرنے سے لشکر
شاہی کا خوف وہ اُن پر چھایا۔ کہ جب اُسنے اُنپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ لشکر شاہی
مورچل مین داخل ہوا۔ غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بجدلی جھوکن تک پہنچا۔ آشامیون نے اپنی
سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہان سے کشتی
مین سوار کر کے باہر لے گئی لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی
کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے۔ ایک اُنمین سردار تھا۔ رشید خان نے اُس
سردار کے پانوٴن مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا۔ نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئی تھی
مگر اُسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے اُنکا حال کرے۔

جب بنگالہ مین مسدود ہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون
کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہوہ کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین نے ایک نوارہ
مردم جنگی اور آلات جنگی سے پر کر کے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا۔ کہ کجہوہ مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون
نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کجہوہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی۔
آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارہ شاہی بہادر تھا وہ بے اختیار
ہانسہاری مین جو دیول گانو اور کجہوہ کے درمیان مین ہے آگیا۔ منور خان کچھ نوارہ لیکر اُسکی
کمک کو آگیا۔ دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور اُنکو شکست دی اور چند کشتیان چھین لین

لکھو گڑا ور نوارہ کا حال اوا ور قضا یا کہ اس محال مین پیدا ہوے۔

علی بیگ اور منور خان دونو ابن حسین پاس آ گئے۔ لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھو گر مین
سرداروں کو بڑا تردد تھا۔ لکھو گر مین رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہان پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا بر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانون سے لکھو گر مین بلالو اور بہیئت اجتماعی
نوارہ کی محافظت مین ساعی ہو۔ ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب مین عرضداشت
لکھی کہ جمدھرا اور کلیا بر سے تھانون کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا۔ میری پاس
اتنے آدمی ہین کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہین اور دیول گانو مین یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہین اسکو لکھو گر مین بلالون گا۔ آپ نوارہ کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہین۔ قاصدون کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا۔ قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر ذی قعدہ مین آ گئے۔ ابن حسین نے ایک بانس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائین۔ آشامیون کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیان بھیجکر اسکو دیول گانون سے اپنی پاس
بلایا۔ نواحی دیول گانو کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور
آشامیون کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا۔ اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لٹے۔ آشامیون نے ان قیدیون کو تیر دوز کرکے ناؤن
مین باندھ کر پانی مین چھوڑ دیا کہ وہ لکھو گر مین پہنچکر وہان کے بیدل آدمیون مین خوف
پیدا کرین۔ ملاحون کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہین وہ کم ہو گئے تھے۔
لکھو گر کے اطراف غربی مین دامن کوہ مین اور اسکے جنوب مین گھر گانو کے سر راہ اور شمال مین
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیون نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین خجل ہو کر اور آشامیون کے سردارون کو مار کر بہت سی شالی

لکھوگر مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون کی کشتیون مین شالی کو لایا تھا لکھو اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گر تھا آخر ماہ ذی الحجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گر مین بطریق تھانہ دارون کے تری خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو ایذا پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگر تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ ۷ محرم کو نصیر الدین خان کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار جمدھرہ بھی مرگیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے۔ غرض ابن حسین نے سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو گھرگانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواب کی مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقابلات شدیدہ وقوع مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انھون نے لتری اور بر کسائین راجہ کے دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگر مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اُسنے مکرر آشامیون سے جنھون نے لکھوگر کے قریب گھرگانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور دیول گانون پر قبضہ کرنے کے لئے پھر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات کی اطلاع کر دی۔ ماہ صفر مین نواب گھرگانون مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع متھرا پور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑ بیت یعنی کوہ تپ کہتے تھے۔ جسنے وہان کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور ظلم و وجود سے خارج ہوا۔ حیکے
مرنے کا حال یہ ہوگیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوران
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس
مین لپیٹ کر آب و گل مین پوشیدہ کرتے اور مسکینون کے اجساد کو وحوش و طیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے
ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نامروپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے
زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابینون پہ کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان شامی جو
گھرگانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مر گئے۔ بھورل پھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا
کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا
عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔۔۔۔
کہ ۱۷۳ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے۔ جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خیرگی
کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین ہے۔ نواب نے حکم دیا کہ چہ انبار تو دوابہ بادشاہی کے لئے رکھے
جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی لیجا سکے لیجاوے
اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا موقوف۔ شالی اور برنج گندہ سُرخ
بسر بختی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ
گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دے کر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ موقوف
ہوا گندم کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر
روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک
اشرفی کی ایک چلم۔ تنباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک ایک روپیہ کا - اس بھاؤ سے بھی اجناس سو جستجو سے ہاتھ آتین محمود دیانت بخشی پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اُسنے مفت امراء و غربا مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت روپیہ اسکو ہاتھ آتا - ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معاد کو کافی ہوتی اُسنے اپنی معاد کم کرکے اوروں کو افیون دیدی - جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی بہت بھوکے آدمی مر گئے -

جب آشوب ہوا کا تعفن قحط غلہ کا پار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم ۱۰۷۳ھ کو گھر گانو جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیر خان تمام رات گاڑیون کی نگہبانی کرتا رہا - آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اس نے انکو پراگندہ کر دیا - محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی - آشامی متھراپور کے چلے جانے سے اور زیادہ خیرہ ہوئے اکثر راتون کو قلعہ گھر گانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگہ جنوب و شرق کے درمیان کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سجان سنگہ حراست آشامیون نے دلیر خان و سجان سنگہ پر حملہ کیا مگر شکست پائی - دلیر خان نے نالہ دند کا تک انکا تعاقب کیا اور سب آشامیون کو مارا - ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی اور متھراپور کی بیماری کا اثر گھر گانون مین بھی پھیلا - مرض تپ لرزہ اسہال پر دق و استسقا کا اور اضافہ ہوا - ادنے اعلے بہت مرنے لگے - برنج سرخ گندہ تھا اور کچے تھے بھوسوں کچھ اور غذا پیدا نہ تھی - نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے - انسان و حیوان سد رمق کرتے تھے - بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج بارہ کر کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالون و ریا و ن کے کنارہ پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے بےنوا زیر دستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک و سہیم ہو -

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی - یہان میر مرتضی

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جسپر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔ صفر سنہ مذکور مین مینہہ کا برسنا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانون مین پھر یادگار خان آکر متمکن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گانون مین بھیجا اور بادشاہ کو عرضی لکھکر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھکر دیئے کہ ابن الحسن پاس پہنچا دے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ مگر دہیج راجہ درنگ کا متھراپور مین انتقال ہوا۔ اسکی مان بادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج تفویض ہوا۔ ابوالحسن ١٢ صفر کو چارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ کرکے اذوقہ جو ان حدود مین میسر آیا لکھر گانون مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا تھانہ دار کیا۔ یہان چندروز قیام کرکے انتظام کیا۔ کجپورہ روانہ ہوا۔ یہان سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نوامبر کو ابوالحسن لکھوگر سے بہت غلہ لکھر گانون مین لایا۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب برسات گذر گئی تو آشامی پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولا کوری مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی بھوکن کرکہا بھوکن نے اپنی متانت حصار و استحکام دیوار پر قوی ہوکر مورجال نہر دلئی مین محاربات کے لئے اقامت کی بیجدلی بھوکن نے پھر میر مرتضیٰ کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی بھوکن حاضر نہوگا صلح نہ ہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا فوجدار رشید خان۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے سے

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئین ۱۶ ربیع الثانی کو ابوالحسن مامور ہوا کہ میر مرتضیٰ نے جو گھر گانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین ان پر سوار ہوکر برہمانی جائے اور بیجدلی بھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے جائے اور قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابوالحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بیجدلی ور آشامیون سے محاربہ عظیم ہوا۔ بالآخر اہل سلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون نے غلبہ پایا اور ابوالحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال نواب کو معلوم ہوا تو ابوالحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلئی کے مورچل کی تخریب کیلئے متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر تاخت کرنا۔ ۱۷ ربیع الثانی ۵ جلوس کو نواب مورچہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم واشفاق ہوئی۔ نواب سے عرض ہوا کہ آشامیون نے ..... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو اُسکو ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونو لشکرونکے درمیان مین تھی۔ آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا جی چاہا روانہ ہوگئے اور ایسے متفرق ہوگئے جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ پھر جمع نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ مین سے یہ ہے کہ نواب دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایکدفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہوکر اترا اور بیہوش ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی مقام ہوئے۔ ۸ رماہ مذکور کو بدلی بھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۱ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت والتفات کا امیدوار

راجہ کا فرار [illegible] اور ورود افواج ۔

ہوا اُسنے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ کر حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار الطاف کیا۔ **شعر**۔ کہ خرگوش ہر ملک را بے شگفت + سگ آن ولایت تواند گرفت
اُسکو خلعت و گدکی و خنجر مرصع و اسپ و چتر کسبی زربفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور کھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی مہمات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھرگانو سے تا خشکی کی راہ کا اور ترجھانی تا
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھکر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی سیخون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کیلئے رسل و رسائل آئے مگر نواب کو راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوگئے تھے انمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُن
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر لکھوگڑھ بھجوادئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن اور ہاتھی ہین تو غرہ جمادی الاولی کو درویش بیگ چھ سو سوارون کے
ساتھ قصبہ بکور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ر کو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آسامی بھاگ گئے اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آگئے۔ ۵ر کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ کو لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن درویش بیگ سے جاملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ر کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اٹھا اور نفخ ہوا اسکے بعد
کو تپ محرق اور درد سینہ ہوا۔ حکیم گیا معالج ہوا اُسنے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہوئے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جا کر راجہ کے پکڑنے
کا ہی - وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت ما یحتاج ہو نہین جا سکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگلی
اور درہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کر دینگے
اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی
ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ سے گھر گانون تک راہ کی ضبط کے واسطے
کافی ہو۔ اگر بہر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا
جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جائے اقامت نہ راہ
مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھایا منصبداری
اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح
اس ملک سے پیچھا چھٹائیے خصوصاً حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین بارش
شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب دھنگ سے عبور کے
وقت نواب سے جدا ہو جے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اس نے
آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو
کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ناچار شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی
مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب
کوچ کر کے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا
زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور
راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار
شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان
کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چو ماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ
چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

پیشکش مقرری دیا کرے پیشکش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن بودھ گسایئن
گرگ سنگھ بیرگسایئن و پرماتر کے بیٹے بطور رہن بندگان بادشاہی کی خدمت مین
رہین سمت اُترکول سرکار درنگ سے جسکی ایکطرف گواہٹی اور دوسری طرف دریاے
دلیئی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت
نکی رانی و ملک نانگہ و بیل تلی و دومرویہ سے جو ہرگز مردم بادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیشکش مین داخل ہوکر ممالک محروسہ مین شامل ہو۔ ملک نکی رانی کوہستان کاروکے متصل
ہے اور کاروا ایک جماعت پلنگ خوی و خوش سیرت ہے۔ کتے کا گوشت کھاتی ہے
کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان گری باری کے پہاڑ کے متصل
ہے۔ جو ممالک محروسہ مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہا دریاے کلنگ پیش وی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ اور مملکت کے آسام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریاے
کلنگ اور اُترکول کی جانب دریاے دلیئی و براری مقرر ہوئی ولایت درنگ مین بے شمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ اُسی راجہ جی دھج سنگہ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کجھار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کجھار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کر دی کھیدہ
موقوف ہوا۔ اور وکلاے راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور کامروپ مین محبوس ہے وہ رہائی پائیگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آئیگی۔ راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوے اور وکلا نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑ دیئے گئے تھے انکو پکڑکر گوہاٹی مین پہنچاوینگے۔ بیچ مین
جھگڑا اس بات کا ہوا کہ بودھ گسایئن نے بیٹے کی جگہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا۔ اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادالثانی ۵ جلوس مطابق ۱۰۷۳ھ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہوگیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان
تابستان و برسات کی مصیبتون سے لشکر عاجز ہوگیا تھا اب ناچتا کودتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہوگئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیون کو منع کردیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائین نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہین لیجاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہین ہم انکو منع نہین کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اُسکے نواح مین محبوس تھی کچھ اُس مین سے مع فرزندون کے بدلی بھوکن پاس آگئی
نواب کا انتقال کرنا۔
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانون سے کشتی مین سوار ہوا لکھوگڑہ مین آیا
اسکے امراض مین بہت تخفیف ہوگئی۔ میر مرتضیٰ بھی مع کل آدمیون اور اسباب کے اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت مین ساتھ ہوگئے
مگر پیش کش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف مین تھی اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہین انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہان ہاتھیون
کے انتظار مین ٹھیرنا مناسب نہین ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہین۔ تم یہان
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اُسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیون کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۸ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگڑہ مین چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مریو بدلی بھوکن ہمراہ لی۔
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش مین داخل ہوگئی تھی اور راجہ
اور ملک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی مین سوار ہوکر دامن کوہ کی
راہ سے صحرا و جنگل کی سیر کی کسی عہد مین لشکر شاہی یہان نہین آیا تھا۔ اس نواحی کے

آشامی ہتوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چارپایون کو سوا گھاس کے اور آدمیون کو
سوا پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور مہیب دواب یہان کثرت سے تھے
لکھوگر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار
ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تک حکیم الہ داد
اپنی تجویز سے کھایا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکردھج کی مان اور
پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکردھج کی مان نے لشکر شاہی کی خدمات کی تھین اسکو
دو شال و سہ پارچہ زرین اور ابریشمین انعام دیئے۔ پسر مکردھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز مادر راجہ دو مرید
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی مکنہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال اور خلعت دیا۔ پھر بھونچال آدھی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہ ہل چل پڑ گئی ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کر کے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی اوقات
بسر کرین۔ کچھ انمین صناع و محترفہ توپچی نوکری کے قابل تھے انکو علوفہ دار کیا اور بدلی پھوکن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون مین سے آٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا۔ رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اسنے
یہان فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۱۷ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بہری قولہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

کی آزادی اور غسل و کفن و رنجف اشرف اپنے بڑون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے وہان تشریف لیجائیے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان سنہ ۱۰۷۳ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی۔ وصیت کے موافق دفن ہوئی۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام تاریخ آشام رکھا ہے اسکے مقدمہ مین ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول مین کوچ بہار کی تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خون آشام سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اول سے آخر تک عمدۃ الملک میر محمد سعید اردستانی المخاطب بیار وفادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے۔ جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۳

جشن جلوس سال پنجم

غرہ شوال سنہ ۱۰۷۳ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔ ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کین تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنج ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرریہ ایک جاگیر
جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا
عید اور جلوس کے جشنون نے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا

رمضان کا مہینہ تھا لو بھی چلتی تھین دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو
روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی
عدالت و سلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کرکے مسجد غسلخانہ
(موتی مسجد) مین نماز و تراویح او نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھہ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو
بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی مین
گذر جاتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا
مگر طبیعت مین بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف
ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔
اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد
مین ہوادار مین جاکر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳ شوال سے ۱۷ ذیقعدہ
تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی۔ رمضان و علالت و صحت ۔

۱۶ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔
روشن آرا بیگم نے حرمکدہ مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک
کیا۔ بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے
صلہ مین دو لاکھہ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگہ و کنور رام سنگہ
کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ پینتالیسوان سال
شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے
دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا۔ ۱۲ شعبان کو
شہر و قلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لئے منزل منزل کو جشن قمری و صحت ۔

مع بیلدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیشکش مقرری بھیجا تھا جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے سترسال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی رائسنگھ تھا اُسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور مین نہ ہون۔ اُسنے سترسال سے مخالفت کی اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کرلیے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ سترسال کا جد مادری اور مدار المہام ریاست تھا۔ سترسال اور اسکی مان اور خواص نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خان حاکم جوناگڈھ کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لیے متعین ہوسکتے تھے سب جگہ سے اُٹھادیا اور بادشاہی آدمیون کو دار الضرب و بندر مرواریدسے جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کردیا۔ کچھ دنون بعد سترسال نے قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس آیا اور رائسنگھ کے جور و بیداد کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ سترسال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خان مذکور حکم کے آتے ہی آٹھ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل مین جوناگڈھ سے رائسنگھ کے دفع کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ رائسنگھ بھی جام سے چار کروہ پر اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لیے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لیے روانہ کیے۔ لڑائی شروع ہوئی رائسنگھ پاس توپخانہ زبردست تھا اسلیے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک تنہ دیا پر آن پہنچی ہی جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جاےگی۔ اسلیے کمک پہنچنے سے پہلے ۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائسنگھ خوب

قطب الدین خان فوجدار جوناگڈھ کا جام کا ملک فتح کرنا اور زمیندار رائسنگھ کا کشتہ ہونا۔

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام مین
تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہین اور سربازی کو سرمایہ مباہات و افتخار
سمجھتے ہین۔ رائسنگہ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماچی
اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگہ بہادر
ایک بیٹے وجیا اور اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھہ سو راجپوت کام مین آئی
اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے بادشاہی ایک سو
ستر آدمی مارے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحون کے
علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا مفرورون کے تعاقب مین لشکر روانہ
کیا اور لشکریون کو سکنہ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جماعت
گشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو
رائے سنگہ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائے سنگہ اور اسکے بیٹے بابنیہ ور سنگہ رام خالہ زادہ
وسا لگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا ایک دو ماہ بندوبست کے
لئے ان حدود مین توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماچی پسر رائسنگہ اور چبا ی اسکے بھائی نے
تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہین اور موضع بالا رین فتنہ انگیزی کر رہے ہین
خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ
دونو اس خبر کو سنکر کچیہ کی جانب گئے۔ محمد اُن سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ ان
دشمنون کے ایک سو سات آدمی اُس نے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا قطب الدین خان
یہان کا بندوبست کر کے جوناگڈھ مین گیا۔ بادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر
قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔
عمل صالح مین لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد
اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونو اسکا
حکم دیتی ہین اور جائز رکھتے ہین۔ اسلئے مرادبخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

عالمگیر مرادبخش کا قتل معقول ہونا۔

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو بادشاہ نے خواجہ پھول کے ہمراہ گوالیار
بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے۔ جب مدعی گوالیار
مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت
مرتبت اپنے عہود کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے
تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف
اس طرف ہو کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھیں تو اس قسم کے کم پایہ آدمیون
کا مواجہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو۔ آخر روز چہار شنبہ ۲۱ ربیع الاول
شنبہ کو دو نفر چیلون نے جا کر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنای
زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیر نامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق
محمد مراد بخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میری والد مرحوم مراد بخش کے
معتمد روشناس نوکرون مین تھے۔ اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا۔ وہ
پای قلعہ مین بیٹھے رہتے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر لیجائین
عالمگیر کی نوکری انہون نے نہین کی انکی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر
سے تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون۔ محمد مراد بخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی۔ جب گوالیار مین شہزادہ
گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اس کو
قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا الضعف اسکا ان مغلون کے طعام
پختہ مین خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیرانہ بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے۔
ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بلا کو وقت اشارہ
.... اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ
پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو
پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی اور گریہ سے

اس گریہ سے محصلوں اور حوالی کے نگہبانوں کو خبر ہوئی۔ مہتابی و مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو مین مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اس مدعی سلطنت کی نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا۔ ہواخواہون کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی باپ کو محمد مراد بخش نے مارا تھا (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) باپ کے خون کے دعوی کے لئے کھڑا کیا۔ بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا۔ دوسرے بیٹے نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور عدالت مین باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے ہان شرع کے موافق خون ثابت ہوا۔ ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲؁ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جاے اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ یہ ہوئی (ای واے بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی—

واقعات سال ششم ۱۰۷۳؁

بادشاہ ۲۵ رمضان ۱۰۷۳؁ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غرہ شوال کو جلوس سال ششم کا جشن کیا۔ کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہی۔ مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر قدسی کا ع به کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است
دوسرا شعر محمد قلی کا ع درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کس او را برد از راہ۔
لطف سے خالی نہین۔ ۲ ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا—

قبائل افغان نیازی مین ایک قوم سنبل ہے جو دریاے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہی۔ پہلے زمانہ مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا ان دنون مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا۔ دریاے نیلاب سے اتر کر انہون نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا۔ اور خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میر آتش کو انکی

انکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم اُسسے لڑ نہین سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصہ پاک ہوا۔ دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی غنیمت افواج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور خنجر خان کو یہان بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

تعین مقررات و خیرات

کشمیر مین راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا۔ اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا۔ اناسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجون کو ہر سال اسطرح عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب مین دس ہزار روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین کوئی خیرات مقرر نہین تھی۔ ان دنون مین بادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے۔ غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ انچاس ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے۔ ۱۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا سینتالیسوان سال شروع ہوا۔ فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعد کو انتقال کیا۔ اس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱ ذی قعد کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت اور جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم نجوم مین بہرہ تام رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھ کر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے تھے۔ بادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور مین اس نے اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا۔ ۱۳ ذی الحجہ کو عید گلابی تھی۔ بادشاہ وزیر کے الم سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز ایوان سے فاضل خان کا

برادرزادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عید الضحیٰ کو ڈل پر دونو طرف روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویریناگ گیا۔ موضع پانپور مین زعفران زار دیکھا۔ صفر کو پادشاہ کشمیر کی سیر کرکے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین نمبر ون مین بہت آدمی گر گر ہوکر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا۔ کہ بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہون کا آنا رائے صائب کے خلاف ہی۔ جشن وزن قمری آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا۔ صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے یہ سُنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لے آبرو اس پاس جمع ہوگئی اور گجرات کے کولیون کے گروہ جسکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش برپا کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے معاملات سے خبر نہ ہوا۔ لیکن مئی سنہ ۱۶۶۱ء مین کلیان و بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین آگئی تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اُسنے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار موروپنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر کو بنایا برسات مین موروپنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کرلیا اگر انکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہوگئین تو نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم دیا کہ وہ دہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے اُسنے اس حکم سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

سیواجی کے حالات اوائل عہد عالمگیر

اور ادھر ادھر جاکر پونہ مین آرام سے جا بیٹھا۔
عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی پون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُسنے
اپنے ماموں امیر الامراء شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے
شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمد نگر اور پیرگام
سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ مین اُسنے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے
لئے بھیجا اور خود جادو راے دیس مکھہ سندکھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام مین مقیم ہوا
کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا
سنگرڈھ مین چلا گیا شائستہ خانے پونہ پر قبضہ کیا اور بھُروج گھاٹ اور موضع سیواپور
پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعون کی تسخیر کے لئے بھی سپاہین روانہ
کین اسکے اور جنیر کے درمیان چاکن واقع تھا جسسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا
کہ یہ چھوٹی جگہہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہان فرنگاجی
سنہ ۱۶۴۶ سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح
سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اُسنے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا
پچپنوان دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اڑایا جسسے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا
رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسسے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اسکے
آگے ایک پشتہ لگی تھا۔ وہان حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی
آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نے سلامتی سے
قلعہ امیر الامراء کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خانے اِس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر
بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے
اپنے نام کو بٹا نہین لگایا۔ امیر الامراء نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی
سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔
لشکر شاہی مین سے چاکن کے محاصرہ مین نو سو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جن سے

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی۔ عالمگیر ان قلعون کی فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامراء کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھہ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر دو بارہ احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت کے لئے بھیجا گیا اس نے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامراء کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے کہ امیر الامراء نے ان قلعون اور معمور آبادیون پر لشکر کشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین آگئے تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کئے اسکے بعد قصبہ پونہ مین گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے لئے جابجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہو سکتا اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب و بیزار اس ہوا تھا کہ دشوار گذار پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا۔ ایکدن مرہٹون کی ایک جماعت جو پیادون مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کر کے کہ ایک تھانہ مین غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اُسکو پکڑے ہوئے اور اُس کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے سر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرون کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے لیجا کر شہر مین داخل کی۔ سب اُس محلہ اور مکان مین جو اُنہون نے اپنے مجمع کے لئے قرار

حملہ غنیم بدغا و فریب امیر الامراء پر

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئی۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔ روزون کے دن تھے سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔ باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا اُسکو ایسا سُلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کیطرف مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدائے اور کشتون کی غرش نے ایک مریض کو بیدار کیا جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب مین تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے اور دیگدانون کے درست کرنے کے لئے باورچی اُٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ سہیلیان پے ہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائین۔ امیر الامرا اسراسیمہ وار تیر و کمان و برچھی ہاتھ مین لیکر رخت خواب سے اُٹھا اس ضمن مین چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا حوض بیچ مین حائل تھا۔ امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اُسنے آن کر امیر الامراء کے تلوار لگائی۔ کہ دایان انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض مین تیر کر آئے۔ ایک کو امیر الامرا نے برچھی سے مارا اس آشوب مین لونڈیان شائستہ خان کو ہاتھون ہاتھ اُٹھا کر محفوظ جگہ مین لے گئین۔ مرہٹون کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار اُن کو ملا اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہین اور چند نفر اپنے نقارخانہ مین بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائین۔ نقارخانہ کی آواز ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہین سنتا تھا۔ انہونے دار و گیر کی آواز اور یاد بلند کی اور دروازون کو بند کر دیا۔ اس حالت مین ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیون کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سُنکر اور بابہ زینہ کا رسته بارد دیکھکر رسیون مین اپنے تئین لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامرا سے عمر و اعضا مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیر الامرا سمجھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامرا کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و اسباب کے تاراج مین نہین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے بعد صبح کو راجہ جسونت سنگہ کہ عمدہ نوکر تھا امیر الامرا پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامرا نے یہ کہا کہ مین نے تو یہ جانا تھا کہ تمہارا جہ کار و بار شاہی مین کام آ گئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامرا کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگہ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔

گرینل ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے امیر الامرا کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڑھ سے سر شام اپرل کے مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بنا کر پونہ کی راہون مین بٹھا دیا۔ یسبی جی گنگ تا نتاجی۔ بولوس رائے اور ۲۵ پیش یا دلی پیادے شہر مین داخل ہوئے خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بنا کے برات کے ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ کھلا شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی۔ سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر مین برات کے اندر داخل ہو گیا اور جب چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو لیکر جو خان کے محل کے سب داخل سے واقف تھے بورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک کھڑکی کو کچا تیغا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار عورتین بیدار ہوئین اور اُنہون نے جا کر امیر الامرا کو جگایا خان باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار ہوس کے لگی — جس سے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

[illegible]

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور اکثر اُسکے سپاہی مارے گئے۔
سیواجی اور اُسکے آدمیوں نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیوں کو لیکر سنگڑھ کی راہ لی جب وہ تین چار میل چلے تو انہوں نے مشعلیں روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی تعداد کی کثرت کے دھوکے میں آجائے اور جانے کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں اس طرح اپنے تئیں لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ میں داخل ہوئے۔
اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہیں کسی اور معرکہ کو نہیں بیان کرتے سیواجی کا سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۰۷۴ھ سنہ کا ہے۔
دوسرے روز صبح کو بادشاہ کے سواروں کا دستہ سنگڑھ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوارین چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکو نیتاجی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سوارون نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم ۱۰۷۴ھ سنہ

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔
سنہ جلوس میں بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب میں بادشاہ نے مصطفے خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس بھیجے گئے۔ محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بناکے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔
سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا کچھ اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اڑایا کرتا تھا اُسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور دھنڈا کے پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ میں بسائین اور چول میں پرتگیزوں سے لڑنے یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ میں ہندوستان کے دولتمند شہروں میں سے ایک تھا۔ بائی ہرجی نام ایک بڑا جاہوکی

سیواجی کا سورت کا لوٹنا۔

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا۔
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن مین اُسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا۔ جو آیندہ اُسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی۔ اگر ڈچ اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کے بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگ زیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔
شاہ جی کی ستاونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ ارنی اور پورٹو ۱۶۶۴ع
نووو اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اُسنے مفتوح
ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
نیتاجی پالکر برسات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔ پادشاہی جہاز
جو مکا کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو انمین بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریای شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اُسنے دزدی و رہزنی شروع کی
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اُسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لئے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و
بضاعت منگا کر اوسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا۔ سیواجی نے اگست
کے مہینے مین خود جاکر احمدنگر کی پیٹھ کو لوٹا اور حوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا
جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنالہ مین دو بڑے سپہ سالارون
کے ماتحت تھی صلح کو توڑ کر ملک کون کان کی فتح مین سخت کوشش کی، ورکئی مقامون
کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہہ
لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون ..
سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا۔ سیواجی نگڑھ
مین اس خیال سے آ گیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے جنکی طرف اس لشکر کا
بڑا زور تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آور نہین کریگا تو اوسنے اپنے کچھ
سوارون کو دریاے کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔
اوسنے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اوس کی
شہرت ہوئی تو اوسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز مین سوار ہوا
اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولتمند شہر باسی لور مین اترا اور گوکرن مین چار
ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہو کر آ گیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنی
دارالحکومت مین نہین ہے۔ اوسنے بیڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ مین ایک سمندر
مین لوجا کر نے گیا اوسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و
تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ
مار کرکے وہ اکتاراے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہو گیا اور شمال مغربی
ہوا نے اسکو بہت دنون تک مراجعت نہ کرنے دی اس سے اسکو یہ وہم ہوا کہ سمندر
مین ہندؤن کو سوار ہونا مذہبا منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر بھوانی کی کرودھ سے

آئی ہے اسلیئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اُسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو بادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلیئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو جو دہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اپنی یتول مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا (دہی یا پہاڑی چوہے سے کا ن کترواتی ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا بانیندہ تھا اسلیئے اُسنے اپنی سپاہ کثیر و دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہو کر اورنگزیب سے لڑ چکے تھے اسلیئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا۔ اسلیئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان بادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان بادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین ——

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۲۷ شوال کو وزن قمری ہوا اور عمر کا انچاسوان سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گذشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

مقرر ہوا تھا وہ ۵ر شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد مین شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
مین آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ر کو پونہ مین گیا۔ جہان مہاراجہ
جسونت سنگ مقیم تھا وہ پادشاہ کے حکم سے پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگہ نے یہان ٹھیر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ ہار درگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
ان حدود مین سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرے۔ اول راجہ نے قلعہ پورندھر اور
رودمال (رودرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ر رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے پہاڑ پر تھے موضع پونی مین تھانہ قائم کیا اور رایا اور جسونت رائے کو تین سو
سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کومکیون کو جابجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندھر و رودرمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہان نمودار ہوئی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز اور ستیز بافرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ مین پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ مین مشغول ہوا
دونو قلعون کے قلعہ نشین مجتمع ہو کر قلعہ داری کی شرط بجالائے اور توپ و بان اور آلات
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کرکے
کمرگاہ قلعہ مین پہنچے اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باری مین آگ لگادی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے مین اور گولے اور پتھر توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگہ بھی
مع اپنے بیٹے کیسر سنگہ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے درپے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا۔ اگر انکی تفصیل کی جاے تو تطویل ہو محصورون پر عرصہ تنگ ہوا۔ لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر سامنے سے توپ و تفنگ ارتے اور آتشباز حقے اسپر پڑتے تھے۔ مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا۔ جب ایکطرف کا برج باروت سے اڑا دیا تو بنائے
کوہ و قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا۔ قلعہ گیر بہادرون نے حملہ کیا۔ اور کوہ کے اوپر چڑھ آئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے اُنسے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دونو قلعون کے قلعہ دار دلیرخان سے ملاقی ہوے۔ اُسنے انکو خلعت دیا۔ دلیرخان نے دونو قلعدار
راجہ پاس بھیجدئے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعون کو پادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام سترہ سو فیٹ بلند نیچے کی سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائین جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین باجے پرو دیس پانڈے جو حوالدار تھا۔ اور بادلی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیرخان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائین لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر آنکر حملے کئے اور
مکرر نقب زنون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ مین مقیم ہو گئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین جاتے تھے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے اُنپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ ان مین سے
کونون مین چھپے۔ کچھ باہر جاکر اپنی پناہ گاہ مین گئے۔ اس وقت بادلی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلون پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیون کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھائے چلے جاتے ہین۔ جب اسنے اپنے آدمیون کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اُسنے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے پٹھانون کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑون کو للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ جھوین مرہٹون کی طرح فتحیابی سے مغرور ہوکر دلیر خان کے آدمیون کے قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی مادلیون کی تلوار سے جکرائے۔ مگر دلیر خان نے اُنکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بناکر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ اُنھون نے قلعہ بالا پر جاکر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہوکر پھر اُسے چھوڑ دیا۔ دلیر خان نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہین ہوسکتی تو اسنے جرگدہ (رودر مل؟) جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ مین تھا اور اسکے بڑے حصہ پر مشرف تھا۔ فتح کرلیا اور اس مین توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا۔ مگر مینہ برسنے لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہوگیا۔ لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اُسنے برابر آگ برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ جھوین ایسے تنگ ہوئی کہ اُنھون نے سیواجی کو اطلاع دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھیر سکتے۔ انھون نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی اُنکو یہ نہین لکھتا کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت مین کوشش کرین کہ اُنکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعون کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داود خان اور راجہ رائسنگہ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجے گئے سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششین ہوئین۔ پانچ مہینے تک لشکر شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرصت سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیوا پور مین جو سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور قلعہ کنڈانہ۔ وکنوار گڈھ مین اُسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا۔ مواشی بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹون کی ناگہان تاختون اور نمایان دستبردیون اور تاریک راتون

نشیب کھنچے تھون ہی اور سر راہ دشوار گذار راہون کے بند کرنے سے اور جنگلون کے جلانے سے جنمین درخت بہت پھیلے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپای بہت تلف ہوئے۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی لشکر شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھہ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور گنجانہ جس مین اسکے اور بھی قبیلے اور خویش رہتے تھے محاربہ محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور اُن کے بھاگنے کی راہ کو سب طرفون سے ایسا بند کیا کہ ہر چند انہون نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہان سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان مین لے جائین اور لشکر شاہی کو اُنکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ نہ کر سکے سیواجی نے سمجھا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا و ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال و قبیلہ و عیال اسکے پامال ہونگے اسلئے اُسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور عفو تقصیرات اور بعض باقی ماندہ قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اُسکے آئے۔ انہون نے شدید قسمین کھائین اور نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جائے اور اطاعت و نوکری اس درگاہ کی اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جائے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اُسکے استقبال کے لئے بھیجا اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہین۔ اور اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالیگا اور فدویت کا غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سر افگندہ ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے کہ اپنے مکان مین جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سر انجام جنگ مین مصروف ہو۔ اس

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اُسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیواجی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا سیواجی نے خجالت کے ساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق دلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپ کی
رائے ہو وہی برائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کوکن کے ساتھ بندہائے پادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہائے جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے بادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہائے مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہ کر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
بادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقۂ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سے سپاہ کے
اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آگئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجا سکے سرکار مین ضبط ہوئی اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کئے اور اُسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا سیواجی نے پختہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھ کر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمر بستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ
کے پاس لے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔
سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ سے پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور بتقدیم
آداب مین کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خط بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔
بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا قبیل و قال عذر امیر کے
قلعون کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل پینتیس قلعون مین جنپر اسکا تصرف تھا ۲۳
قلعون کی کنجیان جو سابق و حال مین مفتوح ہو گئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن
(چالیس لاکھ روپیہ کے بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم محاصل اپنے
آدمیون کے تصرف مین رکھے اسکا آٹھ برس کا بیٹا سنبھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے
عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین وانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود
سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو
اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو
خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو
پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔
کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات
جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم آگے لکھتے ہین۔
جب جینگیہ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل سے رائے گڈھ مین آیا اور اُسنے اول دفعہ
اپنے تمام ارکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکات
کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے گو اُسکو معزول کرنا مصلحت
ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیپٹن نقل کرتا ہے کہ
(نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے)
دشمن کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اُسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی کی اور

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین۔ اُسنے دشمن کی سپاہ کہی کو کئی دفعہ دانشمندی سے ہزیمت دی راجہ جیسنگھ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو ان باتون سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگھ پاس اپنے پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلیئے وہ اپنے لشکر کی تیاری مین تساہل نہین کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت کیجیے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجے۔ اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنت اور نیائے شاستری کو جے سنگھ پاس بھیجا جسنے انکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور سیواجی کی عرضون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ پنت نے راجہ کو یہ یقین دلادیا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہے۔ جیسنگھ نے کہا کہ سیواجی راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین معاف کریگا بلکہ اسپر عنایت کریگا۔ جب مصالحت کی یہ گفتگو ہورہی تھی تو سیواجی راے گڈھ سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی۔ یہ معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہر اسطرح جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی سنہ ۱۶۶۵ء مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ پہاڑ سے اُترا اور سید معا راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی راجہ ظاہر کیا۔ راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لیئے بھیجا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے لیئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجا کر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا۔ رگھوناتھ پنت سے جو باتین کہلا بھجوائی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار کی باتین بنائین۔ راجہ نے اُسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لیئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا۔ اور

مصالحت مین وہ رازدار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جب تک مین پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مار لونگا۔ مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی۔ سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہی کہ جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ مین بادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ ہو کر ان شرائط پر صلح ہو گئی بشرطیکہ بادشاہ انکو منظور کرے جے سنگہ اس کا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امن نہین جانتا تھا۔ اوّل دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک بادشاہی تسخیر کئے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۳۲ قلعے جو ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کئے تھے۔ یا خود بنائے تھے ان مین سے بیس جے سنگہ کو حوالہ کئے جنمین پورندھر اور سنگھ گڑھ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳) رائے ری (رائے گڈھ) (۴) کنگاہ (۵) مہر گڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوسالہ (۸) ایسواری (۹) بالی (۱۰) بھوریپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان سب قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہُن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین بادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ممالک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا ادعا کرتا تھا اور بادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس یعنی دسواں حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودرمال (رودر محل) (۳) گندانہ (۴) کھنڈا کلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷) بتکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) نار درگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ (۱۳) پلس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈ (۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساگر گڈھ (۲۰) ذوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲) سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگھ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص و شمشیر خاصہ و جاہ منصب سے سرافراز کیا۔ اور اور امراکو۔ ۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا۔

شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کرور روپیہ پیشکش ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ و شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیش کش کے بھیجنے مین تعلل اور تاخیر کی اور اوقات لیت و لعل و لطائف الحیل و معذرتون مین گذاری۔ جب فرمان شاہی ادای پیش کش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے

جب سیواجی نے اسپر غلبہ و استیلا پایا اور اُسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قریب و جوار تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہون پادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور اپنی قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اُسکے شر سے محفوظ ہو گیا لشکر شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امتداد ہوا۔ اور کچھ گلجھڑیان اُس مین پڑ گئین۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو پادشاہ نے عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے عادل خان نے پادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حدود مین کچھ لشکر تعین کیا جسسے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ پادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا۔ وہ یہی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل رہی۔ اسلئے اُس نے اپنی مصلحت کار کے لیئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ و پیام و عہود و مواثیق شروع کیئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کیئے نقود اور اور مایحتاج بھیجے اور قطب الملک والی گولکندہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود انکے کام کے پادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔ پادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اُسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجدیا کہ آپ سیواجی کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا بندوبست کر کے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے پیچھے

جا کر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان خواب غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگہ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی چہل و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنی سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل مین خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد نائطہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب تحمل و قرار کے لئے راجہ جیسنگہ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا نو آمدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بجسب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگہ نے جب بادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اُسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور مین آیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمدنگر کی راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اُسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت ولدن منجملہ سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خان حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین مانے

تو اُسپر چڑھائی کرے اور اُسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید زیر فرمان دلدن نمخیل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے اس فرمان کو سنکر اوّل تو فاسد فکر کیے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام کے حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔ پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کیے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقشہ اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیہ تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال رسوخیت و عبودیت ظاہر کر کے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شائستہ کی سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت و کار کے قابل نہین اور انسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوا بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔ چار پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پاؤ اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا اسقدر کم ہے کہ اور صوبونکے ایک بڑے پرگنے کے حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان لا منفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی پادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معز الدین ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہجہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا ہے

ولایت رخنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھ کر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے انکے رہنے والون اور رعایا کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پر جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

تبت کا بیان۔ فتح چاٹگام ملحقہ ولایت رخنگ

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کر دیے گئے تھے-
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روبرو آپ پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہی اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود نہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا و رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے- اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کرکے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے- چنانچہ ایکدفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کرکے بہت آدمیون کو قید کرکے لے گئے تھے- جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آگیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ دار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانہ بٹھائے کہ ولایت بادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہو جائے- اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہی- اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہو جائیگی
سپہ دار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوا- تھانہ سنگرام گڈھ و پہلوہ و چاندپہ سے
پیچ دریاء شور کے متصل تھانہ نواکھالی تھا- وہان سے چاٹگام قریب تھا- ملک بادشاہی
مین مگھ کا نوارہ اسکے قریب ہو کر آتا تھا- اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے پہلے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادون کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجا تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھ کا گذرگاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق اندازون و تیر اندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا- اور چھوٹی بڑی بیس توپین بھیجدین اور محمد بیگ اباکش و ابو الحسن کو

نواره دیا که وه باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے
عالمگیر نگر تک ۱۲ کروه کا فاصله ہے اسپر آل بنائی که برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو سکے
اور کومک اور آذوقه کی راه نه بند ہو سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وه بظاہر تو بادشاه
کی اطاعت کرتا تھا اور در پرده اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا
اسکو ابوالحسن نے لکھا که وه روے آب پر نواره کی سیر مین متفق ہو جائے۔ اُس نے وعده کیا کرین
نواکھالی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب اُسنے وعده پورا انہین کیا تو وه خود سوندیپ کا
عازم ہوا۔ جب وه اس سرزمین مین نه آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابوالحسن نے اس کو مغلوب
کیا تو وه اس جزیره کے قلعه مین محصور ہوا لشکر شاہی نے قلعه کو جبراً و قہراً لے لیا تو وه
جنگل مین جا کے چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کرکے سات آٹھ ہزار آدمیون کی
جمعیت کے ساتھ ابوالحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے
آدمی شاہی ضائع ہوئے اس اثنا مین خبر آئی که رخنگ کا نواره آیا ہے۔ ابوالحسن پاس اتنے آدمی نه تھے که وه اس
نواره سے لڑنے کو جاتا اور جزیره کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اس لیئے وه سب اپنے آدمیون اور نواره
کو لیکر لڑنے کے لئے آیا رخنگ کی سپاه نے جنگ مین مصلحت نه دیکھی وه اپنی نواره کو ایک طرف
لے گئی۔ ابوالحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نواکھالی مین آ گیا۔ جب امیرالامرا کو اسکی خبر ہوئی تو
اسنے ابن حسین داروغه نواره اور اور امرا منصبدارون کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانه
کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابوالحسن کی کمک کے لئے بھیجے اواسط جمادی الآخر
مین ابوالحسن نے جا کر جزیره سوندیپ کو فتح کر لیا۔ اور دریا کے کناره پر جو قلعے مخالفون نے
بنائے تھے۔ اُنپر قبضه کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہو کر
دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناه گاه مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی
طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر
کیا اور باونسے آدمی اسکے مرد و زن مع زمیندار کے ساتھ امیرالامراء پاس بھیجدیئے
جزیره کی حراست عبدالکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کر دیئے چاٹ گام کی فتح کے لئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات
ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو
خطوط و عدون کے لکھے گئے اور اُن فرنگیون کو دیئے گئے جو ولایت بنگالہ مین
رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔
اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑ گئے جسکو زمیندار
رخنگ نے سوندیپ لینے کے لئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ
پاس بھیجدیا۔ اسلئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہوگیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ
اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع
ہوگئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت و محاربہ پر تیار ہوگئے اور انکی کشتیون کو
جلا کر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین بادشاہی ملازمت کے
لئے آگئے۔ ۱۲ر جمادی الآخرہ کو پچاس جلبیہ فرنگی کہ توپ و تفنگ اور تمام آلات جنگ
سے پُر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھا نہ نواکھالی مین داخل ہوا۔
فرہاد خان تھانہ دار بھلوہ نے انکے چند سردار امیر الامراء پاس بھجوائے باقی کو اپنے
پاس رکھا۔ امیر الامراء نے انکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے
تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامراء نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنی تابعین
اور چند امراء منصبدارون کو اس مہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ر ماہ مذکور کو
رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹ گام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین
شریک کیا گیا اور کمال لشکر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہوکر بادشاہ کی اطاعت
مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہوکر اس مہم مین شریک ہوا
یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۲ر رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔
دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مور تھا
خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا مگر چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بھائی تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو پچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ ایکسو چھتیس کشتیاں اور ایک ہزار چھبیس توپیں چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور مصالح مع تین ہاتھیوں کے سرکار شاہی میں ضبط ہوا سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا جس سرزمین میں کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہیں چمکا تھا آمین اذان دی گئی۔ بزرگ امید خان نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی میں بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس ۱۰۷۶

بادشاہ نے شروع جشن میں نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہزادون و بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج و دکنیوں سے لڑائیان

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بتفصیل یکجا لکھتے ہیں۔

جب راجہ جی سنگہ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو۔ ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگہ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول میں رہی سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست چپ میں متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائسنگہ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگہ کو التمش کی اور فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائین بائین طرف دور دور قراولی کرتے ہین دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سردارون مین تھا اپنے آقا سے جُدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور کے فرمان روا اور باشندون کے ملک و جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ پادشاہ کو جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اُسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر کی جانب یمین بین طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا کہ بیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے ۲۰ رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر قلعہ پلیٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے مارو جی اور پہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ رکو دریاء نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ پلیٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل بہدیھ (منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جنوبی پر تھا۔ اور سیواجی نے راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ تاتھورن (تاٹ توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ پلیٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے فرستادون نے اُسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز اپنی صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طے کی تھین کہ خبر آئی قلعہ کیاون کہ جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے تین سو بندوقچیون کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ رکو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی قلعہ منگل بیدھ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنے تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ راجہ اودت سنگ بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نرا پرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ آہنین اور دس ہنورک اور تین سو بان اُس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر کرکے بندوبست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعلاقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کیے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اثنا سفر مین دشمنون کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اُس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و قباد خان و گیرت سنگہ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لیے بھیجا تو غنیم اُس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر جیت بنا۔ افواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی جگہ خالی پائی۔ جب وہ اُسکے سُراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابو المحمد نبیرہ پلیر بیجاپور و خواص خان و جادون رائے کلیانی و انکوی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگہ و گیرت سنگہ اپنا لشکر لیکر دوڑے لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کے موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہو گئے ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔ ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب زد و خورد ہوئی۔ دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک ہوا۔ اور بندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ و ہتیار بہت کشتون سے لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔ اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اُسنے دشمنون کو متفرق و پراگندہ کردیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی۔ لشکر شاہی نے چھ کروہ مسافت طے کی تھی اس لیے تعاقب

مین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی۔ جب غنیمون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑکر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوئے اور شوخی کرکے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اس کے
بعد آنکھ شوخی کرنے لگتے۔ سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کرکے ترددات شائستہ کئے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا۔ قطب الدین خان
و کیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین اُدیت سنگھ قلعہ دار
منگل بیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجون نے جو قریب چھ ہزار
تھین مع قصبہ منگل بیدھ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جیسنگھ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط اور پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلے جانا مگر اس نے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر مارے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبردارون نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود بیگ و علی دانشمندی
کو بیرم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اُس نے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بحچتر و شرزہ مہدوی و نبیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آرہے ہین۔ ایک فوج جانکے اور پیچھے ہی۔ جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
ہین کو اور دوسرا فریق بسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سب طرف سرداروں کو لڑنے کے لئے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئی جب
کارزار کے پیش رو انکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز انپر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی بہوا آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخر کار دکنی فرار ہوئے۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگھ ہراول
تھا اسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم عرصہ
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرہ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تام دیا سوا مقرری آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوؤن باولیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا۔ غرض لشکر شاہی کو جو کچھ
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا اور اپنے سب سرداروں اور افواج کو باہر بھیجکر لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی مسعود
وغیرہ اور چند اور اسکے لشکر کے سردار ولایت بادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جائے اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کو

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک مرتبہ عقب مین خبرداری
اور کہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل کہی کی خبرداری کے لئے
جاتی تھین ایک دن جادون رائے اور اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جا کے گئے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان راسنگھ
اسطرف دوڑ گئے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے۔ جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت بابا جی بھوسلہ اور شترزہ
راؤ اور اور دکنیون کے جو راجہ رائسنگہ کے داہنے طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جلینگہ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان و داؤد خان کو و کہیت
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادہ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر کھڑا خبر کا
انتظار کر رہا تھا نامبردہ ہاے مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دے کر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر نہ تھا۔
اسلئے وہ توپ خانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا ور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تاخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن اور باولیون کو خاک سے بھرا اس نواحی مین
کوئی اثر آب و آبادانی کا نہین چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و اذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیر اندیش دولتخواہون نے صلاح دولت و مقتضاے مصلحت
یہ چاہا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجیے جسنے ملک شاہی مین آنکر فساد مچا رکھا تھا
نہم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ سنگل بدھ کی طرف کوچ بر کوچ کیا

۱۵ ارکو دریاء بھیوں کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ جب صاحب اترہ گاہ مین پہنچا تو وہ
بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب مین آتا تھا وہ یمین و
یسار مین نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسرے فریق نے داؤد خان
کی طرف اور ایک قشون نے راجہ سبحان سنگھ سے مقابلہ کیا۔ سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے
ہزیمت اٹھائی۔ اکثر اوقات دشمن فرصت مین اہل کہی پر دست اندازی کرتے تھے۔
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنون مین راجہ جیسنگہ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف
تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہوکر کچھ اسطرف مشغول ہون۔ اور اگر ہوسکے تو قلعہ کو مسخر کرے
یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار جو ملک شاہی مین داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور
ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہین پرنیدہ کی جانب سے مخبرون نے خبر دی کہ سکندر برادر فتح جنگ خان
وہان سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے جاکر وہ نیچے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی
اور افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیغام دیا کہ ہمسے ملاقی ہو اسنے بمقتضاء صدق عبودیت
ورسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ
کارزار ہے۔ دشمن کے چھہ ہزار سوارون نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور
ساٹھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا وسکو
دشمنون نے میدان جنگ سے اٹھاکر شولاپور بھیجدیا۔ راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لیے چندروز
قیام کیا۔ دیانت رائے کہ عادلخان کے معتمدون مین تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس
پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو
دیئے۔ عبد العزیز خان بخاری کو منگل بیدھہ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور راؤ دت سنگھ
قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی مین تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ
سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان وہ
قیام کرے اور وہان احمال و اثقال کی تخفیف کرکے سبکبار ہو۔ اور ولایت بیجاپور کو
دوبارہ جاے۔ ۲۴ ار کو دریا سے پار سفر کیا۔ معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جا کر اواخر شب مین اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سر لشکر نیتاجی جدا ہو کر مخالفون سے جا ملا ۲۶ ر کو لشکر شاہی موضع لوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیر خان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خان کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیر خان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ کو فوج التمش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیر خان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیر خان کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیر خان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی دلیر خان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین ہرناتھ کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے دکینون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نوے آدمی پادشاہی لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی ہوئے اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہبازہ خان سرداران فوج زخمی ہوئے لشکر شاہی تین منزلین طے کر کے غرہ شعبان کو قلعہ پرینڈہ سے آٹھ کروہ پر آیا اور بمقتضائے مصلحت یہان چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان سے متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے اب اپنے خواجہ سرا انیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا مین سے تھا۔ شاہ عباس نے شراب کے عالم بےخبری مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چھہ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود دلیرخان پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سردارون مین سے سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مرگیا اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگہ بھدوریہ کا نوشتہ قلعہ منگل بیدھہ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلئے راجہ نے داؤد خان اور راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان کو لکھا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین وارکو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑدیا اور وہان سے چلے آئے۔ ظفرآباد و کلیانی و اوسہ وادگیر کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نیرہ بہلول نے ملک بادشاہی مین آنکر ہلچل ڈال رکھی۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہوکر دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرنیدہ سے کوچ کیا۔ دھاراسیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ و تادیب کرین ماروجی یسونت راے قلعہ پھلتن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضاے مصلحت پھلتن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر مین دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور یسونت راے کو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہوگی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان و زبار و جی اگھو دانستہ جان اسکے نیچے توپ خانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ اسمین ایک سو سپاہی اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور مین لشکر شاہی آیا۔ یہان آکر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیون نے ۲۸ شعبان کو قلعہ کلیانی کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے۔ بہت آدمیون کو مجروح کیا نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفر آباد کی طرف چلا گیا ۱۰ کو راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسری روز قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہان پہلے سے بیتناراؤ کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کر کے قلعہ اور قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا گیا۔ ۱۲ کو نیلنگہ مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجاپوری یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا راجہ جیسنگہ نے بمقتضائے مصلحت و کار آگہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے بادشاہ پاس روانہ ہوا۔ جسکا مفصل حال آگے پڑھو گے۔

نیلنگہ سے آگے دو کروہ پر اہل کہی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ معہ دونی دتاجی کو گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید ریحان و بسونت رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو
گیا اُسنے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانوں کو زمین میں
دابا۔ اور ہندوؤں کو جلایا۔ راجہ رائسنگھ بھی کمک کو گیا۔ دشمنوں نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو
لشکر نیلنگہ سے اوسہ کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کئے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ
مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار بہیرہ بہلول تھا خبر آئی
کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجیں
داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئیں راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کو کمک کے
لیے بھیجا اُسنے جاکر مخالفوں کو متفرق کردیا اور آگے بڑھا۔ لشکر میں داؤد خان و
قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا۔ اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی
اور بہت دشمنوں کو مارا۔ جب دشمنوں کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی
سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنوں کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔
راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ میں آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔ ان
سب طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جراءت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اور پالکی
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی میں پہنچنے دیتے تھے۔ لشکر شاہی نے انکو سب جانبوں میں ہرایا
اور بھگایا۔ اور سب فوجیں فتح پاکر اپنے لشکر گاہ میں آتی تھیں۔ اس فتح میں دو سو
سپاہیوں نے نقد جان کھویا اور چار سو پینسٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ اور اُسسے دوچند آدمی
لشکر مخالف میں مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب بہ شرزہ خان جو
اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری میں ماہر تھا گولی اور تیر سے
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا کہتے ہیں کہ اس آویزش میں گول کنڈہ اور
بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو . . . . .
آب نیرا کی اس طرف دشمنوں کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ
آدمیوں اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان نے دشمن کے

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول وانکوجی بھوسلہ و نایکجی کھوا پرہ اور
بیجاپوری مرہٹے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئے۔
اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت
جنگ ہوئی دشمنوں کا مقابلہ سے مُنہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے
دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کرکی دشمنوں کو بھگایا اور سات کوس تک
تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور
اور ہتیاروں سے لدے ہوئے پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے۔ ایسی ہی قطب الدین خان
اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے فوجین
اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے۔ اور
ہزار آدمیوں کے قریب زخمی ہوئے لشکر شاہی مین سے ایک سو تیتیس آدمیوں کی جان گئی
سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارہ
پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے
تھے۔ اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے
ہین۔ جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور بادرفتار گھوڑون کی پائے
مردمی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑے
ہو جاتے ہین۔ لشکر شاہی بسبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین
مسافت بعید نہین طے کر سکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کرکے
دشمنوں سے لڑیئے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کریئے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سرداروں کو حکم دیا کہ
وہ بھی اسی طرح سبکبار ہوں اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد (دھارور) مین بھیجدین
بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار پانسو آدمیوں کی
ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہی۔ ساڑھے پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سہرجی مین آئی جو اعمال پرنیدہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز دریاے بھیونرہ مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے تین کروہ پر جمع ہوئی ہین۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین مقیم رہی کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج کو حیدرآباد بلا لیا۔ لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ پیکار سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب باروت کے جمع کرنے کے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہیے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار تیرون کے پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان پیہون سے جان سے عاجز ہوئے دونو طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کر کے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین سپاہ لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب ورلوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے چلاجاے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلیئے وہان کب باروت منگالیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگالیا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون کو ڈھوادیا۔ راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگزیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے مین طی کر کے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین۔ کیا کیا سردارون کے سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ وزغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دو سو نام ونشان والے آدمی زیر تیغ وہدف تیر وگولہ وتوپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز تک لشکر پر خواب وخور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوا اس کشت وخون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیوا جی کا دہلی مین جانا اور بھاگ آنا۔

سیوا جی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم مین سیوا جی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ اسکے پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے وعدے کیے اور لکھا کہ دلی مین آو۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جےسنگہ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیوا جی کے دل مین دلی جانے کی خواہش پیدا کر دی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لیئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے سیوا جی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارا کین راے گڈھ مین آتے ہین۔ اتنے عرصہ مین کہ یہ سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دار الحکومت مین چلا آیا اسنے مورو ترمل پنگلی

اور آتا می سونو دیو اور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیئے سوا اسکی
مملکت کو بہت وسعت ہوگئی تھی۔ کونکان مین چول تک ٹونڈا کے قریب اور مہتا گھاٹ
مین دریا ہنیرا سے رنگنا تک پھیلتی تھی سیوا جی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور مارچ ۱۶۶۶ ؁ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لئے جب وہ
دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سے
سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیوا جی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اسنے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھہ ہزار روپئے
کل ہتیس ہزار روپئے کی نذر گذرانی۔ بادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصبداروں
کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے بادشاہ
کی جن مہربانیون کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اُسنے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اسسے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا
کئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ مین
چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ پھنسے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کے ساتھ بحال ہوا اور کنور رام سنگہ سے مخاطب ہوا
اور شکوون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند
کنور رام سنگہ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بادشاہ سے داب آداب کے خلاف
اسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ
عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگہ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس
اسکے اُترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جینسنگھ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی
عمل مین آئے۔ حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ
مجرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف
منزل گاہ پر چوکی بٹھا دے۔ راجہ جینسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت
حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُنسے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ
اسکے باب مین جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صواب دید اور اسکی ملتمس کے
موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیوا جی نے بادشاہ
کی بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی
ادھیڑبن مین تھا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن۔ اُسنے امراء اور کنور رام سنگہ سے
رفق و مدارا پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر اُلقیام کو استحکام دیا اور
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال مین بادشاہ کے فرمان کے جواب مین راجہ
جینسنگہ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیوا جی سے عہد و پیمان کئے ہین اور مین ابھی تک
اس مہم مین مشغول ہون۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو
مین بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال مین سرافراز
اور بادشاہی اصلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب ہی
ہے۔ اُسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف
نہین کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس
عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اُس کی منزل گاہ سے پہرے
اٹھا دے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے
اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر وضع کر کے
بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ مین لکھا ہے باقی
اور دل لگی کی داستانین گھڑی گئی ہین کہ اس نے اپنے کامون کی خجالت و ندامت کو

ظاہر کیا۔ آخر کو عارضہ سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جبکہ
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ وید کو ن سے مرض دق و سل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین زار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکماء و ارباب طب و رفقاء کو انعام اور برہمنون کو پن دیئے
غلہ خام و نقد ہندو و مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انمین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجا۔
جہان اُسنے اپنی بھاگنے کی جاے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے رہوائے
اس بہانہ سے بھیجدیئے کہ وہ برہمنون کو پُن کیئے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہم دم محرم رفیق بھی بھیجدیئے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع سونے
کے کڑے کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد بار بار کپڑی کی یک لائی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دونو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انمین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر ۱۰۷۶ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا اور جہان
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اُسنے داڑھی مونچھین منڈوائین
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے رازدار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیدار بیٹھے ہوئے ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پلنگ کے نیچے دکھائی
دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیواجی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے مار ڈالئے
آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیواجی بھاگ گیا پادشاہ نے جانا کہ رام سنگھ کی
سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کر دیا اور
حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز برداران صوبہ داروں کے نام احکام
لے جائیں کہ جہاں سیوا اگر تیرہ یا ملے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ
جے سنگھ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ
پہلے اس سے کہ سیواجی کے بھاگنے کی خبر پھیلے نیتاجی پالکر کو مقید کر کے حضور میں بھیجدے اور
پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو میں مشغول ہو اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت
فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ
تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے۔ سیواجی بنارس کی
سمت میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تلک یا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار
رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب مرہٹوں کی کتابوں سے سیواجی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے
ہیں کہ جب سیواجی کو معلوم ہوا کہ پادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا
سٹ پٹایا اور کچھ توقف کر کے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے
کے لئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں
دہلی ان سپنوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں ملتے
گئیں شرائط حضور نے لکھ دیں میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب بھی میں
لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لئے مدد
کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے اپنی
جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ او

نہ اور اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین ساز گار ہے - اورنگ زیب نے ٹالم ٹولے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دے
اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو سیواجی اب شکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی - بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی - کیونکہ سیواجی کی جمعیت
گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہو گیا -
سیانون کو دور کی سوجھا کرتی ہے سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہو گیا - رام سنگہ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کئے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین دیا رہ بنایا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تئین بیمار بنایا - ویدکون سے اپنا علاج کرایا - اول اپنے تئین سخت بیمار مشہور
کیا - پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو پن دان دینا شروع کیا - ان
ویدکون کو انعام دیا - بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے - ان کو مٹھائی
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشناؤن کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنے شروع کئے اول اول پہرہ کے سپاہیون نے
نوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی - جان لیا کہ ان مین مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹاری مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان ٹوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ
پہنچایا - پھر دہلی کی نواح مین اسجگہ وہ آیا - جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دوسرے دن متھرا پہنچا جہان بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتا جی بالو سرائے انتظار کر رہے تھے۔ اُنہون نے اُسکے لئے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موروترمل پنیاگ جی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہان رہا۔ پھر دکن مین پہنچا دیا گیا۔ سیواجی گسائین کے بھیس مین بہت پرستش گاہون
مین جاترے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد
دسمبر ۱۶۶۶ء مین رائے گڈھ مین آیا۔

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سُنیے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا
ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان لکھا
اور اسکی فہم وفراست وسخاوت وشجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگہ بھی اُسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلیئے سیواجی بھی مطمئن
ہوکر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اسوقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب سے
سیواجی یہ دیکھ کر کہ ہر سمت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتے ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے کا محل مین بیگمات کو بہت رنج وافسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کوہی نے جب اورنگ زیب کی شان وشوکت
دیکھی تو اسکے ہوش اُڑگئے اور بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ ٹوکرون پاپٹارون کی باتین مرہٹون نے جن کی
عادت ہے تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہو لکھی ہین۔

اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

جو اسکے قدموں تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر نے یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان میں کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی کے ساتھ سیواجی کی برابر کرسکے اسلئے یہ سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب میں دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان وشکوہ کی نمود کے لئے اسکو پنجہزاری منصبداروں مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام نہ بنایا جسسے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام کیئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکہ اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کیئے اور آئین مخالفت وودادا اور قانون یکجہتی واتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین۔ بعض اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت بادشاہی کی سرحد مین لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال بعد تربیت خان فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب انجام دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ بادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا تھا۔ اب ملک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ حال تفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کیئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے اونکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

شاہ ایران کی بے لطفی اور محمد معظم کو کابل جانے کے لئے تعین کرنا۔

حسب الحکم

اعتماد خان کا کشتہ ہونا۔

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے مرض میں مبتلا ہوا اور چند روز میں مر گیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا لطف اُٹھتا۔ ابُروت و فتوت کا اقتضا نہیں ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور اُلٹا حضور میں خافی لکھتا ہے کہ عبد القوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے اُسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت میں اسکو سامنے بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین و راستی و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جا کر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ میں فقیر ہوں تو اعتماد خان نے اسیرا و تنبیہ کی فقیر نے کہا کہ میں اصل حال آپ کے کان میں کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے کان میں بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لیکر اعتماد خان کو ایسی ماری کہ اُسنے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکروں نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے ان ایام میں چند بے سروپا مغلوں کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کرکے بادشاہ پاس بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کیلئے مامور کیا اعتماد خان نے ان ترکمانوں میں سے ایک سپاہی وضع کو بے بند و زنجیر کے خلوت میں اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہاں باہر گیا اور ایک خادم پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لیکر آیا اور خان مذکور کے ایک ضرب ایسی لگائی کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اُسکے پاس کے آدمیوں نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا دیے۔

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگہ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اُسکی حراست کے لئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جیکا آگے بیان ہوگا۔

زمیندار چانده و دیوگڈھ پر دلیرخان کی لشکرکشی اور پیش کش کا وصول کرنا۔

پادشاہ نے دلیرخان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کوکیون سمیت دریاے نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ ابھی ملار زمیندار چانده کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد زندولہ خان و راجہ سجان سنگہ و راؤ بہادر و قادر داؤد خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کے ساتھ بہادر و ملک چانده کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چانده کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اُسنے اپنے مدارالمہام ناکیا کو دلیرخان پاس بھیجکر اُسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیرخان نے اُسکو فضل و کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے مدھکر کے موضع ماندورہ سرحد چانده پر دلیرخان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیرخان کے آگے پیش کیے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپئے چند شتر و فیل و عرابہ پر لادکر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کئے۔ دلیرخان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس اشیاء مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ اور ہاتھیون کا سامان کرکے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپئے دلیرخان کو جو اصلاح کار کا

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپئے پیشکش
مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ مانک درگ کو جو اس ریاست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو
پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کر دیگا۔
اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کر دیگا۔ دلیر خان نے ان سب باتون کی
منظوری بادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خان نے
بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلا کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین۔ محمد لطیف کو
قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اُسنے جاکر تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر
کیا۔ آمین جا بجا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور پچاس آہنی تو پین ورام جنگی اور بہت سی
بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔
دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالجی ملا راؤ علیل مریض تھا اسکی
ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے ورعایا بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے۔ دلیر خان
نے اسکو چھوڑ دیا اور اُسے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ
لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین مچلکہ لکھایا اور باقی تیس لاکھ روپیہ بتدریج
تین سال مین ادا کریگا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے
جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چانده سے متصل تھا اسکی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش
وصول کی۔ راجہ جینگہ بیمار ہو کر مر گیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم
فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جاوے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان نے
دونو زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادر داد خان کو مقرر کیا۔
خود اورنگ آباد روانہ ہوا

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۸ھ

بادشاہ کے جلوس سالی دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے ایا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیوا جی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کرکے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو منصب سہ ہزاری دوہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و ختا کی ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگہ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا۔ ۱۲ شوال ۱۰۷۸ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگہ و راجہ رائسنگہ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگہ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جس وقت اورنگ آباد مین شہزادہ آئے اس وقت وہان سے روانہ ہوکر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہوکر مرگیا۔

شاہزادہ محمد معظم کا دکن بھیجا۔

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قراباغ تھے بعض سببون سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہوئین اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروائے کابل تھا وہ کابل مین آئین مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور مین چلی گئین یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول انکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کافر نعمتی کرکے قوم سلطانی کو اڑاکر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کرلیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھادیا۔ انہین سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرزبوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو دشوار سمجھتے ہین۔ غرض اب سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی ان جبال و دیار

قوم یوسف زئی کی سوء حال دریائے نیلاب تک شورش انگیزی اور انکی تنبیہ و تادیب۔

بستی ہین دزدی اور رہ زنی کرتی ہین بعگاہ انکا سواد اور بجور ہے لور پہاڑ سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور عرض بعض جگھہ بیس کروہ اور بعض جگھہ پندرہ کروہ ہے۔ خوش مرغزار و ضد و گلشن پاکیزہ جنگل آن پاس ہین سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر نوشہرہ مین بہتا ہے اور چوتھی جانب مین کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان زین خان کوکلتاش و بیربل و حکیم ابو الفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامہ اکبری مین مفصل لکھا گیا ہے۔ غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر نہین نکالتی تھین اگرچہ وہ خود سر تھین باجگذار نہ تھین لیکن وہ اپنی حدود سے باہر قدم نہین رکھتی تھین ان دنون مین انکے سردار بہاکو نے فساد اٹھایا اور اس قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ خوشاب کے ملانون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا۔۔۔ بہاکو کی صلاح دید سے پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑہ گئے یہ قلعہ حدود پکھلی مین تھا جس کے مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا۔ غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون نے لے لیا۔ اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی لنغاغنہ یوسف زئی کے ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا۔ جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ کی تادیب مین مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے۔ کامل خان نے شمشیر خان کے ملنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھرو

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس سے کامل خان نے مدد طلب کی تھی امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان گکھر و راجہ راسنگھ بھدوریہ ۱۴ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی بھی دریائے نیلاب سے اس طرف نگر گذر ہارون پر جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم ہو گئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں کے پچیس ہزار سوار اور پیادے اتر آئے تھے انہیں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہوئے سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ و پراگندہ دریائے نیلاب میں گرے لشکر شاہی انکے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر دریا کے تین شعبے ہوتے ہیں ایک انمیں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت لے گئے لشکر شاہی نے مفسدوں کے چار سو سر اتارے۔ کامل خان نے انمیں سے ایک سو بیس سر لیے اور بھجوائے اور باقی سروں کا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب میں پانصدی دو صد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چاروں طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں گھس گیا مخالف موضع ادھند میں جو دھنہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کو کابل کا صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ ۱۰ ذیقعد کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خان کے

پہنچنے سے پہلے ہوئیں اور یہ قوم مغلوب منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل مین لشکر کومکی کے ساتھ مفسدون کی ولایت مین پہنچے اور سرزمین مندر مین اترے - یہ مقام کوہستان یوسفزئی سے باہر یوسف زئی کا محل کشت و زراعت میدان کرو فر ہے - یہان کے موضع اجنبین کہ دھنہ کوہستان ہی تھانے بٹھانے اور مورچال لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان کے باہر جو یوسف زئی کے مساکن و مواضع و دیہات اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا - شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج بیر و مرغز مین فساد اٹھانے کا ارادہ کیا ہے - ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر مین شکست دی اس جنگ مین شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے اکثر قریے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد شمشیر خان نے پنج بیر کی بائین جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا نشان نہین چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے   ان مقدمات کے بعد بہاکو اور یوسفزئی کے اور ملکون نے الوس کو زئی اور ملی زئی کو جو اہل سواد اور بنیر مین جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا - ۱۵ محرم کو انہون نے سپاہ نا محصور کے ساتھ موضع منصور مین آن کر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی - دوسرے روز لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے ان سے لڑنے گیا - افغانون نے بندوق و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے سامنے آیا - قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی ہوئی - یوسف زئی کو شکست فاحش ہوئی - ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات انکا بجھ گیا - ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب سرائے عالم کو چلا گیا - ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع مین کوشش و آویزش مین ثبات کیا شمشیر خان انکے دفعیہ مین مشغول ہوا - جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف و

وہ درنگ لشکر شاہی گھوڑون سے اُترکہ پیادہ پا اور سپرن کو مُنہ پر لگا کے مردانہ وار
کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا ہین سو آدمی جنمین
چند معتبر ملک الوسات تھے مقید کئے۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ
منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اُسنے انکے مساکن اور
مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ پادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیر خان کو اوھند مین
چھوڑکر اور اسکی کمک کو تنکر بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس
مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لگی مین پہنچکہ شمشیر خان کو اوھند
سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم اوتمازی کے ملکون کو جنہون نے
اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور
انکو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امین رہوگے۔ فریق یوسف زئی
سے قوم شیر پا شہبازہ گڈھ سے کوہ کرہ مار تک جابجا سکونت گزینی تھی۔ اور موقع پاکر دزدی
کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا
اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لئے۔ محمد امین خان موضع بخیلہ
مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لے
لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اوھند مین آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام
سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۷ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی
۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپیہ جشن شمسی
اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو
تین ہزار روپئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبداللہ خان
والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۶ ربیع الثانی
رستم بے ایلچی عبدالعزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور نہ ہزار
روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۶ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

خلعت و اسپ باساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو باساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور دس ہزار روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس سو مہری اور اس کے رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئی۔ اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اُسکے رفیقون کو دو لاکھ روپیئے کے قریب ملے۔ اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب اور الشیم والی آورگنج کو خلعت اور چھہ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع گرانبہا والی اندکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کرکے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو جوئباری خواجہ ہین ہر ایک کو پانچ ہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے پادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اُسکے دربار مین آتے تھے۔

عبد اللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ خان والی کاشغر بیٹے کی ہاتھ سے تنگ ہوکر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بے سر و سامانی کے ساتھ ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین۔ بادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ ایک سو نو گھوڑے باساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی باساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر تنخواہ کرکے بھیجے۔ محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا۔ حکم گیا کہ عبد اللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت مین تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچاوے اور ہر طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو۔ جابجا حکام فوجدارون کو مہمان نوازی و مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو بادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبادت خانہ مین بلا کر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ سب سامان درست کر کے روانہ کیا سورت تک اسکی ہر جگہہ بڑی خدمت گذاری ہوئی دس لاکھہ روپیہ اس کی مہانداری مین صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیر نامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کر دیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور بالتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے اسمین واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان مہمات مین پیش آئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سن کر ایسے لکھے ہین جنمین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے حال لکھنے مین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی کی مضحک نظمین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین وہ ترجمہ ہوئی ہین اُن تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسی فرانسیسی ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امراء کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس مین ہوتی ہے اور کیا کیا طرائف و لطائف آئین خرچ ہوتی ہین اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے آقا کی مجلس مین جو باتین سنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے انمین لگا کر ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھ دی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الٰہی کے پاسداری مین بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ موقوف کی جاے جس سے لاکھون روپیہ کے آمدنی ہرسال سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ سکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پہ جاترہ کے لئے جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اسکے محصول کے بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ کلاونت نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کراکے انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ ایک جماعت کلاونتون اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونتون نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اُس کو مدفون کرنے کے لئے لے جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے —

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایکدفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اُس جھروکہ درشن مین اپنی صورت دکھلاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبر آباد مین مشرف ہے۔ امراء مجرائی کے سواء اس وقت سیکڑون کے لاکھون زن و مرد دعا و ثنا بجالاتے تھے اور قوم ہنود مین ایکگروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیرنے

اورنگ زیب کا احوال

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سُنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہمچشمی رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورے کے آدمی ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین وہ مردم کھڑکی پورہ پر اور اور محلون پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایک رات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہر چند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی شریک ہو گئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی دوکاندار کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور شدے احدی پورے کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سُنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک بادشاہ کے عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پایہ تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصاحب رکاب و دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور ماہہائے شمسی کے سررشتہ حساب اور تنخواہ تیول جاگیرداروں اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقرر ساعت کے موافق تقویم بناتے وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سُننے کا اور ساعت از روئے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب از روے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہوسکتا تو فرمایا کہ

لا و لا مب لا و لا لا شمش بہ است لل وکط وکط لل شہور کو تہ است

بہ حساب کر کے شمسی مہینون کے سر رشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیر اپڑ گیا اور جن منصبداران کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک و حسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اُس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء با نام و نشان اُسسے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو بادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ و محرمان خاندان قاضی سے سُنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا او رحضور سے مرخص ہوا اور اُس نے تمسا عارت کی درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اُسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر و اکبر آباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ جب بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال ازراہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جسوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کر کے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پاؤن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہی۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بعد فارغ ہو کر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا دین کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیرون کی صورت بنائی چوب سیتون کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لے جا سکتے تھے ان کے سرون پر شامین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوؤن مین کچھ اشرفیان سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی و گسائین و اداسی بنا اور الہ آباد سے بنارس کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند کر کے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون نے منہ مین رکھ لیے۔ یہ کوچ کر کے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پا کر ان سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک سیوا مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

که اس صورت مین که مجھے زنده قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرین
دونو صورتون مین یه دونو جواہر بے بہا تیرے ہاتھ نه آئینگے - یه مین ہون اور
یه میرا سر ہے تو ہم برگشتون کے سر سے ہاتھ اٹھا - علی قلی خان نے یه سوچا که معلوم
نہین کیا ہو - سود اسے لعل کو امید نسیه پر چھوڑنا مصلحت نہین ہے - اسلئے وه دو جواہر
بے بہا لے لئے - اور بہت بعد آہسته تفتیش کے بعد تمام غیرون اور مسافرون کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوباره عمر پانا سمجھا جیسے که مرغ قفس مین پھنسا ہوا چھوٹ کر
اڑتا ہے - اس طرح وه فوجدار کے دام سے چھوٹا که بنارس کی طرف اڑا -
اگرچه وه خود پیاده چلنے مین ہرکارون سے بھی زیاده چلتا تھا - مگر سنبھا کم عمر بچه ساتھ
تھا اس کے پاؤن مین چھالے پڑے وه اسکے پاؤن کی زنجیر بنا سیوا جی کے
باپ دادا جب بنارس مین آئے تھے تو موروثی پروہت کب کلس کو بنایا تھا - جب
اسم و رسم ہنود کا یه ضابطه ہے که جس مکان مین جاترا جاتے ہین وه ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہین جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشه انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے اسکو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالے کیا - کچھ جواہر اور اشرفیان دین اور سفارش کی که اگر میری حیات نے وفا کی
اور مین اپنے مکان کو پہنچا تو مین تمہین خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لیکر جس
راه سے که مین بتاؤن اس راه سے میرے پاس پہنچا دینا ورنه تمہین اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہون - کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی
جگه سے حرکت نه کرنا - اس برہمن کو جو کب کلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراه کیا اور خود بنارس کو روانه ہوا اور آکر داخل ہوا - دو گھڑی
رات رہی تھی وه گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نه ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی که سیوا کے گرفت و گیر کا غلغله ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر و جواہر
دیا اسنے جلد نہانے سے فارغ کردیا اور وه روانه ہوا - القصه سیوا بنارس سے بہار

و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد مین عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور
افسانے افسون آمیز انگیز و ابلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ
ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری مین مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام
سرحدی قطب شاہیہ قلعون کے لئے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف مین چلے گئے
تھے اسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میری
ہمراہ کیا جاے تو قلعے جو بیجاپوریون کے تصرف مین ہین انکو جاکر تھوڑے دنون مین تسخیر
کر لیتا ہون اور تمہارے منصوبون کو جو میری ہمراہ تم کر دوگے انکو حوالہ کر دونگا اور
سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہین اگر ان کو
تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف مین لاؤنگا تو مین تمہارے احسان مانونگا
اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زر خریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے
عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مع مصالح
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سرفوج قرار دئے اور انکو سیواجی کی اعانت
و رفاقت کے لئے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری مین ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر
جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون سے چند دنون کی
محاصرہ مین لے لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی
اسکی ہمراہ کئے تھے اسنے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس
قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یون امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ مین ہاتھ
لگتا انکو دبا دیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پہ لے جاتا ستارہ اور پرنالہ وغیرہ
دس بارہ قلعے فتح کر لئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہو کر
برسون مین فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون مین اپنے تصرف مین کر لئے۔ راجہ
جے سنگہ و دلیر خان اور سندہار بادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیرہ کی
کنجیان خود اسنے حوالہ کین تھین انپر پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکرون کو

سیواجی کی فتوحات

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول دوم مین سیواجی حیدرآباد مین آیا اور اس سے ملاقات کی اور رابطہ فریبی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ مین مستقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکھنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ مین رہنا متعذر ہے اسلئے اُسنے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے تا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورونپت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اُسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی اُنمین آدمی مقرر کئے اور پادشاہی آدمی نکالدیئے۔ بغرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اُسنے آن کر ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

راجہ جی سنگھ —

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اُسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس حاصل ہوئی۔ اور ہنود بانام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے بادشاہ کو یہ واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اُسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ بنائین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین کئے کہتے ہین کہ سیوا نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا باگیر بنا کے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اُسنے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازون کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اُسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعے کو مامن بنائے

سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ رائیری کا راجگڈھ سے زیادہ مستحکم کرنا۔

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اُسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز
کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲ کروہ وہان سے دریائے
شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی اطراف
مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگدڑھ یہان سے چار پانچ
منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی
کونج سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور برج و بارہ اسکے کمال قلب بنائے
قلعہ راجگدڑھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راہیڑی (رائی گڈھ) کو اپنے رہنے کی جگھ بنایا۔
جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گئین اور اطراف کی آمدورفت کی راہ مسدود
ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے
کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی
ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جائے
تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین
پہار پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت
دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کر دیا اور جلدی چلا آیا۔ سیواجی نے حکم
دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدین۔ اور اسکے پانون کے بند کاٹ دین۔ اس راہ
کو اس نے بند کرا دیا۔ جیسنگہ کی جگھ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگہ
اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کارساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین
کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتے اور اگر
سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغا بازی اور مکاری کے سبب اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے
افشا مین محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ
کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ۔۔

حقیقت سازش و دغا و فریب

اورنگ زیب اور سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑتوڑون مین ایک دوسرے
کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے
نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سے
لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہی مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید
کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت
اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح
اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مورخ
انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگہ سے دہلی
مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ
محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب
کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی
نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے
زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے
سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بیدریغ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ
محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی
جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیرخواہی اور اطاعت و فرمان برداری و
خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے
اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھا کو
پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف
سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے اضلاع
پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیے گئے۔ مگر یہ ڈراوا اس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگہ گڈھ
اور پورندھر مین بادشاہی فوج فرمان روا رہے۔ سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب سے اسکو اُلٹا بلا لیا اور اسکی جگہ پرتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون کا منصب دیکر بھیجا۔

بیجاپور اور گولکنڈہ کے رئیسون سے پادشاہ کی صلح ہوگئی تھی اسلیے ۱۶۶۸ء سے ۱۶۷۰ء تک دکن مین امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نسمجھتا ہو جسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اُسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اُسنے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمد و رفت چاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی۔ سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا۔ بادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی مالوسری نے ماولیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑون کی بلندیون کو زینون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار کر گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگایا۔ مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لے کر اُٹھے پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اُسنے سُنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اُسنے کہا کہ بھٹ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر ماولی کو چاندی کے کڑے عنایت کیے اور افسرون کو انکے حسب حال انعام دیا۔ سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اُسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا۔ کوکن مین قلعہ ماہولی

۱۶۷۰ء میں سیواجی نے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کیا۔

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کر لیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہو گیا۔ سیو نیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجرا کو بھی فتح نہ کر سکا۔ جسکا نیچے حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

سیواجی کی حبشیون سے لڑائی۔

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راھیری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈندار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر ڈندار اجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لیئے چلا جاتا۔ ڈنداراجپوری سے راھیری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کر لیئے اور ڈنداراجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ ست قلعون پر غالب ہو گیا ہے تو حواس باختہ ہو کر۔۔۔ ڈنداراجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہین۔ سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکہ جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انمین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بندوبست کا اور اکثر کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو غنیم کے غلبہ
پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا
تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت میں قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف میں
چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر
کر کے مقید کریں و سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دیں۔ چنانچہ سنہ ۱۲
جلوس میں حبشیوں نے فتح خان کو غافل کر کے اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالی اور ساری
حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی
اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب
کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب و
خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر
سیر حاصل نواح سورت میں عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے
شر کے دفع کرنے میں کمر بستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیاں جو مرمت طلب تھیں انکی
درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیاں جمع کیں اور ایک رات کو
قلعہ دنڈا راجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ
لئے انمیں سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پاؤں میں پتھر
باندھکے پانی میں ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیوں میں شدید عداوت
ہو گئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیاں ترتیب دیں اور قلعہ قلابہ و گندیری
مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روے دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین میں دریا
پر لڑائیاں ہوتیں انمیں حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو نہصدی کا منصب ملے۔ وہ
مر گیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیوں
کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی
قوم میں سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آبادکاری او

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
برج و بارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھجدیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے ہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دنداراجپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دنداراجپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہی سرداروں
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنون مین سیواجی نے قلعہ راہیری
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دنداراجپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیاں مصالح یورش سے بھری ہوئی لیکر دریا کی طرف سے پائے
حصار مین پہنچا۔ دونون نے آپس مین کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤن نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعہ کرنے پر متوجہ ہوگئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون سے پائے حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مارو پکڑو کا غل مچایا اسی حال مین چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھ کھولنے اور باروت نکالنے اور
تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع
سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر
کر کے جان سی سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جسو جسو تھا جب فی صنوان جان رو
طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت جسو جسو
کہہ کر اپنے بہادرون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع کھو
ہندؤن کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ
مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر اپنے آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح
کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑتی ہے تو اسکی آواز سے
سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دنڈا راجپوری پر کوئی
آفت آئی ہے اسنے تیز رو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر یہ حال دریافت کرایا
ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو
گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دنڈا راجپوری سے چار پانچ
کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے اس وقت اُن کو
چھوڑ کر وہ اور قلعون کی امداد کو نہین جا سکتا تھا سید یاقوت نے فرصت کو غنیمت
سمجھ کر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے تسلط کا آوازہ زبان زد
خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد مین چھ قلعون کے قلعدارون نے امان مانگ کے
قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعدار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ
کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپون کے مارنے اور مصالح
قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اُنپر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا
سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون نے جو قلعہ سے
نکلے صاحب جمال عورتون اور خردسال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بہت عورتون کو چھوڑ دیا اُس وقت سیواجی کی دل
مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر
نہ کیا قلعہ دندا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد بادشاہزادہ محمد معظم
صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی اُنہون نے
خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا۔
حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سنبھا کو سیواجی کا مارنا۔

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کبکلس نامہ دار پاس چھوڑا تھا سیواجی نے کبکلس کا ایک
خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا۔ اور اُسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم
مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو تیرہ سر کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی
بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین بادشاہ کو
جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک - چار پانچ روز نہ گذرے
تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے۔ سیواجی سے جب اس
خبر بد کا سبب لوگون نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو بادشاہ میرے
بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طی کرنی گرفت و گیر کے اندیشہ
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی -

سیواجی کا سورت کو لوٹنا سنہ ۱۰۸۲ -

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت
کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتًہ مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی
سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہو چکی تھی
مگر اتفاقًا یا ارادۃً جسونت سنگہ اور بادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہان سے
علیحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے۔ سیواجی نے خوب فرصت مین تین
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کرکے کاشغر کا فرمان روا یہان واپس آیا تھا اس کا
مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ تیجین تیجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ داؤد خان پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی درہ کلان کی راہ سے کونکن مین دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجین بنائین کہ دشمن اُنکے پیچھے متفرق ہون اُن فوجون مین سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنون سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن مین داخل ہوگئی باقی فوجون نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہور کی دیس مکھی۔ مرہٹن بادشاہ کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہوگئی سیواجی نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دیئے۔

جب سیواجی پھر لوٹنے آیا تو اُسنے بحری اور بری بڑی تیاریان کین اُسنے دس ہزار سوار بسرکردگی پرتاپ راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسرکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے اور ۱۶۰ جہاز بمبئی مین گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی ہنین مگر انکے اس بیڑے کو واپس بلالیا تو وہ وابل مین آگیا اُسکے ساتھ پرتگیزون کا ایک بڑا جہاز تھا جو اُسنے دمن مین گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض مین سیواجی کے بارہ جہاز گرفتار کر لئے تھے۔

پرتاپ سنگہ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنون مین ایک بڑا دولتمند آباد صوبہ تھا۔ پرتاپ سنگہ نے اسکے بڑے بڑے شہرون اور قصبون کو لوٹا مارا اور اُسنے ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمینداروں نے اسکو چوتھ مقرر کردی چوتھ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے مین تامل کرتے تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔

پادشاہی فوج کے شکست کھانے کے اسباب۔

موروپنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کرلئے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ تھا سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہوگئے تھے اول یہ پادشاہ خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ باپ بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہریک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہوگیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت ہے تو اُسنے ۱۰۸۱ھ مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی۔ وہ شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اُسنے دکن مین آنکر شاہزادہ پاس صرف ایکہزار آدمی رہنے دیئے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلالیا۔

مہابت خان کے مہمات دکن مین۔

مہابت خان نے یہان آن کر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے شروع مین صرف قلعہ اوندھ و پٹہ اُسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات کے بہت دنون بعد اسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسرکردگی دلیر خان چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار سوار تھے پٹھانون نے اُنکے پرزے اُڑا دیئے اسلئے موروپنت اور پرتاب راؤ بیس ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو لشکر شاہی کو اخلاص خان لے کر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راؤ نے دیکھا کہ اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اُسکے آگے سے بھاگا جس سے مغلون کا لشکر تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راؤ نے

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی تیئن سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آئے مگر پھر شکست ہوئی اور انکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سرراو گرراے مارا گیا جو پانچہزار سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوے۔

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالھیر کا محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد مین چلا گیا۔ راے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخمی اچھی ہوگئے تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی کے نوکر ہوگئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال پر محصول یکقلم موقوف ہو۔ پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف ہے اگر اس سے مایۂ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال مضاربت کا مزاحم محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون سے اور پانچ فیصدی ہندوؤن سے جزیہ لیا جائے۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغرخان کے کابل سے بلاکر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا آغرخان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان کو

۱۰۹۰ ہجری —

سیواجی اور آغرخان ظفرخان احسان —

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے کارنمایان کیئے - دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی - قوم مرہٹہ کا ضابطہ یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و آب کنوون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین - دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ سو سوار نمودار ہوئے - آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے مقابلہ کے لئے دوڑا - حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ انکے تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا - پھر سات آٹھ ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کر کے کارزار کرنے لگے - آغر خان اُن پر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے اُنکا منہ پھیرتا تھا اور تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کر کے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی - دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی - آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

~ چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین - پونہ تک جو اصل سیواجی کا مکان و ملجاء ہے تاخت کی - اور بہت غنیمت ہاتھ آئی - آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح نمایان کی یادگار کے لئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے -

فساد و شورش قوم یوسف زئی -

پادشاہ سے عرض کیا گیا - پیشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور سردارون سے جنگ عظیم ہوئی - افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر آپس مین اتفاق کر لیا تھا - اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور بہت سے پادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بہیر اور خزانہ اور ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس افغانون کے دستگیر ہوئے۔ اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ اس ہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکے افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت وخجالت کے مارے اپنے شوہر پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس وکرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف ہوئی۔ ایل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایل شاہ زبان زد خلائق ہوا۔ اس خبر سے بادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا ۱۶ سنہ جلوس کے آخر مین بادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خویشون اور ہمچشمون کی نزاع سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعدی اس حد پر پہنچا کہ چند محلہ شہر وقریات کو جلا کر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر مین آگ لگا کے ... بندر سورت کی راہ سے بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کر کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال مین جعفر خان نے زیر بر گیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایک دفعہ کونکن کا تربوز اسکے سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی وسکندگی اور بیجرمی اور گلابی مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

جعفر خان کی وفات

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں فالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

اول بیجاپور سے لڑائی

۱۶ سنہ جلوس مطابق ۱۰۸۳ھ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی فوج سے قصبہ بلکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے (گرانٹ ڈف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا اور اسلام خان رومی رفیق تھا۔ کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان رومی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج بادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان بے اختیار سے فیل باہر ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا اس جنگ میں بہت سے بادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و وخان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروہ تک آدمیوں کے سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج بادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں و ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل ۱۷ سنہ جلوس میں حسن ابدال میں بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

فتح دو افاغنہ

بادشاہ کے حکم سے آغر خان ایلغار کرکے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں طے کر کے حسن ابدال میں بادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ بادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغر خان کے ہمراہ کیے

اور دو لاکھ روپیے نقد عطا کرکے اور افغانون کی تنبیہ کے لیئے روانہ کیا۔ آغرخان
جب پشاور مین آیا تو چند الوس مہمند نے اتفاق کرکے آغرخان پر شب خون مارا۔ اوس نے
بہت سے آدمی مارکر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار انکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کیئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کرکے جنیر مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کیجیے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہراولی افغانون کی گوشمالی مین
کرے۔ آغرخان جسطرف رخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہوکر علی مسجد کی منزل کے قریب آغرخان پر شبخون مارا
مغل خبردار ہوکر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین۔ آغرخان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اوسنے بہادرانہ
حملہ کیئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اوتار لیئے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور انکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر و کشتہ ہوگئے۔ اور باقی جو بچے پہاڑون و دّرون
مین بھاگ گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ
اپنے ہاتھ سے لکھکر اسکے پاس بھیجا جسسے ہمچشمون کو حسد ہوا خصوصاً ہندی
نژادون کو جو اسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مور و
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلات مین ملجا و پناہ اپنی بناکے مسافرون
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آغرخان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول بنگش

فدائی خان کو پیشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو با پنجہزار
سوار دیگر ملک ننگنہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آگیا تھا
اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے غلزئی افغانون کو لڑکر ٹھیک بنایا۔ ننگنہار کے
افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جاگ جسکو اُنہونے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہو کر غافل آغر خان پر شبخون مارا مغلون
نے اسکا مقابلہ کیا تا سہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی
بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پیشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہو کر سنگ
سدراہ ہوئے۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی ہمچشمون کی حسد کے
سبب سے الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو
ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپخانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب
افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع التسیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا
اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کر کے آیا کتل جلاگت سخت لڑائی
ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر
کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد مین
پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ
آخر سنہ یا سنہ ۱۹ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کر
امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ
امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین
کوشش کرے۔ آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگہ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا
امیر خان پیشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد
بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ننگنہار مین تھوڑے دنون مین
آغر خان نے مصالح جمع کر کے قلعہ آغر آباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے۔ امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اُسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
بادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایکطرف
اپنے سگے بھائی تنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین راجپوتون اور افغانون کو بسرداری سلطان زادہای گھکہ مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکۂ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان لمغان نے
چند سردارون اور ممتن دارون کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربۂ عظیم ہوا
ہر طرف سردارون کے سر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو افغانان
پلنگ خو مین حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملون سے افواج بادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمۂ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اُس نے اور اسکے بھائیون اور
خویشون نے جوانمردی کرکے فتح پائی۔ کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچا۔ لیکن آغر خان قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا تھا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے۔ اور مغلون نے اُنکے نشان پاپا کر اُنکو ان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ صورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر بادشاہ پاس بھیجے۔ بادشاہ نے
اضافہ کرکے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب دیا اسکی بھائی
تنگری وردی خان اور ہمراہیون کو اُنکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی مین زبان زد خاص
و عام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگہ کو

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑکر تم لاہور مین چلے آؤ ۔ پادشاہ سنہ ۱۶ جلوس مین لاہور مین آیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مرگیا۔

جب پادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا۔ اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم باعمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کرکے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوے ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور الماس وافر کے تھا۔ اصل مین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا اسی مین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقون اور محتاجون کو پہنچایا باقی بھائیون اور ورثا مین تقسیم کردیا۔ ہر چند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو خوشامد درامد سے مقرر کیا۔

ہمیر بگلانہ سے چھہ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ ۱۶ جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کرلیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئے مرہٹے ان مستورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لاے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کرو ورنہ تمہارے ناموس کی بے ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار ناچار آبروے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال نہ رکھنے اور پادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان کے سیوا کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک اور برہان پور تک

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہون نے بکلانہ کے اور دو
تین قلعون پر تصرف کر لیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو مغضوب
اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیر خان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیر خان توپخانہ اور بہت سپاہ لیکر پاے قلعہ میں آیا
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب و
ہوا سے بہت آدمی ضائع ہوئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خان کو لکھا کہ محاصرہ
کو چھوڑ دے۔

سنہ ۴ مین بادشاہ نے از راہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون
مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین [illegible]
اور بلاد دور دست مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دسترس نہین رکھتی وہ انکے
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر
حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بہورہ جو عمدہ تجار بندر مذکور مین سے ایک تھا
یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے
سلطان مراد بخش نے جب احمد آباد مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے
قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد
اور بیرجی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو
تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سربمہر تھا۔
جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے
بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سُنا تو اصالۃ اور پسر بیرجی بہورے کی طرف سے
وکالۃ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ
پر ہمارا آتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی پادشاہ نے کہا کسی صورت سے دعویٰ ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب اخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ پادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے حضرت پر ظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین حکام بھی طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان کو برطرف کرین اور انکی جگہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے ہر شہر و قصبہ مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔

سنہ ۱۵ جلوس یعنی ۱۰۸۲ھ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام مندبہ زبان زد خلایق تھا۔ اطراف نارنول اور میوات مین انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے تھے۔ کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے۔ اکثر ہتیار باندھتے تھے جب بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبۂ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ست نامیون نے جمع ہوکر شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کارطلب خان فوجدار نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لئے اور ست نامیون کی تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے اُنہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے زمیندارون کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ اُنہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دیہات سے محصول وصول کیا جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس آشوب و فساد کا حال معلوم ہوا تو اُسنے وہ جمعیت انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

مین شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہین اور عورت کو اُسپر سوار کراتے ہین اور وہ اسپ جاندار کی طرح انکے ہراول مین پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامدار اراکین و امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجین لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہین اور ست نامی آگے بڑھکر اُنسے لڑنے آتے ہین - وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب آپہنچے اور اُنکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہین ہوتی اطراف کے زمیندارون اور راجپوتون نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی - غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دیئے اور اپنے ہاتھ سے قرآن شریف کی وہ آیتین لکھکر دین جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھین اور حکم دیا کہ انکو علمون پر لگاؤ - آخر کار راجہ بشن سنگہ و حامد خان پسر مرتضی خان نے بڑا اثر دکھایا کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا - مگر اطراف کے زمیندارون نے سرتابی کی صوبہ اجمیر اور نواح اکبر آباد مین انتظام مین خلل آیا - بادشاہ نے اجمیر مین جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور رجپوتون کی تنبیہ بھی کی جائے - اجمیر کو فوج روانہ کی - یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سروپا زرگر و درودگر و کناس، و دباغ اور اراذل اور اجلاف اصناف محترقہ خودپرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور خود اپنے پاؤن سے دام مین گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے ایک فرقہ زمین سے چیونٹیون کی طرح اور آسمان سے ٹڈیون کی طرح نمودار ہوا - یہ فرقہ اپنے تئین زندۂ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا - نارنول کی نواح مین اس فرقہ کے پانچہزار آدمیون نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا طاہر خان فوجدار نے اپنے مین اُنسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور مین آیا - بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰۸۲ھ کو رعد انداز خان کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینیون کے ساتھ اور سید مرتضی خان اور یحیے خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ جب فوج اس مرز بوم مین آئی غنیم اُسسے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر مہابھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام اسپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و یحیے خان نے بڑے تردد کیئے اور اکثر بہادر مسلمان شہید اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانون کو فتح ہوئی اور انہون نے ست نامیون کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین مین انکا نام و نشان مٹایا اور امرار شاہی کو اس خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

ہنود سے جزیہ کا مقرر کرنا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف کے ہنود لاکھون جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور بادشاہ سوار ہوکر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندوؤن نے ازدحام کیا اور جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤن کے ہجوم نے بادشاہ کو ایسا گھیر لیا کہ بادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہوگیا۔ مگر اُسنے انکی فریاد سُننے کے لئے کان نہ دھرے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیون سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑون اور ہاتھیون کے پیرون کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود اپنے گھر چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین اور قاضی لاہور کا مقدمہ۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہین بنی اور وہ بادشاہ پاس

چلا آیا۔ پادشاہ نے سکو دار السلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا
منصب دیا۔ پادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے تھے
علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ ہمچشمی کرتا تھا
مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین بحثیں اور سخت گفتگو ہوئی اور پادشاہ پاس ہر شخص
نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑلائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو
اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیون نے قاضی کے
کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ پادشاہ کو
حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے
پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ مین
قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبعی کو بلایا۔
جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب یہہ جیسے ایک اور
واقعہ نے اور اُس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ جسکا حال بہت جگہہ پڑھ چکے ہو
وہ کابل مین کوکی صوبہ دار تھا۔ یہان اس دار ناپائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے (جسونت سنگہ کا مرنا اور رانی و اولاد)
بھائی بند رجپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی
اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہداری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے معبر
اٹک پہ میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجپوتون نے جنگ کی
اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اُتر آئے۔ شاہجہان آباد بر سر راہ تھا۔ ناچار
یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگہ
کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دے
چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت
دکھائی کہ پادشاہ سے درگاداس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی
پادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بسن یہ

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ اُنہوں نے راجہ کے لڑکوں کو غلاموں کے لڑکوں کی صورت اور غلاموں کے لڑکوں کو راجہ کے لڑکوں کی شکل بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہاں عورتوں کی پردہ نشینی کام کرگئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو مارا جپوتوں کو خیمہ کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنوروں کو لیکر چلتے ہیں اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکوں اور رانیوں کی حراست میں اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس میں لگ جائیں۔ انکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیاں خیمے میں موجود ہیں۔ بادشاہ نے جانے والوں کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمہ کی رانی اور لڑکوں کو قلعہ کے اندر بُلایا اسپر راجپوتوں نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکوں کو نہیں دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُنسے بمقابلہ پیش آئے۔ بہت سے اپنے مخالفوں کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیاں اور لڑکے بادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا میں بھیجا بیگموں نے انکو اپنا متبنی بنایا۔ رانی کو بیگموں کا پرستار بنایا۔ اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہیں جو بادشاہ کے محل میں ہیں درگا داس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے۔ خیمہ پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور میں صحیح سلامت داخل ہوئی اور اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ میں رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہیں رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنی خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگھ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگھ ہے۔ کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر میں توقیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

راجپوتون اور بادشاہ کا جھگڑا

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ ماثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔ اور رانا اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت سنگہ کے فرزندان نامستحق کو جودھپور کے علاقہ سے نکالدے۔ جب بادشاہ اجمیر مین آیا اُسنے ۶ محرم ۱۰۹۰ھ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُسنے وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوے بادشاہ پاس لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کی نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ ماثر عالمگیری مین واقعات ۲۲ جلوس ۱۰۹۰ھ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ کابل مین مرگیا اُسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سوناگ کنہا داس بھاٹی اور رگہونا اور درگا داس وغیرہ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دونو رانیون سے بیٹے پیدا ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچینگے انکو منصب و راج عنایت ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور بھیجا کر بغاوت کیجئے تو ۱۶ جمادی الآخر ۱۰۹۰ھ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

دو رانیان ٹھیری ہوئی ہین انکو مع پسر کے نور گڈھ مین لے آئین - فولاد خان کوتوال و سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو انکی گوشمالی کی جائے - حسب الحکم امرا کاربند ہوئے - لوازم اندرز اور نصیحت ترغیب و ترہیب کے ساتھ بجا لائے - مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے - جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دو رانیون کو کہ مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپایا تھا اس کو سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے - فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا - بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئین ہین انکے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا نام محمدی راج رکھا جائے - خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اثاثا لایا - اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھہ مین داخل ہوا - دونو رانیون کی اور رگھونتہ بھٹی راجپوتون اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الآخر سنہ ۹۰ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے - درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رانی کے تھے (جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگہ راجہ جسونت سنگہ سے منسوب کیے اور فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور ان سے عہدہ بر آ نہ ہو سکا اور اندر سنگہ بھی نظم و نسق نہ کر سکا - اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا - بادشاہ نے سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگہ سے تین روز تک خوب لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی - راج سنگہ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اس نے تعلقہ جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت و تاراج کے لئے افواج مقرر کین - رانا مین تاب مقاومت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان دان

لائق کو مع پیش کشوں اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ
دینا قبول کیا۔ زر جزیہ کے عوض میں اپنے ملک میں تین پرگنے دینے اور فرزندان
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ بادشاہ
نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر
کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے میں سات مہینے
بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور
عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا
تو رجب ۱۰۹۰ھ جولائی ۱۶۷۹ء کو پادشاہ رانا اور اور راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ
ہوا۔ اس دفعہ رجپوتوں کے مغلوب کرنے میں اپنی ساری فراست و کیاست کو کام
میں لایا۔ پادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین میں آ جائے اور حکم کا
منتظر رہے اور بنگالہ میں شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آ جائے
جب اجمیر کے قریب پادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر
کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا
کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو پادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو
سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و
عیال و آدمیوں کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑوں اور دروں میں چلا گیا۔ شاہزادہ
اکبر مامور ہوا کہ وہ دروں میں راجپوتوں کے استیصال کے لئے بعض امیروں کو بھیجے
اور کچھ دلاوروں کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت پامال کے لئے روانہ
کرے۔ جب پادشاہزادہ محمد معظم کی اجین میں آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم
گیا کہ وہ متعلقہ رانا میں اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے
لشکر کو اطراف جودھپور میں مقرر کرے کہ جہاں آبادی دیکھے اسکو برباد
کرے۔ ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم مین طے کر کے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورون کے تعلقہ اور درہاے قلب مین جا کر راجپوتون کے قتل و اسیر کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ ملک رانا مین جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دیوے رانا کی مدد کے لیئے تعلقہ جسونت سنگہ سے پچیس ہزار سوار راٹھور اور راجپوت جمع ہو گئے۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی اور رسد غلہ پہ تاخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سوارون کو درہاے قلب کی طرف لے گئے اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون کا پتا نہ لگنے دیا۔ لیکن آخرکو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہو گئے۔ راجپوتون نے درون کی سرراہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوصاً تہور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی مین اور بتخانون اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتون کے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غار و مغاک مین چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔ محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتون کی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار متعذر ہو راٹھور رجپوتون نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کر کے اپنا رفیق بنائین۔ بادشاہزادہ نے انکی باتون پہ کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتون کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو۔ اور رانا کی

[illegible] ۱۰۹۱ھ

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ
محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان و حراف تھا
اُسنے اکبر پر بہت افسون و افسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ
راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لیئے اور خزانہ بے شمار آپکے خرچ کے
واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر بتقاضاے ایام شباب اور رہنموئی
احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان
ہوئے۔ پادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا
سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی
سے کچھ نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس
مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ
ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر پادشاہزادہ
محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت
بڑے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی پادشاہ سُن چکا تھا۔
اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا
کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و
آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ
خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت
سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا
اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا۔
مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کیے جنمین سے
بعض نے مجبور ہوکر مصلحةً نہ قبول کیے۔ سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے سوا ایسے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور مین آؤ۔ پادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بہیر و خدمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز مین طے کر کے باپ پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دور بینی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضائے وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرا دیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا۔

ان باپ بیٹون کے لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے۔ کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلیچ خان کو بہ طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے بند و بست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کر کے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضائے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے بھائی کو ہمت
کر کے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے باقی
اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہو کر پادشاہ پاس آئے۔ پادشاہ کو انکے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان نے
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دیو بھی کہ اس اثنا مین
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس پادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے
دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے
جب تہور خان گلال باری مین آ گیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتھیار اُتار کر حضور مین آئے۔
خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری
اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ پادشاہ
نے غصہ مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر نہ آوے جب وہ
آگے لگا تو ایک کرز خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا اور
الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن
بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے
نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب جان نثار خان نے
کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خسر اسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اسنے
بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و عزت پر خیال کر کے ہتھیار اُتارنے مین یہ عذر کیا
بہر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا
اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے پادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور رجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر آن پڑا لگا اپنی گھروں کو چلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس میں درج کیا کہ اگرچہ راجپوتوں کی دلگیری کر کے اور فرزاد لی ور گرد اوری کے باب میں جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو بہراولی بنا کے بادشاہی سپاہ کی زد میں لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان بجنسہ راجپوتون کے ہاتھ میں پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہیں ہی۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ و شکوہ کثیر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اُسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اُس سے روگردانی کی۔ درگا داس اور دو تین اور آدمی رانا کے اُنکے پاس رہی جنکے پاس دو تین ہزار سوار ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہی کہ کام آئے اسلیئے وہ ناچار فرار ہوا۔ جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون میں سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون میں سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکو سیر اور دو بیٹیان یہ سب بادشاہ کو ہاتھ آئی۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا سراسیمہ تھا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد لاہور کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا۔ جسطرف جاتا اُسطرف زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کے لیئے مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب میں اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کیطرف مرحلہ پیما ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجدارون کو بار بار احکام پہنچے کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہیں قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے بموجب اُسکے اسیر کرنے کے لیئے ایلغار کر کے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونوں میں فرق رہا تو خانجہان

اکبر کا ارادہ ایران جانا۔

اُسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسے مقدمات
مین بھیجا گیا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان
اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر
بگلانہ کی سرحد مین آیا۔۔ جو لہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگہ کے تعلقہ مین
تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ
سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکے
راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے
آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلودہ پہنے ہوئے تھا
جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب سے اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا
اسکو زخمی کر کے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ
کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا انہون نے
اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال
کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہ
خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی مگر
پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی
اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے
خفا ہو کر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لغو کا کہنا اور آپکا
سننا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری
کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہو سکے ایران جائے
اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ اُنمین رکھا اور روانہ ہونیکا
ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجا رہا تھا۔ مگر
گرفتاری مین اُسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور چالیس یا
پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کر کے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور
اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین
جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کر کے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ
ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا بحسب ظاہر تو مہمانداری
کی لیکن اکبر کو بطریق نظربند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ
روپئے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازون مین جاتی ہین اُنکی معافی
عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کر کے حضور مین روانہ
کردون۔ بادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط
کی التماس کے موافق عمل کرین۔ مسقط کو متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو عربی زبان
سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط
کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط کے
پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کر کے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری
سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکے
ہمراہ کیا جب شاہزادہ اصفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ
الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ
امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان
مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز مہمانداری بڑے تکلف
سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے
فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو۔ جب تمکو بھائیون سے
کام پڑیگا تو ہم سے جہانتک ہوسکیگا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مرگیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ شاہزادہ کی مہمانداری کی۔ محمد اکبر نے باپکے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج و خرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا۔ کہ بادشاہ مرگیا۔ جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا۔ تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کی موافق نہین ہے مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرم سیر مین سرحد خراسان مین جاؤن جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ ہان کے حکام کو لکھ دیجے کہ بروقت وہان کے سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیئے خرچ درماہہ مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار سوارون سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر توابع گرم سیر خراسان مین خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا۔ کبھی اسکو باپ کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔ اور نگزیب نے جو جودھپور اور اودےپور کے ملکون پر اس طرح تاخت و تاراج کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مر نہین گئے۔ اس جنگ اور جزیہ نے اُنکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔

راجپوتون سے امتزاج و جنگ۔

عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی خدمت بغیر بےاعتمادی کے نہین کی۔ صرف رام سنگہ مہاراجہ جےپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ تو راجپوتون کے ساتھ شریک نہین ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور بنی رہی۔ جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ بادشاہ

پادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین رانا ے اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت وتاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر پادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا ے اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور پادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگھ تابع ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت پادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اُس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے پادشاہ کی کھٹا پٹی رہی مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو پادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین پادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین پادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر اُدھر آفتین برپا رہین۔ راجپوت اپنے باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ پادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا۔ جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا۔ جسوقت پادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہی۔ اُس نے لڑنے مین توقف کیا

خانجہان بہادر

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے لگائے ۔ مگر یہ تدبیر دلیرخان کی ناپسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سردارون مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ جاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا مرہٹون کے سواحبلی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے ۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا ۔ اور برسات مین اُسنے پیرگام مین جو دریا بہما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی ۔ اور یہان اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گڈھ رکھا ۔

خان جہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گول کنڈہ مین گیا ۔ کہتے ہین وہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا ۔ اور جب وہان پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین ۔ اُنمین سے ہر یک گروہ یہ کہتا ہے کہ ہمین فائدہ مین رہا ۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے ۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے ۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری مین سورت اور جنجیرا کا شہر اتفق ہو کر آیا اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور مراٹھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی ۔

سلطان علی عادل شاہ کا مرنا اور [illegible] فتح کرنا۔

سنہ ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہو کر مرگیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی جی بیٹی تھی عبد المجید وزیر تھا اور خواص خان و عبد الکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہی جو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج مین ہی اسلئے سنہ ۱۶۷۳ء مین وشال گڈھ مین خفی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہان سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹون کو پہلے کبھی نہین ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر مین جو مرہٹون کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیون کو بہکایا کہ وہ مسلمانون کے تھانون کو اٹھا دین۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ بیدنور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار مین مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے مین مادلیون نے پرلی لے لیا ستمبر مین ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کر لیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ء و سنہ ۱۶۷۴ء مین یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے بعد اس ریاست کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹون سے متصل تھا اور کوکن کا جنوبی حصہ

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اب وہ ہوا مین اُڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان پادشاہون کی طرح اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اُسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھ کر اپنے راج دہانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ ہوتی ہین وہ سب ادا کین ایسے فروشکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھ کر تلا برہمنون کو سونے کا تلادان دیا سونا رویا۔ جواہر نچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے اور نئے نام سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہوگیا۔ کھانے پینے مین ہندوؤن کی طرح پابند تھا اُسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندوؤن مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کردئے اور اپنی سادگی کو جو ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیرا نارنجی رنگ کا بیل کی دُم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کرلیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اُسنے کبھی چوتھ مانگی نہین۔ مگر پرتگیزون سے کہتے ہین کہ اُسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر پرتگیزون کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہون نے دی۔ ۱۶۷۵ء مین دلیرخان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اُنکے توڑنے کے لئے سیواجی کو ایک عذر ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور پٹہ دوبارہ لے لئے سیونیری پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

عمر ہاتھ نہ آئی - مگر سنیاپت ہمبیر راؤ کی منتحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا جنہوں نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا اور بروچ سے چوتھ لی - یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا - سیواجی نے خود نوند کا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور توٹرا کے درمیان تھانوں پر قبضہ کر لیا - جب سیواجی کوکن میں مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر اگھاٹ نے سیواجی کے تھانوں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا -

جب ہمبیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خان نے اسکا تعاقب کیا - وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا - مغلوں کی سپاہ نے ضلع کلیانی کو لوٹا - سیواجی نے قلعہ بونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب کی طرف گیا - کونکن میں چوتھ لی اور خوب لوٹا - لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے گھر رائے گڈھ میں آیا - جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی میں اور طرف مصروف تھے تو ہمبیر راؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اسے خوب لوٹا -

خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی - عبدالکریم و امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑائی کا سامان تیار کیا - جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا - بیجاپور والے اسسے کئی لڑائیاں لڑے جنمیں بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا - دلیر خان کا ہموطن دوست عبدالکریم تھا - اسکے ذریعہ سے دونوں میں صلح ہو گئی -

سیواجی نے پھر تیسری دفعہ توٹرا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا - جنکے نام وردون گڈھ - بوشین گڈھ سیو درشو گڈھ

محسندر گڈھ تھے - اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ وغیرہ کے بہت کام آئے -

سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور مین ہے اوسپر کسی طرح قبضہ کیجے - پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی ونکاجی قابض تھا اور حقیقت مین وہی اسکا مالک تھا - مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا - یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت مین پنڈت راگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا - اب وہ اسکے بھائی ونکاجی کا منتری تھا - مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدد بھی زیادہ اپنی تمنا پر آنے کا خیال پیدا ہوا - یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا - اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تھا - سیواجی دوراندیش بڑا تھا بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا - اُس وقت والی گول کنڈہ کو مغلون کا خوف لگا تھا اور والی بیجاپور سے بھی جھنجھ رہی تھی - اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گول کنڈہ و رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونومین اتفاق ہوگیا -

۱۶۷۶ء مین گول کنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گول کنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرا یا کہ مین اپنی باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اسمین سے بادشاہ کو حصہ دون اور بادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے - غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ ۱۶۷۷ء مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی - سیواجی کچھ سوارون کے ساتھ برنتم مندر کی جاترا گیا - یہان مراسم مذہبی ادا کئے بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوؤن کے

ہندوؤن کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بڑی
درجات ہونگے۔ ۱۲۰ روز یہان رہ کر مئی سنہ الیہ مین مندراس کے پاس ہوتا ہوا
جنجی کے قریب پہنچا۔ جو اسکی قلمرو سے چھہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی
بیجاپور کی طرف سے اسمین عنبر خان کے بیٹے روپ خان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ
نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔
والی بیجاپور کا افسر شیر خان حاکم ضلع ترناملی نے پانچ ہزار سوار لے کر سیواجی کے
مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آ کر قید ہو گیا۔ سیواجی کا سوتیلا بھائی
سنتاجی اُسسے پہلے پہل ملنے آیا۔

اس اثنا مین اس فوج نے جو ارادۃً سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ
کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کر کے ستمبر مین فتح کر لیا۔
قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار ہنگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔
جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا
اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی
باپ کے ورثہ کے نصف کا دعوی جتنی بشد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنی ہی
زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کر کے زبردستی
اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت
سے بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور
ہوادلی اور ایک دو قلعون کا دعوی نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھ کو دے
سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑ سکتا سیواجی دھور مین آیا اور قلعہ کرناٹگی گڈھ
و جلدیو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے
سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور
سیرا پر قبضہ کر لیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیش مکھ لی اور جہان لوگون نے

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہین کی مگر دلیر خان نے بادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جاوے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اُسنے خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلا لیا اور دلیر خان کو اسکی جگھہ مقرر کر دیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اُسنے سیواجی سے صلح کر لی تھی لیکن مادھو نہ پنڈت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنون سے لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۸ء مین مر گیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگھہ مقرر ہو جاوے یہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہو گیا اُسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور بادشاہ بی بی کو لشکر مغل مین بھیجدینے کا وعدہ کیا اُسنے بیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ گیا تو سیواجی کے نوکر ہو گئے یا بادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کر کے پرگرام مین گیا سیواجی نے یہ حالات سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمیر راؤ سنیاپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو اپنی فتوح کا حصہ کچھ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اُسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رای گدھ مین آگیا تو اُسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیون نے اُسکی فوج کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہان کے حاکم نے جو دس سیاتی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن مین لے لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا۔ جب سیواجی
نور گل مین آیا ہے تو اُسنے سنا کہ اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اُسنے بھائی کو خط نصایح آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف ہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔

سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیر اکر رائے گڈھ مین آیا دونو ہمبیر راے اور جنار دن پنت
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا۔ پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے اُنہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیراب سیر حاصل اضلاع نہ لے سکا۔

دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیر خان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے۔ اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیر خان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اُسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔

بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اُس نے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوٹے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے بنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤن مین عالمگیری
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جاکر کترایا
اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا
اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی آہین تھے اسکے ہم قوم افغان
من چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت
بڑی فوجون سے بھی بڑھ کر کام دے سکتی ہے۔ دلیر خان نے محاصرہ کو نہین
چھوڑا اور سیواجی نے آگ و تلوار سے باشندون کو پٹرا کردیا اور دیہات کو جلاکر
خاک کیا۔ اسنے دریا بہیا سے اُتر کر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد مین
سلطان معظم تھا اُسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا
اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ ۱۰۹۰ھ مین سیواجی افواج سنگین کے
ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین
مشہور ہے اور جنس کرانہ و اقسام قماش و مال بندر سورت اور جنیر مین قصبہ کے نگہدرون
کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر چوبرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور
جلاکر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہائے معمور مین سے تھا۔
جسمین مال تجارت بھرپور تھا۔ اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل
باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے رہنے والون
کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آ لیتے
مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی
بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہو کر اسے سنگمنیر کے قریب آنکر ایسا گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل میں ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب بچھتا ہی رہ گیا کہ ابھی پچھے ہی نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیروں کے کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا سیواجی پٹہ میں تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم ۔۔۔ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اُس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہیں پھر پیچھے کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔ ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھی سات لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُس پاس یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلوں کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ میں باپ کی خصایل اور اطوار میں سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ نہ آیا تھا عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے۔ جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا چاہا۔ سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے میں کچھ دنوں کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان کے پاس چلا گیا تو سپہ سالار سرو قد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا اعزاز و احترام سے خیمے میں اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا کہ باپ بیٹے لڑائی میں ترازو کے پلڑے میں بیٹا باپ کی مقابل ہو گا۔ باپ کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈوں سے واقف ہے مرہٹوں کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد نداں سگ کا تماشا دکھائے گا مگر سیواجی کا

سنبھاجی کا پادشاہ سے ملنا اور پھر باپ کے پاس آنا۔

سیواجی کا اقبال یاور تھا منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ سپہ سالار نے جب پادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اُسنے دلیر خان کی اس تجویز کو ناپسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیر خان نے عہد شکنی کر کے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو پادشاہ پاس بھجوایا اور اُس نے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیر راؤ کو اُسنے بھیجا اسکی لڑائی رنست خان سے ہوئی جس پاس اٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اُسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اُسنے اب بھی شکست پائی۔ ۱۰۸۹ھ ۱۶۷۸ء

مورو پنت نے اہوت اور راباوا گڈھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔ دلیر خان کے لشکر کے گرد ہمبیر راؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا۔ دلیر خان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جابجا اُس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اُسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔ سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہوکر سواے محاصرہ اُٹھا لینے کی کچھ اور نہ بن پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ بنبئی کو لوٹ لیا۔ کشنا جب پایاب ہوا تو وہ اُس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور رملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ ناردین پنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیر خان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکی ٹکڑے ٹکڑے اڑائے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

سیواجی کو بیجاپور والون نے رفاقت کے بدلہ مین اضلاع کوپال اور بیلاری و بدنور اور دراوڑ مین جو ملک اُس نے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوی سے دست بردار ہوئے۔ اسی سبب سے اُس کو بھائی دنکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جسسے دنکاجی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا —

سیواجی کی موت اور اُسکے اوصاف

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین مل گئے کہ اُسکو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن ۵۳ برس کی عمر مین ۱۶۸۰ سنہ مین اس دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اُسسے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کسواسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اُسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اُس کے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ مین خیال نہین آتا۔ اور عقل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت نانا راؤ اور کانپور یاد آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی اب وہی انگریزون کے ساتھ ہے۔ سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس بُرائی کو ہموطن اور ہمقوم بُرا نہین کہتے اور اُسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین بُرا نہین جانتے سیواجی نے جہات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے بُرا نہین جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

ایسے ہوتے ہین جو امور خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات
جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اُسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہے کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور
راہ زن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوئے۔ اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ
مین جو مسلمان ہی تھے اُنسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین اُن سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ
یہ اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ انکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اسکی
جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اُسسے وہ اور بھی خائف
اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اُسمین انہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان وشوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی۔ سیواجی نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اوسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے۔

جب وہ مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ایسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانین دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہین چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی۔ جن کامون کی بنیاد دغا اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور العمل کے ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب قسم کے مقرر کئے مگر انکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سوا اسکے اپنی رائے اور مرضی کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بھنگ ہو گیا۔ خافی خان نے اُسکے خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور عیال کی محافظت آبرو کا پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیدیتا وہ اپنے تعلقہ کے رعایا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔

یکا یک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔ انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا۔ خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔ قلعون کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو بے ہین توڑنے مین ہمیشہ انہین اپنے پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

سیواجی کا راج بنانا اور انتظام کرنا اور سلطنت کا انتظام کرنا

مگر شرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مرجاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
مین بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت
طفلی مین تھی دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھاجی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ مین باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی
کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ کہے تھے جنسے لوگون کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان سورہا
بائی بڑی ہوشیار و چتر تھی۔ اسنے سازو باز سے سب کو یقین دلادیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھی سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی درستی قید کے لیے حکم جاری کیے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
مین کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انھون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرات نہین کرتا تھا۔ غرض ارکان دولت مین آپس مین
اس باب مین لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پنالہ کے لیے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار ہی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء مین رائےگڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اسنے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے۔ اور اسکے دل و جان سے خیرخواہ ہوگئے مگر جب وہ اپنی جگہ پر مستقل ہوگیا
تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اسنے راجہ رام کی
مان کو بڑی بے رحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف برہمن
وزیرون کو بندی خانہ مین بھجوایا اور جو برہمن تھے انکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہین ہے۔ اُسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیان اور خرابیان و لڑائیان پیدا ہوئین وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلوّن مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگون کو جنہون نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹون کو اُس سے دلی نفرت ہو گئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑ کر دشمنون سے جا ملے۔ ایک بڑا پرانا رسوخ برہمن جو اُسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر ہیرلوک گون کیا۔ غرض پرانے نمک حلال اور لائق سپہ سالار اور بہ سوجھ اہلکار جو باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا جو فارسی کتابون مین کب کلس لکھا جاتا ہے اُسکا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان مین سنبھا کو سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھا کو باپ پاس لایا تھا اُسنے اپنے علم و فضل سے اُسکو الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کامون کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمین خلل آیا۔ جب میدان جنگ مین سوار آتے تو اُنکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمین یہ دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنون کے خیمون مین سے عورتون کو پکڑ لاتے اور ان سے ہم بستر ہوتے یا بیچ ڈالتے گویا عورتین بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگین۔ غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو اور لوٹ سے تنخواہ کے پورا کرنے کا حکم مل جائے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب لٹیر خونخوار اور غارت گر ہو گئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنون مین اُڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین ور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اسے خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے لگا سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی تھی۔ مگر اب اسپر اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین ایسا آیا کہ اُسنے یہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی ہے۔ پرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور مشورہ سے نہایت شوق سے ۱۶۸۲ء مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع کردی۔ اس غرض سے کہ یہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سے شامل ہو جائے۔ سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیون کے ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جس سے وہ دل شکستہ ہوا پھر اُس نے پرتگیزون اور انگریزون سے بگاڑی غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُس نے اورنگ کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دارالخلافہ سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین چہرہ چھپایا۔ اُسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانہ آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔ وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۴ برس بعد مری۔ وہ اورنگزیب سے نفرت رکھتی تھی یہ جس کا پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت ماب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین داخل ہوا۔

راجپوتون سے لڑائی باروت خانہ کا اڑنا۔

سمبر تھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوئے تھے! اعتقاد خان انسے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارگ مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے اڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مرگئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یہ ورشتا یہ لگاتا ہے کہ اس ضمن مین پادشاہ سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق توپخانہ کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی! اور پادشاہ نے کہا کہ اگر جہانگیر ہوتا تو سبکو گل دیتا۔

بادشاہ کا برہانپور سے اورنگ آباد جانا۔

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو یہان سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبد الکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف پور حابت سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی ہمراہ چلون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔ جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اُس نے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کی تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ع

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصر ہو سکتا ہے لیکن اس کے اطراف مین دریائے شور کے قریب ہونے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار اُن اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر و فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھ گروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہے محمد اعظم کے تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس دیکر منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا اسلئے اُس نے محمد اعظم کے محاصرے کے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اُسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔ اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہو گئی۔

جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہے اور اُسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ متعین کی ہے تو قلعہ رام سیج تھوڑے دنون بادشاہی تصرف مین آ گیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان تو قلعہ رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک بڑا آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اوسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس قلعہ مین توپ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی اور دس توپون کا کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی شہرت اس طرح دیجائے کہ توپخانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپچیان کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ و فعلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانباز
جو فن قلعہ گیری مین ہنار پر اینٹ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور روشنی اصلا اپنے پاس نہ رکھ کر مار کی مانند کمند پر اور تدبیر ون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اُسنے
اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرلی۔ خان جہان کی فوج جطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اُسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
اُنہون نے دفعیہ کیلئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگا کے
اور پُرانے لحاف چکنے کر کے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیکر چپ چاپ بٹھا دئے۔ وہ
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھ کر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگھہ نکھہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت اُنکے کاسہ سر سے جُدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو پیرو ون کو ساتھ لے کر زمین پر سر خرو اور شکستہ بازو ہوئے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ سو تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک مین
نہین کونگا۔ خان جہان نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کر کے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ رلیمان سن کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے گر گیا
اور وہ لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اُسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اُسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لنگر بان
جو مورچانون کے باندھنے کے لئے زمین سنگ لاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

گاڑی گیئی ہین انکو جلا دین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آنکر چلا کر کہا کہ ان کھنگرون کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرمانی کہ سپہ لاری اور کار طلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سر انجام کار نہ ہوا تو پادشاہ نے اُسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب منہا نے سُنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور اور قلعداروں مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا۔ عبد الکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے کیمام خان قلعہ دار بلہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۵ ار ربیع الاول سنہ ۱۰۹۲ھ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھپن ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے متصدی نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائین تو فاتحہ پڑھین۔ قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہ ہون۔ احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خرو حیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۶ ہاتھی ۲۳ لم گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۸ خچر دس صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔

محمد اعظم دریاے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اُسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اُترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جاوید سرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

دلیر خان افغان مرحوم

اُسنے ترددات نمایان کئیے تھے - وہ قوی ہیکل و زور مند تھا - قوت اشتہا غریب تھی - ابتدائے عمر سے انتہا تک اپنی الوس پر ضابط تھا - ماثر الامراء مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سیج ترو بہ کو دخل نہ دونگا - وہ لکھتا ہی کہ دلیر خان جو شجاعان کار طلب اور افغانان صاحب غیرت سے با نام و نشان تھا - دفعتہً بغیر کسی عارضہ بدنی کے مرگیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا - بہادر شاہ نے اسکی اطلاع پاکر بادشاہ سے عرض کیا - اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا - غرہ ذی قعدہ ۱۰۹۴ھ؁ مین بادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا - اوائل ۲۷ جلوس مین احمد نگر سے بادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - یہ قلعے سنبھا کے پاس تھے - ان اطراف مین بادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ ان آدمیون کو بھیجا - آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بسرافراز اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین سے تھا - اور اسطرف خوب واقف کار تھا - خواجہ مکارم بادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا - اسکا خطاب جان نثار خان تھا - اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رای سلیم و شجاعت مین بادشاہ کو پسند تھا - بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے - سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا واقعہ نگار تھا - راہ کے مابین بادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان درہای تنگ مین ہوئین - بادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا - جب موضع سالیر تک پہونچے تو نون مین کہ قلعہ قلب ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا - قلعہ کشا سپاہ اور ان کے نے بڑی جانفشانی کی - جان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے - آخر ایام معدودہ مین قلعہ فتح ہوگیا - ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور سنبھا کے لشکر والون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود ہوئی اسکے ایک طرف دریای شور تھا - اور دو طرف پہاڑ تھے جو نہر دار اشجار اور

سانپون سے بھرے ہوئے تھے - کہیں عفونت پیہم گرتا تھا - چارپائے اور آدم کمتر بلا آفت کہیں پھرتے تھے - چارپاؤن اور انسان نے لئے کوئی غذا سوائے ناریل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا - بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان پیہن کی خاک بنین - غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے - جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے - کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے - جب بادشاہ کو اس لشکر کی مصیبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اُس نے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لادکر بادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو - بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سیمبا کو انکی خبر ہوئی - راہ کے مابین سب جگہ دریا مین سیمبا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے - سر راہ اُسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا - چند کشتیان لوٹنے سے بچکر سلامت پہنچین لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس چالیس پلون سے غلہ زیادہ نہ بھیجا - بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا - شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین بادشاہ کی خدمت مین آیا -

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا - اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اُسکے افعال قبیحہ مین سے یہ کام تھا کہ اُسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا - یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے - اور فسق و فجور اور مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سیمبا کی ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین امداد کی تھی اور ایک لاکھ ہُن اسکو دیا تھا - ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم اپنے سید مظفر حضور مین آیا -

ابوالحسن کے امرا کے سب مین سید مظفر تھا اور اُسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

پانے مین کامیاب ہوا تھا - اُسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اسنے بسبب عدم موافقت کے بادشاہ
اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دونو ہندوؤن کو دیدیا
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشئین کیہ کے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف
رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابوالحسن کی قید مین تھا خلاصی چاہی - مگر اس عرض کیساتھ یہ بھی
معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکنده ورانگیر متعلقہ صوبہ مظفرنگر کے اس دعوی سے کہ وہ
پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابوالحسن کے امرائے اپنے تصرف مین کر لئے ہین - بادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ
حیدرآباد کو تسخیر کیجیے اور ابوالحسن کو استیصال - ابتدا مین خان جہان بہادر کوکلتاش کو اُس کے
بیٹون کیساتھ بھیجا - اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصاً ہمت خان - راجہ رام سنگہ کو بھی اسکے ساتھ
کیا - اور امراء کو ابوالحسن کے منصوبون کی تنبیہ تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے
نکالنے کے واسطے مقرر کیا - اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیرون کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا -

ان ہی ایام مین مرزا محمد شرف علیخانہ کو ابوالحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کہ ہمنے
سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مربع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہین انکو
اور تحائف کیساتھ قیمت لگا کے باقی پیشکش مین مجرا دے کے بھیجے اور خلوت مین اسے ارشاد کیا
کہ ہمکو الماسون کی اصلا احتیاج نہین ہے - ہم انکے لئے تجھے نہین بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے
سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہین تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرے
ہم تجھکو اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہین اسلئے چاہتے ہین کہ اورون کی طرح تو مال کی
طمع مین آکر ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو - اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے - بلکہ کلمہ کلام مین
ایسا بے محابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک
دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہو جائے تا مقدور اسکو خفا کر اور اہملا
خلا و ملا مین ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ - مرزا محمد نے جاکر الماس مذکور طلب کئے -
ابوالحسن نے سخت قسمین کھا کر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہین ہین اگر میرے پاس ہوتے تو مین اپنی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا - بادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن سے مرزا محمد گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح و قدح کرتا - ایکدن گفتگو مین ابوالحسن نے کہا کہ اس مختصر ملک مین ہم بھی بادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا نہین ہے کہ اپنے تئین بادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سُننے سے بادشاہ کی گرانی خاطر کا باعث زیادہ ہوتا ہے - ابوالحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے - جبتک ہم اپنے تئین بادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر بادشاہ بادشاہان کبھی نہین ہوسکتے اس جواب کو سُنکر مرزا لاجواب ہوا - مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے بادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج شاہی بسرداری بادشاہزادہ محمد معظم و خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہے تو اُسنے بادشاہی لشکر کے مقابلہ مین ان امرا کو روانہ کیا - ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا عمدہ سپہسالار تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راو کو کہ برہمن صاحب السیف و القلم اور ابوالحسن کا مشیر اور وزیر مادنا کا چچازاد بھائی تھا اور اور امراء رزم جو کارزار دیدہ کو اور تیس چالیس ہزار سپاہ کو سرحد بیجاپور اور حیدرآباد کے مابین طرفین کی فوجین نزدیک ہوئین شاہزادہ محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا مقدور جنگ نہ ہو - اُسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا اول اگر ابوالحسن اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی مین مادنا اور اکنا کی دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے - دویم پرگنات سیرم و رامگیر وغیرہ کو جو بندہائے بادشاہی سے یہ دعوی کرکے غصب کیئے ہین کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑدے اور منصوبان بادشاہی کو حوالہ کرے - سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف بادشاہ کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے بادشاہ سے عرض کرین امراء دکن نے بادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دور نہین کیا - طرفین سے جنگ و صف کشتی شروع ہوئی - خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین اُن سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے - ان مین سے بعض بیان کی جاتی ہین ایکدن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا - خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابوالحسن پاس تین ہزار سوار تھے بادشاہی لشکر کی ہراولی پر

ہمت خان مقرر تھا صبح کو کوس کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپون کی دھون دھون اور بان کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس مین جنگ عظیم ہوئی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج چارون طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اُسپر عرصۂ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اُسپر دکن کے لشکر کا ہجوم بڑھتا تھا اس ضمن مین بری خان جسکا لقب ہاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور اسکے ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہین جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا ہاتھ مین لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ مین ہون اور اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبۂ غنیم کے پیغام آتے تھے۔ کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت مین راجہ رام سنگ کا فیل مست فیلخانہ مین بندھا ہوا تھا اُسکے منہ مین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلبان ہمت خان کی ہراول کی فوج مین لایا۔ ابوالحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل مین گھوڑونکو دوڑاتے ہوئے آئے تھے۔ اب ہاتھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر مین ہل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سردارون کے گھوڑے چراغ پا ہوئے۔ اور سوار خود زین کے اوپر سے زمین پر سرنگون نیچے آئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے بہین خیمے لگا کے شادیانے بجانے شروع کئے بہت غنیمت گھوڑے اور ہاتھی بیشمار مع توپ خانہ کے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر مین چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سردارون کی سپاہ جو پیچھے رہ گئی ہین آ جاوین جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبا ابوالحسن کے تصرف قبضہ مین تھی۔ اس گڈھی پر تردد نمایان کے بعد

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کر کے دھاوا کیا۔ جان نثار خان نے مکرر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ یادنا اور رستم راؤ کہ اطراف پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔ چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کیئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان بہادر زخمی ہوئے۔ آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمے لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت بھیجی اخبار نویسان کے نوشتون سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب کرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خان جہان بہادر بھی کئی سببون سے پادشاہ ناراض تھا۔ اول اُس کے لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی برہی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض صادر کیئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ تھال نیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا سوم بعض اور بےسلوک بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان نصیحت آمیز بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہون سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تک تنگ کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا۔ اگرچہ پر و ر شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سپاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کر کے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ اُنکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسسے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اُسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + شاہزادہ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کر کے مشورہ
کیا حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلیئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبداللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہواخواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ جہیل
کی گوشمالی کے لیئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کر کے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہراولی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراولی
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگدھی سیرم وکیر اور محال سرحدی سے کہ پادشاہی تصرف مین آئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و شفاعت کی دستاویز بنا کے پادشاہ سے عرض کرین - یہ پیغام زمرد نام ناظر محل شاہ کے ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ منہاج اور رستم راؤ زنار دار نے متفق اللفظ ہوکر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر بان مارے کہ سراچۂ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اُڑگیا - اُس روز ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا - خالی توپین چھوڑ کر پے در پے شلک کی آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی - دکنیون کی ان شوخیون سے پادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی - شاہزادہ معزالدین کے ساتھ خانجہان بہادر کچھ بدستور سابق ہراول بنایا اور صفدر خان و ہمت خان اور دلاوران کو راجاؤن کی جماعت مین برانغار و جرانغار و التمش مقرر کیا عبداللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوافی و راجہ جے سنگھ و سمندر بیگ و خواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ و مقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار مین پاؤن رکھا - اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کر کے صلاح کار اس مین دیکھی کہ تین چار کروہ پر بھیر کو دائین طرف بھیجدیا اور جنگ مین توپخانہ کا صرف نہ جاتا - بڑی بڑی توپون کو گڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا - دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول شاہی کے مقابل اور دوم کو التمش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سردارون کے ساتھ چنداول سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا - ایک بارگی دکنیون نے جوش و خروش جلو ریز سیلاب بلا کی طرح فوج پادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا چپقلشہاے رستمانہ بروئے کار آئین عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش و کشش ہائے دلیرانہ ظہور مین آئین - دکن کے سردارون نے ہراول و چنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا - سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائین بائین طرف گیا دو پہر تک معرکہ کارزار

گرم رہا پھر دکنیون نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب انکی لشکرگاہ تک کیا جس سے لشکر دکن مین غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے اور تمہارے درمیان ہی۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانون کے ناموس و عیال کو تاخت و تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہون۔

شاہزادہ معزالدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منع کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنیون نے قبائل کو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار کر کے گدھی مین جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ ترددات رستمانہ دونو طرف سے ظہور مین آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکنیون کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکنیون نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہ نے ایک راجہ کو ساتھ لے جا کر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اُسکے خود دہن پر بان پتھری کا صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ غیرت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ مین ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک دکنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ جنگ مغلوبہ صف مین طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایک دو سردار ہمارے اور تین چار یہ تمہارے بغیر فوجون کے میدان مین آکر سپاہ گری کے فن اور تردد مین اپنے زور بازو کا امتحان کرین۔ پھر دیکھین کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سنکر اُن سے کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہے جسکا رواج تمہارے ہان بہت ہے اسکے سبب سے اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہین کہ آخرکار جب دکنیون پر عرصہ

کارزار تنگ ہوتا ہی تو وہ ننگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین ہمارے نزدیک اسسے بدتر کوئی عار نہین بس بہتر یہ ہی کہ سید عبداللہ اور ایک اور دوسرا سردار ہماری لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آئین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدین اور تم بھی اسی طرح سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پابزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بگریز نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی کہ ابوالحسن سرار بھاگ کر حیدر آباد مین گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے ہوئے انکے تعاقب مین حیدر آباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدر آباد کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم کی طرف سے ابوالحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اُس کو بدظن کیا کہ اُسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا جب محمد ابراہیم سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدر آباد مین خبر پھیلی تو ابوالحسن حوصلہ باختہ ہو کر بغیر اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے پہر رات گئے خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ اسباب اُٹھا سکا ساتھ لے کر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابوالحسن کے تمام کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اٹھانے کی فرصت نہین ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی عورتون کو برقعہ اور چادرہ بھی نصیب نہوئی۔ شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے شہر کے اوباشون اور غارت گرون نے مال خوب لوٹا۔ امراء و تجار و غربا مین جو زور بازو رکھتا تھا اور زرخرچ کرسکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار مین لاکھون زر نقد
واقسام مال و اقمشہ اور امراء و تجار کے چینی خانے اور ابوالحسن اور اسکے ارکان دولت کے فراشخانہ
کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانون
اور ہنود کے زن و فرزند اسیری مین آئے اور شرفا و غربا و ضعفاء کی ناموس برباد و فنا
ہوئین کہ بیان نہین ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہین سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولون کو مقرر کیا
کہ دو پہر لوٹنے سے لوگون کو منع کرین مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سوارون کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابوالحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولون نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہین موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابوالحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو بادشاہزادہ کو اس گشتہ بخت اور یہان کے رہنے والون پر رحم آیا۔ اُس کی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش مین سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا وجہ مقرری سالانہ
ادا کرے اور دونو بھائیون مادنا اور آکنا (انکنا) کو بیدخل کرے اور گدھی سیرم اور
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئی ہین دست برداری
قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کرکے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے۔ اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو بھائیون کے قید کرنے مین تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداروں
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونو بھائیون کو قتل کروا دیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
بادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیان تھین انمین سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء مورو ثی عرب سے تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی
مین اسکی طرف رجوع کرتا کچھ دنون کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور حسب و نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبد اللہ قطب الملک نے دوسری بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جسپر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت کیجے۔ اُسنے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا سر دست کہ مدار علیہ محل تھا۔ اور محرمان حرم میر احمد کے ہمدم اور معاون ہوئے عبد اللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابو الحسن سے یہ نسبت قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ دری مین عبد اللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع ایام شباب سے فقراے خراب وضع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نامحمود کے اختیار کرنیسے قطب شاہ کے ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبد اللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلیے ابو الحسن درویشون مین خانقاہ سید راجو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ اُسسے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر رنجیدہ خاطر... محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبد اللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے خصوص سید مظفر اور موسیٰ خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنے آگے ہیچ جانتا تھا بعض خدمہ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین۔ سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کی سلسلہ مین تھا۔ اور حیدر آباد کے امراء مین صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سب سے رفق و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبد اللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہانتک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بہو کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر حبشی و ترکی کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار پر مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسیٰ خان محلدار اور مادنا و آکنا کی سعی و تردد سے کل عمدہ نوکر ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دونو بھائی مادنا و آکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے لیکر میر احمد کو مغلوب و بے اختیار منزوی کیا اور ابوالحسن کو تخت
سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب نہین قبول کیا تھا۔
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے
بنا دولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اُسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا
بیان یہ ہی کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہی کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہی اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ
تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین
برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہی آخر کو ایک دوسری کی استیصال
کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابوالحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت
زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابوالحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو
امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہرچند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامۂ فساد
خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر مادنا پنڈت
(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابوالحسن کے ساتھ دمساز
اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو
انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابوالحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور امور
ملکی کے لئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اُسسے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھہ گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آگنا (انگنا) کو عنایت ہوا۔ ان دونو
پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا ایئن ان ایام مین ملگئین کہ میر ہاشم اسم
سید مظفر نے بادشاہ سے اپنی باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محبوس کے منزوی تھا۔ بادشاہ نے
بادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے
کے واسطے تعین کیا۔ اُسنے ابوالحسن پاس قصبہ کوہیر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابوالحسن نے اسکو رستم راو کے

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب پادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا۔ پادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی بعض کہتے ہین کہ وہ لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضہ داشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ پادشاہ سے عرض ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ کرتا تھا سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور پادشاہ کا تربیت کردہ وہ جابت پر مفرر ہوا اُسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے بھیجا۔ خان جہان بہادر اور پادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا۔ اور تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خان زادون نے اپنی جوہر کارطلبی دکھائے تھے۔ پادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضہ داشت کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف اس عبارت مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے مُنہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خوردہ کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سمجھا کے ان سرداروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو پادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک ہی فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکارون کا داروغہ بھی تھا۔ سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

مگر بادشاہ کے حق نمک اور جمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُسنے افشائے راز کو مناسب نجانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفار کی قسم لیکر حقیقت کار پر اطلاع دی۔ اعتقاد و نہایت متوہم ہو مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت مین بادشاہزادہ کی خدمت مین سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے وسعت خلق کے سبب سے جواب مین فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہی جسوقت خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب مین ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی مین گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کو بیر مین چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحۃً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص و عام مین یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور ابلہ فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ لشکر غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کومک نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہوکر دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکھ حیدرآباد کے کنارہ سے اُٹھ کر کھیر مین آکر ٹھیرا۔ ان دنون مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر معروف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو بادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڑھی سنسنی بنا کے تاخت و تاراج شروع کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور مین بادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا۔ باوجودیکہ بادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز ازراہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے مگر کچھ فائدہ

نہ ہوا تو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ
بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب جگہہ
فوج دکن لڑ رہی ہے عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھر رہی
ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون نے
ہر طرف سے ہجوم کر کے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کر دیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہو گیا۔ کہین لئے
جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیر لیا کہ
محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا
تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیر انداز خان و
خنجر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے
متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر اُنیس بیس ہزار غلہ کے بیل لیکر پرگنہ اینڈی مین پہنچا
جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہی تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ
کے محاصرہ کے لئے بھیجے جنمین فاقون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے
سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہی کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی
پر عماری مین پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش
کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان
بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سوائے
برق شمشیر و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن میں سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ
کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر
ہو گا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کار نمایان
کئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی
اُسنے بے اختیارانہ غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے ترددسے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔

اس ضمن مین کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمرائے کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور مین پہنچا محصورون کے عقل و ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تھلکہ انمین پڑگیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارہہ اور امرا و کارطلب کو چند کلمات غیرت افزا کہکر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ امرائے بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج خانی کو سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی کبھی سید عالم بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا مُنہ مین لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدل ہوا تو محصورون کی طرف مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ و سنگ سمجھ کر پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو آدمیون نے بادشاہ کے کان تک اُسی پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی خان اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادتخان
صدر کو توال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبد العلیم کو جو شاہ عالم پاس آئی پکڑلاے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص سے قاضی کی عدالت
مین شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکو لائے
اُسنے راز سے پردہ اُٹھادیا اور کہدیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبد اللہ بارہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہین اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بُلاکر یہ باتین بیان کرکے
اسکو شرمندہ کیا اور سید عبد اللہ خان بارہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔
پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا ہر چند ظاہر مین مراتب و مناصب و لوازم ولیعہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم
نہین کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبد اللہ کے جرائم کا شفیع روح اللہ
ہوا۔ پادشاہ نے عبد اللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظر بند رکھے پھر خلاصی کا حکم
دے دیا۔

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ
عریضۂ نیاز بجناب رسالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہرہ کے باب پاک کے محاذی جاکر صندوقچہ
کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک مین داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گذر جائے۔

١٥ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل
رازدان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت
پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی وختمات
پڑھوائے بختاور خان علماء و فقراء و شعراء کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی مین
کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات مین سے
مرآة العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو خدمتگار خان ناظر محل اس دار المحن سے
دار القرار مین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیر خواہ تھا۔ اسکے جنازہ کی

نماز کی امامت بادشاہ نے خود کی۔
دوم جمادی الآخر کو بادشاہ احمد نگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اُس لشکر کا حال انگریزی تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہین سوارون کی ہزارون بیرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔ قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتھیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین وہ پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ یا دلی مرہٹون کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہی خیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانی سیکڑون توپ مین۔ انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون بیلدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر بادشاہی خیمے لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ بادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل انمین عربی۔ ترکی عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری سازے پڑے ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش سلیقگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بہری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ الغرض لشکرگاہ کی عجب رونق تھی۔ بادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زر بفت و کمخواب سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سوگز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سب کا رخانوں کے خیمے جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ میں پادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا یا کرسی ہوتی۔ حمام۔ غسلخانہ۔ چاند ماری کشتی کے لئے اور اور ورزشوں کے واسطے الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینوں اور چینی ریشمی کپڑوں غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے وہ روپہلی سنہری ستونوں پر استادہ ہوتے۔ پادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے کلس لگائے جاتے اور خیموں کے گرد رنگین قناتیں کھڑی ہوتیں۔ بورچیخانے اور آبدار خانے کا سامان سیکڑوں طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ شورہ خانہ۔ غرض سیکڑوں خانے اسی قسم کے ہوتے اور پھر ان سب پر یہ اور تکلف زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جس وقت پادشاہ اپنے خیمے میں داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپیں سلامی کی چھوٹتیں۔ غرض اس عیش و عشرت کے سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم وسنی ۱۰۹۷ھ

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصوروں و سرداروں کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر گھوڑے بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۷ھ کو پادشاہ خود اس مدمہ کو دیکھنے گیا۔ جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگروں کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنارہ خندق تک گیا۔ سواری کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک عجب ہنگامہ ہوا پادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبد الکریم نے سرمہ کی قلم سے لکھکر یہ تاریخ پادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زودی می شود ۱۰۹۹ پادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہوگیا شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز میں دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

۱۲ ذی‌الحجہ ۱۰۹۷

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے
اسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی سنہ ۱۰۹۷ کو قلعہ کی کنجیان بادشاہ کی خدمت مین
بھیج گیئن اور بادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار
عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ
روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی
تاریخ کی فتح (رسد سکندر گرفتم) ہوئی۔ کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہ کہا اور لکھا
کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح
گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امراے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا
اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے
کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہاے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو سنہ ۱۰۹۷ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف
کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدر آباد کے نام فرامین بھیجے جن مین
مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ
سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدر آباد کی تسخیر کا ہی
تا مقدور وصول زر مین تقید کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات
بادشاہی کا امیدوار کر کے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کر کے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیشکش کا میسر ہونا متعذر نہی۔ خواجہ سراے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو
زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو حد اگر کے اُسکے حوالہ کرون سعادت خان
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چندروز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ مین آنے
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیون کو طلب

بادشاہ کا حیدرآباد کو فتح کرنا۔

نو عدد خوانچہ جواہر اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہر لگا کے بھیجے
اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین رکھے اور دو تین روز مین زر نقد بھی جتنا
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکوا کے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے۔
یہ اتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھینگیان پادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ پادشاہ گلبرگہ سے گلکندہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اُسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہر اور زیور پاس
بھجوانے سے یہ تھا کہ پادشاہ میری حال پر ترحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ پادشاہ گلکندہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہاے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ پادشاہ ادھر آتا ہے مین نے وہ جواہر کے خوانچے سربمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ پادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو
و شورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین پادشاہ کی مرضی
پر اور پاس حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے غنیمت ہے کہ کام کے لئے جان
نثار اور گذشتہ کرنا چاہیئے۔ پادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بقدر مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان
کا یہ عذر سُن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی۔

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے بادشاہ کی خوبیون کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب بادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان شکر رنجیان ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع و ادعاء تقویٰ ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر محمول نہین ہو سکتی بادشاہ کو چاہیئے تھا کہ وہ فضلاء و صلحاء و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ ہے کہ گھوڑے جب آئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقی وقت سے میر آختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ بادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نو سو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنھون نے ذبح کیا اسی لئے بادشاہ نے بھی یہ کیا علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ امراء ایران کے گھرون پر گھوڑونکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کئے جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقراء تکلیف اُٹھا کے اُس سے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین۔ جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر آفرین کی۔ بادشاہ گلبرگہ شریف مین زیارت کر کے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کر کے ظفرآباد بندر کی طرف آیا بیس روز یہان قیام کیا پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اُسنے

سخن دان نوکروں کے ساتھ اطاعت و عفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیے روانہ
کیے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران بمحل مدد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب
سپاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا۔ اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا میں ابوالحسن کی تقصیرات
کی بابت لکھا کہ اس بد عاقبت کے افعال قبیح احاطہ تحریر سے باہر ہیں انمیں سے سو میں ایک اور
بہت میں سے تھوڑے شمار کیے جاتے ہیں اول ملک و سلطنت کا اختیار کافر فاجر ظالم کو
دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے
علانیہ رواج دینے میں کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی
میں انواع کبائر میں شب و روز مستغرق ہوتا بلکہ کفر و اسلام میں اور ظلم و عدل میں اور فسق و
عبادت میں فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت میں اصرار کرنا اور اپنے تئیں عدم اطاعت
اوامر و مناہی الٰہی میں خصوص مادہ منع معاونت دار الحربی میں کہ نص جلی کلام مجید میں
بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب میں ہمنے فرامین
نصیحت آمیز آداب ان آدمیوں کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبۂ غفلت گوش سے نہ نکالا۔
بلکہ اسپر طرہ یہ ہوا کہ سبھا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سُنا۔ باوجود اس غرور و مستی
بادۂ ناکامی اپنے افعال اور زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دونو جہان میں رستگاری
کا امیدوار ہونا ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیے شیخ منہاج و شرزہ خان
و مصطفیٰ خان لاری اور سرداروں کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور
بادشاہ کو زندہ گرفتار کریں اور اعزاز کے ساتھ لائیں تو امراء نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا
دل و جگر انگار بن رہا ہے قسم پالنے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہیں ہوسکیگی۔ جب بادشاہ
حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے
بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی تسخیر کے بعد
ابراہیم گڈھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اُسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۷ء کو بادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا اُس سے
اُس سرزمین مین ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوں اور
اسباب قلعہ گیری فراہم ہوں۔ قلعہ کے برج و بارہ توپوں کے گولوں سے ڈھائے
جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ بادشاہ نے پے ہم سُنا کہ لشکر کی اطراف
مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے
دونو فوجوں مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی
گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین
زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ بادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیوں
کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آ گیا تو مورچالوں اور دمدموں اور تقسیم افواج کا اور
مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے
داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔
بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے بادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کے
محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خفت انگیز
پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے بادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات
کرا دے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتوں صلح و جنگ مین میرے استصواب سے
انفصال ہو اور بجد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروں۔ فتنہ جو
واقعہ طلب آدمیوں نے اس پیام سے اطلاع پاکر بادشاہ کے کان مین اسکو بہت
آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن و صورت
و لیاقت کے فریفتہ تھا جسے اسکی سوتین جلتی تھین انہوں نے اسکی نسبت بادشاہ سے کہا
کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس
بدل کر قلعہ گلکنڈہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

[illegible]

بارہ مین پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور نہ کرے تو ابوالحسن کی رفاقت شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدہونے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ کے جانے کی فکر مین ہی۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ مین بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ مین پڑے۔ ان امارات نے اخلاصی نے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایکرات کو اپنے مرحلہ سے حضور مین آیا اُسنے ان نوشتون کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان و خواجہ ابوالمکارم سے جو شاہ عالم کے بڑے مقرب نوکر تھے۔ اصل حال پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ کوئی فاسد نہین ہی۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ یا اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی بےتقصیری ظاہر کی مگر بادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہین دور ہوا۔ ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۹۷ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا۔ ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار مین ضبط ہوگئے اُسکا منصب چھن گیا اسکی جاگیر اور جاگیرداروں کو دی گئی۔ نورالنساء بیگم مقید ہوئی کہتے ہین کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل مین کہا کہ مین چالیس برس کی محنت کو خاک مین ملاتا ہون۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آیندہ لکھا جائیگا۔

محاصرہ گولکنڈہ مین ہر روز اور ہر ہفتہ مین مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک دن لشکر شاہی سے شیخ نظام مصطفےٰ خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے پیش آئے اور عجیب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگہ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے سے گرا اور راجپوتون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور دکنی بھی قتل و زخمی ہوئے اور اہل قلعہ دکنیون نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردون کی لاشون کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہوگئے شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن کے بادشاہ پاس چلے آئے

محاصرہ گولکنڈہ کا وقائع

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفی خان لاری عرف عبدالرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و باروت و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سے گولہ توپ و گولہ تفنگ و بان و حقہ آتش بار برستا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا یہ کام ایک سال مین ہونا مشکل تھا۔ انہون نے ایک ماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پُر کرنے کا حکم ہوا کہتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسہ کرباس کو خاک کے پُر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو بیچارے بے بضاعتون پر گذرا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا مین گلزار دکن مین بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو سے نکلے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کا نہ ہوئی۔ جسپر حیدرآباد کے آدمیون کی زلیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون سنبھا کی فوج جو حیدرآباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہ ہائے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون ہوا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سے گرسنگی و بے برگی کی تاب نہ لاکر ابوالحسن
پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کرکے محصوروں کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر
امتداد ہوا پادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبر آباد کے
انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ پادشاہ نے اُسے بلا لیا۔ محمد اعظم کے
آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اُسنے یہ سمجھ کر کہ
مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا
ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو پادشاہ نے دیوان سے خارج کردیا عبدالکریم
کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب اور
مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست و یکم ۱۰۹۸؁

او آخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم ۱۰۹۸؁ کو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان
بینی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر
عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات
باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینون
پر دمدمہ کے اوپر سے اور ان راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان
بینی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ پادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ
ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جاکر دروازہ
کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے
ہی آدمیون سے پادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی
کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچادیا۔
جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آواز بلند ہوئی۔ تو
ابوالحسن نے خذنۂ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہوکر اپنے مکان نجاح مین

آیا اور مسند پر جہانپناہی ناخواندہ کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسلئے اسنے بکاول
پر تاکید کی - روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبردہ آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی - وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب خوبی داری اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور پہر ایک سے گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا - عقلاء تجربہ کار کہا ہے کہ جب برگشتہ
اختر صاحب شروتون کو خیل حوادث سے لیل و نہار سروکار بیکار رونما ہوتا ہے تو وہ
حوصلۂ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے - رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تک باہم صحبت
بے نفاق رہی - بکاول نے دسترخوان بچھایا - اسنے امراء کی صلاء کی - ایک دو اسکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے - روح اللہ خان نے عرض کیا - مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے - ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے تجھے اور شاہ و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر مجھے دنون مصلحت پروردگار کا اقتضا یہ تھا
کہ پندرہ سولہ برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پہر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا
کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا - ایک ساعت واحد مین میرے لئے
پادشاہی کا سامان تیار کر دیا - الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین - لاکھون روپئے بخشے کروڑون خرچ کئے - اب سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھا لیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی زیست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری اختیار
کی عنان دی ہے - پھر وہ مالہائے مروارید گردن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا - شاہزادہ محمد اعظم دروازہ پر ایک چھوٹے خیمے مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس
ابو الحسن گیا اور خوشی سے مالۂ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی اُتار کر نذر دی شاہزادہ نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجا۔ اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئین مقرر کر دین کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے
بعد اسکے ابو الحسن اور اسکے امیرون کے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لاہوری ناپاک بے ادب ہے اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہین ہے بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابو الحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق جیسا
ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے
اُسکو کہلا بھجوایا کہ مین نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبدالقادر کو
اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف سے
تقصیرات کی تسلیمات بجا لائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا۔ کہ مین قدر دانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہے اس
حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کر سکون تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابو الحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کر سکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہی ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون اور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار روپیہ کل تخمیناً چھہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ کروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے از فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد کہی۔ بادشاہ کو پسند

جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کرلیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ کرلیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔ اور انکو بقدر حالت سرافراز کرلیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہی۔ وہان پیدیا پریہ نایک قوم ڈھیڈہ کئی پیڑھی سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اسکا سکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کرسکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو رسد مارنے کے لئے چھہ ہزار جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کرچکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خانہ زاد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اوس لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔ اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے انتشار پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا کہ ملک مالک الملک کو سپرد کرتا ہون اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ کے حکم سے اسکے خان و مان کی حفاظت کی اور یہ گاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیای اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سُنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک بندۂ شاہی کو سپرد کی اور پریہ کو ساتھ لیکر حضور مین آیا - ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ کو پریہ بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے دنون کے بعد وہ مر گیا - بڑا بدصورت تھا - بادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا -

باوجودیکہ حیدرآباد کی آب و ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ ہان گیا - جہان جہانبانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سنبھا کو سزا دے - سکندر اور ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا - غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۳۲ جلوس کو بیجاپور کیطرف چلا - خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی سے قلعہ ادونی کو تسخیر کرے - یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا - جب عادل شاہی دولت مین خلل پڑا تو اُسنے اُسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم بنائے رکھا - اور عمدہ خزائن و دفائن و اسلحہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر متحصن ہوا - بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سنبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا اور خود بادشاہ ۱۸ ربیع الاخر کو ظفر آباد بہدیہ مین آیا - ابوالحسن جسنے پندرہ برس کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین ایک کروہ مسافت طے کر کے محمد نگر مین آیا تھا اُسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خور و خواب کا اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضروری ہے مہیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا - سویم جمادی الاولی کو بادشاہ گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۳ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجاپور مین آیا ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بہ ہمزدگی سے

بادشاہ کا دار الجہاد حیدرآباد سے دار الظفر بیجاپور کو جانا -

نعمت خان عالی اور وقائع نعمت خان

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم بخت حالت سے نکلے اور تنخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی پادشاہ نے بہت سی خستہ دلون کو آسودہ کیا۔

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا اسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہی۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی مشہور ہے۔ شوخی طبع کے سبب سے اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین۔ ضلع جگت پھبتی پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہو۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمہ کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو پادشاہ نے پھکوا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے تھے وہ باقی رہی۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتون کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا فرحبخش نہین ہی مگر پھر بھی پایہ تاریخی سے ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔ کہین لکھا ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ نے پادشاہ سے کہلا بھجوایا کہ پانچ چھ لاکھ تھیلے غلہ کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ عبداللہ اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہی اور حکم کی اطاعت کرتا ہی۔ محاصرہ اور جنگ کے سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم عفو کھنچ جائے۔ تو بحکم الصلح خیر۔ قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق مسلمانون کے حال پر ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اس کو

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان دونو سخت شیعہ ہیں مذہب
اونکو سنت جماعتون کے کامون کے برے رخ کو دکھاتا ہوا اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے
اسلیئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکال دیتے ہین
خافی خان نے قسم کھائی ہی کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب ہو
کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہی تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔
آگے ہم مرہٹون اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخون
سے نقل کرتے ہین جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخون سے
کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ

ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بدانتظامی —

ہو گیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین
شامل کرنا عقل دور اندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی
حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹون پر
اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ
اور منتشر ہوگئے۔ پٹھانون اور بیگانہ ملکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی
اور جو افسرون مین سے اپنے آقاؤن سے بیوفا بن کر یا بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت
اور ملازمت مین آئے اُنکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے
موروثی کار پردازو موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبھاجی سے جا کر ملگئے
یا بجائے خود قزاقی اور راہ زنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعون کا دکن
گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو
جو لوٹ کھسوٹ اور قزاقیان کرتے اُن مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ
مرہٹون ہی کو اپنے ان افعالون کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی کا
بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی
بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب مذہبی نے

ہندؤن مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرہ گیا بادشاہ کے
سر پر چڑھا تھا کانٹارون کا ہار اُسکے گلے مین پڑا تھا جنسے آخر اپنے زخمون سے گور مین اُسکو
پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سے بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۶۸۹ء
مین بیجاپور اور گول کنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین اُنہون نے
فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبا لیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو
تنجور تک محدود رکہا۔ اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئے تھے اُنمین سے
مرہٹون کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے
سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب نجما چنانچہ
اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیسی مکھیون اور زمینداروں کو دیا جاتا اور اُنکی حکومت
افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول
ہوتا تھا اُسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے
اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدیے
جاتے۔ تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔
سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنی محلون مین پڑے اینڈا کیے۔ اور اورنگزیب کی ان
فتوحات کو دیکھا کیے مرہٹے تو اُسکی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہین کہ اسکے وزیر پنڈت
کلوشا نے اُسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون
کی حسد اور سازشون اور فسادون سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مے نوشی
کی کثرت سے اُسکے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایون کا ایسا
غلام بن رہا تھا کہ اُسے اُسکی اور اُسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی
ہو گئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو
مغلون کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گول کنڈہ کی ریاستون کے ساتھ ہوتا

فتوحات دکن کے بعد کا انتظام۔

سنبھاجی کی غفلت و عیاشی اور اورنگزیب کے ساتھ مقابلہ نکرنا۔

کیا وہ انگریز اور پرتگیزون سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ میسور کے ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام مین شریک نہ کرتا کیا وہ اصلی آزاد باشندون کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالایق کیا کرتا اُسکے تو خیال مین ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکھن کی سلطنت گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیرین بتلائے۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ شہزادہ اُسے چھوڑ کر سنہ ۱۶۸۸ع مین ایران کو جائے اس سے زیادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی کی ہوسکتی ہے (کہتے ہین یہ شہزادہ ایران مین سنہ ۱۷۰۶ع مین مرگیا۔ شاہ ایران نے اسکی بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعون کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹون کی پایین جو پیدائی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعون پر محاصرے پڑے تھے اور بعض اُنمین سے چھین بھی لئے گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بھی نہین رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلائے

یہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام اُنکو خود کرنا چاہئے تھا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹون کے دیوتا کا پُتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤن کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش مین آیا اور اُسنے مسلمانون کو مزہ چکھایا اب اُسکے مارے جانے کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغربی

بالاگھاٹ پر کولاپور مین رہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگرداری سے ماہر تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعۃً جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر چپ چاپ سنگمیشر کے باغ مین کہ پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔ وہ نشے کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس گُستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی پھر سر کو تن سے جُدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گیا جاتے ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹھ پر کس کر گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جبتک زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہوجاے۔ مگر جب اُسکے بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسّے مرنا بہتر ہے تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب دلیرانہ دیا کہ بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اور اسی پر بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ کے کانون مین پہنچا تو اُسنے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اُڑائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و غضب

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین ہی۔ غرض اس جان کے جانے سے انکے عزم مردہ مین جان پھر آئی اور جوش وخروش اور مذہبی ولولے انکے دلون مین ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا ہوئے تھے۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے تھے۔ قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعہ دار نالائق۔ سوا اسکے بادشاہ کی شجاعت اور اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھادی تھی۔ کہ مغلون کی فوج کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر رائے گڈھ مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جیسوبائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیرخوار سیواجی کو راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب مرہٹون نے اپنے سب کارخانون کو درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعہ دار لائق مقرر کئے جو ساہوجی کا انتظام تھا۔ سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جس وقت ضرورت ہو جمع ہو جائین۔ غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا وہ وبا کی طرح سارے انکے پیرؤون مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور غلہ وکاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہوگیا اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور مان بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس گرفتاری سے کچھ مرہٹون کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور انپر قید نہ تھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے۔ پنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لیے۔

اب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین پھرتا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہو سکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ کرناٹک پائین گھاٹ مین چلا جائے چنانچہ اُسنے مہاراشٹر مین جو صلاح ابتک باقی تھی اُن مین دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی۔ اور ملک کی حفاظت اور حراست کا اچھی طرح انتظام کیا۔ اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔

یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا۔ اور جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے۔ اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہان تک فضولی اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دیے۔ یہہ اسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پرہلاد ہاتھ لگ گیا۔ اسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین رعایا اور فوج دل و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

سچ یہ ہے کہ اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔ اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے لیے ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور تو ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اُس وقت اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لیے چاہے۔ اور تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین جن سردارون پاس جاگیرین تھین اُن سب نے ظاہر مین بادشاہ کی اطاعت اختیار کی

[illegible]

اور اسپر یہ و طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار مین اور سبون سے سبقت
لے گئے تھے۔ مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی
مہمون مین اپنے نوکرون کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ گروہ
کے گروہ اُنمین داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض اُنکے اس نفاق اور چالسونہ حکمتون نے
جو نقصان دشمنون کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا جب یہان کے سپاہیون نے دیکھا
نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے اُنکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہی کہ جس کا کچھ
اثر ہو تو اُنہون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی
راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی اُنکے ہان فتح کے یہی معنے تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔
سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا
اس قوم مین سے ہر متنفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے
متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک و ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار
باقواعد اور شائستہ سے زیادہ خوفناک و پُرخطر ہو جاتے تھے۔
جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو اُنکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا
تو وہ کہین اُنکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے
کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۲۹۱ مین اس قلعہ کے پاس
پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہی کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہین
ہو سکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب و رشاد اور جناہلی اور تنجور کی طرف
اسباب ضروری کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا ایسا
مرہٹون نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ اب اُنہون نے جو طور دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے
مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ
اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے
پاس ہے۔ اسمین کوئی سرداران لیٹرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چارون طرف ضرورت یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا ہوا۔ تو اُسنے سنتاجی گھوپوری اور دھناجی دو چالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنا راہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے سے معزول ہوگئی تھی اُسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب اُنہون نے اُن نامور دلاور سردارون کو دیکھا تو تمام وہان سے نکلے اور اُنکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہوگئے مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے رامچندر پنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا اُسنے بھی سنہ ۱۶۹۲ء مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوا اسکے اور حقوق مرہٹون کے جتلاتے رہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے۔ سوا اسکے ہر سرگروہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنی فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال و دولت سے اپنے دامن پُر کرتے تھے کبھی سب یکجا ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر یورش اور غارتگری پر قدم بڑھاتے۔ سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیرون مین بڑے نامور ہوئے غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا طرز و انداز

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ پادشاہ کے لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب ضرور ہے ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسون اور حبشیون کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑی بہادر بنجاتے ہین اور جو چاہتے ہین سو کر ڈالتے ہین جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہو لی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہین پھر انکی جان کے لئے ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہین جیسے وہ خود اورون کی لئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانون مین سے فن سپہ گری مٹ گیا تھا فوج مین نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا۔ گیا وہ روز سوار ان کے بگٹٹ ایلغار ہوتے تھے۔ یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دھو ساتھ لئے جاتا ہی۔ سوار اسکے سردارون کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز کسی پر چڑھا و زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا۔ قیچر یا اور راکھڑین پٹھون پر پڑین جنمین قاقم اور سنبور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے مین ہیرا گانو کی چوہرا ان لٹکین سر پر کلغیان دھرین اور پانون مین جھانجھن پڑی۔ ریشمی باگ ڈورین ہاتھ مین لئے۔ یہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑون کے سوارون کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم اور ریشم کے دگلے روئی کے گالون سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگائے۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے۔ موٹے تازے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنون پر حملہ کرنے اور مہینون کے سفر کرنے مین انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی تھی مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانون کو تفتیش کرتا۔ مگر منصب دارون نے اسسے یہ دغا کی کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگارون اور چوڑھے چمارون سے پوری کی جنکی بری صحبت سے بھلے مانسون کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اورون کی نگہبانی کرتی اور نہ اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس اس فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہین بڑھی بڑھی ہین مگر کچھ کام کاج نہین نہ پہرہ کوئی دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنون سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب بیان مورخون کے مبالغہ آمیز ہین مگر اس مین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے عہد مین تھی۔ عیش دوست اور آرام طلب سب امرا ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

گرتے ہین۔ افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنہون نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک انگرکھا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچی پگڑی باندھتے
کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جائین۔ اور ضرورت پیش آئی
تو سو کوس اڑ جائین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائین خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین۔ زمین پر لیٹ
جائین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بنائین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ پادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکٹھے ہوتے تھے۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو ناگہان
وہ ادھر ادھر سے اکٹھے ہو کر انپر گرتے اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے باختہ
حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازوؤن پر متفق ہو کر چھوٹی پھرتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کر کے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوئی کہ دشمن
کے قول پر توڑہ دار بندوقین باڑین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور بار برداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ پادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ پادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعۃً وہ رسد پر گرے
اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ کر لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جمگھٹ کے جمگھٹ اکٹھے ہوتے اور خوب داؤن گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کرتے

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتاجی اور دھناجی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے۔ کئی دفعہ انہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب انسے خائف رہنے لگے۔

(جنجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش)

دامن گھاٹ جنجی ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دونو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ انکی کوشش کا نمایان نہ
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جمدۃ الملک اسد خان پاس جو ایک اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک دونو جنجی جاکر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بُری بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب نرم باتین بناکر اُس سے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفاقت
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ ابعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہو سکا اور محصورین جنجی
مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک ذوالفقار خان کا باپ تھا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپورے جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا ۱۶۹۶ء مین جنجی کے
محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور روبرو دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کئے ادھر ادھر متفرق تھا
یہ پڑا تھا بے خبر انکو انپر حملہ آور ہوا اور انکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے پیر ایک فتح

راہ مین پائی کہ ضلع کورپاک مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُسنے حملہ کیا۔ اور تمام خیمون اور اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔

یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا اب وہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا کہ مرزا کام بخش کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور سعی کرنے کیلئے موجود ہون۔ یون انمین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھکر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور مرزا کام بخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹھا دیا۔ مگر جب جاسوسون کے زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امراء مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ کے خیمے کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھا دیے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعے کے گرد سے تمام تھانہ دارون کو بلالیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نااتفاقی کی خبر پہنچی تو اس حال مین انہون نے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک تو لشکرگاہ مین فقط مرزا کام بخش کی حراست کررہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لے سکا تو اُنمین میخین ٹھوک کر بیکار کرگیا۔ اور دوسری جگہہ جاکر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھودین۔ یون کیا محاصرین تھے یا محصورین بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پہ صلح ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا منتظر رہے بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ نہ کیا بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اسمین اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو سمجھے بادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دینے کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا۔ جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اُسنے جنیتی ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ مجبور ہوکر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی بعوض ایک قلعہ مین وہ محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھاکر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے اُنکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایکبار فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ھ ۱۶۹۸ع مین جنجی پر حملہ کرکے فتح کرلیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھاکر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علیخان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا و حربی گریخت گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنا و فرہنگ ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کی دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین یعنی سنتاجی اور اُسکے نائب دھناجی مین قصے قضائے شروع ہوئے اور انجام اُسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھکر جلتا تھا

مرہٹون کی بابت کی رائے خافی خان۔

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ انکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
انکو کرتا تھا - اس بات پر اسکے تمام خاندانی راجا رام کی نوکری چھوڑ دی اور بطور خود
مسلمانون سے لڑنا شروع کیا - دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈارون کے ہاتھون سے یہ تکلیفین نہ اٹھاتا - یعنی اُس نے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج روان - اسکا کام یہ تھا کہ جہان مرہٹے کھلے میدانون مین آئین تو اُن سے لڑنے
جائین - اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا - دوسری فوج محاصرہ - اسکا کام
یہ کہ وہ قلعون کو محاصرہ کر کے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی گو
ساری فوج یون کام مین لگی اور بادشاہ نے پیرانہ سالی مین جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا - مگر اب فساد دون کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظامون کے ذریعہ سے
روک تھام اسکی ممکن نہ تھی - اگرچہ ذوالفقار خان نے راجا رام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹون کو شکستون پر شکستین دیکر مسلمانون کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا - مگر
آخر کار اُسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹون کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیون کا مارنا ہے - یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش بر آب ہے
ایسا ہی مرہٹون پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے - مرہٹون کی فوجین شکست کھا کر
ایک دن منتشر ہوتی ہین اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہین اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت مین نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت مین
خزانہ خرچ ہونا حاصل ملک مین فرق آتا - یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا تھا البتہ اُس سے فائدون
کی زیادہ توقع تھی - بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا - امراء کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے مین ایسی سخت کامون کے واسطے جاتا ہے - اور جو مکان اُنہون نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اُسے
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والا ہمت چند قلعون کو فتح کرکے ستارہ کی روبرو

کھڑا ہوا جسکو راجارام نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت مین ایسی حکمت سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصورین اسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اس پر بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین ۱۷۰۰ء مین فتح ہوا۔

راجارام کا حال

راجارام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے کسی مرہٹے سردار کے پاس نہ جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب انتظام کیا۔ جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو تمسک یا اقرارنامے لکھاتا۔ یہ تحریرین بعد آیندہ زمانہ مین بہت کام آئین مگر وہ جب دریا نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اُسکے تعاقب مین بڑھ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ بیمار ہو گیا اور ایک مہینہ کے اندر ۱۷۰۰ء مین مر گیا۔ راجارام نے اپنے خاندان کے نام کو رکھ لیا سنتاجی کے مارنے کا الزام اُسکے ذمے لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا اُسکے مرنے سے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیواجی اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوئی۔ یہ عورت بھی ہمت اور شجاعت اور لیاقت اور قوت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنون کو خوب گھٹاتی رہی اور دوستون کی ہمت بڑھاتی رہی۔

قلعون کی فتوحات

قلعون کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ چار سال سے برہمپوری جسکا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔ وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اسی ترتیب سے ہمنے نام لکھے ہین۔ برلی گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ بھوسان گڈھ۔ کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کھیرا۔ ان مین سے بعض قلعون کے محاصرے بمدت دراز تک رہے اور بہت خونریزیان ہوئین اور انکی فتح مین نگارنگ کی تدبیرین اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کھیلنا کی فتح مین بادشاہ ہمان ہیں

کھیل گیا اور جو مصائب اُسنے اس قلعہ کی فتح مین اُٹھائین وہ پادشاہ کے رقعہ سے جو
اُسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از
وکیل و اظہار جو آسین شنیدہ باشند کہ حالت نا دیدنی و محنت ناشنیدنی براسلامیان
گذشت۔ ان قلعون کی فتوحات کی تفصیل محاربات نہایت دشوار اور مشکل ہے
ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے۔
اوپر جو مضامین لکھی ہین انگریزی کتابون سے لکھے ہین لیکن ہی مضمون کو ہم فارسی
تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کر کے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین۔

سوانح سال سی و دوم سنہ ۱۰۹۹ ہ

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھا کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون
تلگاؤن- بلگانون) کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط
قلعوان مین سے یہ ایک قلعہ تھا۔ تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپخانون کے
چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چندروز
ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنالیا تھا محصورین نے چندروز ہاتھ
پاؤن مارے۔ جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی۔ اور قلعہ مع مضافات کے
فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہین چھاؤنی
ڈالی طفل مذکور کو پادشاہ پاس لے گئے۔ اُسنے اُسکو منصب عطا کیا۔
خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک
کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین
کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا
شہر نگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کر کے باہر آئی اُسے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش
و کشش اور نیروہای نمایان و ریورشہای دلیرانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے
فرزندون کو پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اسکے

میں آیا کہ برص سے اسکا چہرہ سفید ہوگیا اسکا انتشار ہوگیا۔ قلعہ دونی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود پادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگ یہاں بندوبست کرکے بیجاپور صفر کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون و وبا شروع ہوئی عذاب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کش ران میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں سرخی حرارت دکھائی دیتی۔ تو اسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ میں بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ میں آدمی کا بیج نہ چھوڑوں اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دوں۔ اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز میں مر جاتا بہت کم دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئیں مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہیں کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ بیچاروں نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھایا تھا مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جسنے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان حیدر اور بڑے بڑے رئیس آدمی مر گئے۔ اور ادنیٰ اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے۔ بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ میں مرض شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا ؎ قیامت بود یا شور وبا بود۔ اس وبا کی تاریخ ہے سنہ ۱۱۰۱ اس میں نکلتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جلد ڈھو وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ پادشاہ نے مقرب خان عرف شیخ نظام حیدر آبادی کو سنبھا کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہیں سے ہر ایک اپنی جوہر تردد ظاہر کرنے سے خدمات نمودہ

وبا کا آنا اور بادشاہ کا سنبھا کے ملک کی تسخیر کے لئے جانا۔

سنبھا کا گرفتار ہونا۔

مین تقدیم کرتا تھا- دکن مین مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی مین مبارز پیشون مین مشہور
تھا- وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسون کو بھیجا
کہ وہ سنبھا کی خبر لائین- وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی مین مشہور تھا- اتفاقات
کی بات ہے کہ اُسنے اپنے اصلی مقام راہیری مین توجہ رہنا چھوڑ دیا تھا- کھیلنا مین رہتا تھا
یہان اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بند و بست کر لیا تھا اسکو افواج
پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا- وہ خاطر جمعی سے دریاے بان گنگا پر نہانے گیا تھا یہ دریا
سرحد پرگنہ سنگمینر کے نزدیک ایک منزل پر دریاے شور پر تھا سنبھا دشوار گذار پہاڑون
مین آیا- جن مین اسکے وزیر کب کلس (جو شلا) نے بڑی بڑی عمارتین بنائی تھین
انمین نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمر دار اور لالہ زار لگائے تھے- یہان کب کلس
و عیال اور بیٹا ساہو اور ہوا خواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے
یہان سے فارغ ہو کر اُس نے قدمگان پر کہ عجب سراپا نشیب و فراز راہون پر اور تراکم اشجار
خار دار پر نظر کر کے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور
مہ جبینون کے ساتھ مزے اڑاتا تھا- عیش و عشرت مین ڈوبا ہوا تھا- تیز پا ہرکارون نے
مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب مین پڑا ہے- مقرب خان نے نہ
اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلب مکان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے
مکان تک جو ۴۵ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ
ہمراہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے بابین چند کتل اونچے ہین جیسے
انبا گھاٹ وغیرہ اور دریاے قلب ایسے واقع ہین کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیار ان
سر راہ کو گھیر کر ہو بیٹھین اور پتھر پھینکین تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان
کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر مین اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ مین داخل ہونگا-
اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا- وہ سوار ہوا ایلغار کر کے مسافت دشوار گذار
کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلب آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی موافقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن پُر اشجار تنگناؤن سے گذر جاتے۔ اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج پادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
تو ہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین اُسنے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ لی
جائین اور اصلا سوار ہونے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
پہونچا تو وہ بےخود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کے بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر گنہ نامی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دار و گیر کی شروع مین ایک تیر اس وزیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین ہا سنبھانے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ باجی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا شلوکا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ مخفی ہوا۔ پادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اسنے لاحاصل ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال اور پسر خردسال ہفت ہشت سالہ سا ہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا۔ ان سب کو دست بستہ مع کشان مقرب خان کی سواری کے پیچھے لائے
سنبھا نے داڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلائی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر پہنا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی بنگاہ کولاپور مین آیا۔ حقیقت حال کو پادشاہ سے عرض کیا

بادشاہ پہلے سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا سبب ہوا۔ بادشاہ اُس روز کہ یہ قیدی اس پاس آگئے۔ لاکھوں آدمی سیر کو آئے ان بدبختوں کو واسطے ایذا کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر ہنسی آتی ہی پہنایا طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں انکو کھینچوایا خواری کے ساتھ اونٹوں پر سوار کر کے ڈھول اور نفیریں بجاتے ہوئے انبوہ خلائق میں تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرب خان کے آنے میں چار پانچ روز لگے۔ اس خوش وقتی میں لاکھوں ہندو مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی جس قریہ یا گانوں میں یہ خبر پہنچی وہاں سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لئے لوگ دوڑے آئے کئی دن تک ایک عالم کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جسوقت یہ قیدی بادشاہ کے تخت کے نیچے آئے تو بادشاہ نے تخت سے اُتر کر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم و زبان سے سنبھا کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر میں باوجود اس فر و حشمت کے تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اُٹھ کر نیچے اتر آیا۔ بادشاہ نے اسکو زندان خانہ میں بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خواہوں کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختوں کو جان کی امان دیکر قلعوں کی کنجیاں سنبھا کے منصوبوں سے طلب کر کے جا بجا اپنے قلعہ داروں کو متعین کریں اور سنبھا کو قلعہ میں دائم الحبس کریں۔ مگر مقید یہ جانتے تھے کہ آخر کار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس و محروم لذت زندگانی سے رہی تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجہ و وزیر بادشاہ کو ناشائستہ باتیں کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتہ فساد کندہ نہ ہو۔ اور بادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلئے بادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے نخل حیات کو قطع کیجئے۔ قلعے انکی کوشش بے فتح ہو جائینگے اسلئے وہ امان دینے پر اور قلعوں کے لینے پر راضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانیں نکالیں کہ وہ منہ سے ناسزا باتیں نہ کہہ سکیں۔ پھر انکی آنکھیں نکالیں اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی تشہیر دہل نفیر کے ساتھ دکن کی تمام شہر و بلاد مین کرائی ۔ سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ کافر بچہ جہنمی رفت ۔ ہوئی ۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی ۔ گو وہ بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی ۔

سنبھاجی کی بدمزاجی ۔

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا ۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب ہو جاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا ۔ اور ساہوکارون اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی ۔ اور ایک ہاتھ سے مٹکا تھامتی ۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترہ کے پاس آتی تو وہ اُسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے نجات پاتی ۔ باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی ۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی ۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا ۔

سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا ۔ جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ رام کو اپنا سردار بنایا ۔ پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصورون کو تنگ کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا ۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتون تک تو راجہ رام گمنامی مین رہا ۔ اب اُسنے تین سو سردار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کے اپنے بڑے بیٹے حسن علی کو

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود مین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین متصل بیجان گڈھ دھرا کے گیا۔ جو دریا ہم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہی یہان اُسنے جنگ کی اور سردارون ہندو راؤ و ایلکوجی برادر سنبھاجی و بھرجی وغیرہ کو مع گھوڑ بیرہ کو قریب آدمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار گیا بلکہ جیرہ و جامہ و جوتیان چھوڑکر بھاگا۔ ایسا بھاگا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کار نمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ اُسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ مظنہ تھا کہ اُس کو چھپاکر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خان نے انکو تنگ کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندو راؤ و بھرجی اور چند اور سردار بھاگ گئے اور باقی اسی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی و سوم سنہ ۱۱۰۰ھ

۲ شوال ۱۱۰۰ھ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ رائچور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم ۱۱۰۱ھ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا اور راجہ رام کے تمام ماؤن اور عورتون اور بیٹون اور بیٹیون کو قید کرلیا جب شادیانہ فتح بلند ہوا۔ عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مادر سنبھا زن بیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجائش لگائے جائین اور انکو اعزاز و احترام سے ان مین اُتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگہ اداو دھو سنگہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی ماین ہین انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر کیا۔ اس سی مار کشتن و بچہ مار نگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔

۲ شوال ۱۱۰۰ھ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنون سے قلعہ رائچور کی فتح کے لئے

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر سنہ ۱۱۰۲ھ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا فیروز نگر بھی اُسکا نام تھا۔

ایک آدمی بادشاہ پاس مرید ہونے کے لیے آیا۔

ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اُنسے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ بادشاہ نے جیب خاص سے ایک سو روپئے اور چہرن طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے۔ اور کہہ دے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزین دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فریاد کر کی اس ڈوبتے کو نکلوایا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو

ڈوبے لنیدی یا ور ہ دیندی کہے نج   چوہا کھندن یا ولی توکل باندھے جھج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ این ہر دو فقرہ بر زبان گوہر بار آوردنا۔ ہر کہ می فہمد بر کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ می گردد۔

عالمگیر کے دیانت مند اعلے ملازم۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سنبھا کو روپیہ دیا تھا اسکی اطلاع بادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گلکنڈہ کی فتح کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ باز یافت ہوا۔ نو عدد خوانچہ جنمین دس لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابوالحسن سے لیا تھا بعض ہمدمون نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی خیانت کے بادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون نے

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہی اور نہ ابوالحسن کے ... متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہی۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گودیون اور کندھون کا کھیلا ہوا ہی۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کئے تھے چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو اسکے باپ کا خطاب تھا تو اُسنے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کسی متصدیان نہین جانتے۔ دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت اندیش پر ظاہر ہی کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت دیانت سے نہین ہی۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی بازخواست دارین اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے۔ بشرطیکہ یہ امانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مارے جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی کرتے ہین۔ خداتعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان ہے باوجودیکہ وہ روزکار کا کاروبار کرتا ہی مگر فقیر وضع زیست کرتا ہی وہ زیردستون کی تالیف قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگزار پر اُسنے بڑا احسان کیا کہ بارہ لاکھ روپیے کہ بابت باقی سنوات کے رعایائے سقیم حال سے سرکار طلب کرتی تھی اور ہر سال منصبدار اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومار نداردہ دفتر مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمے پیشکش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اُس سے متمتع ہوتے تھے۔ باقلم صاف کردیا ایکدن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کردیتا ہون مین بادشاہ سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دست آویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے پروانے لکھدیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کی تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان نے جزیہ معاف کرنیسے دست کشی کی اور ساری عمر سوا غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے پیجامے کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اُسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ ہائے بادشاہی مین ریش سفید ہوجائیگا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی عطا کی تسلیمات بجالانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اُس سے پوچھا تو وہ پایین مین گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجالایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے۔ ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا۔ جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا۔ وہ گواہ ہو چکے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور آئین کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کر لیں۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اُسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اس نے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپیے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہو کر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اُسکو اور اسکی عورتوں کو اسیر کر کے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڑھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھڑایا اور گڑھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دونوں کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڑھی سنسی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ بادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڑھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱

۱۰ صفر سنہ ۱۱۰۲ کو جمدۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کی استیصال کے لئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب بادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

وصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔
سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیہ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اُس یوسف زندانی
پہنچا دے اور کہدے کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی کیطرف متوجہ ہو
اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار مین چھوڑنا ہے پھر
کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے دیا کہ ہان لیکن حضرت
مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جسجگہ مظلوم
پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے
اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب سے اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا
اور ابھی وقت نہین آیا کہ اُس کو خلاص کرین اسکا مفر بجز درگاہ داور نہین ہے اس لئے
اسکو امیدوار رہنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش
نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کونسی جگہہ ہے؟ -
خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے خواجہ سرائے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازو
قلمتراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کارد و حربہ خورد و کلان بھیجنا منع ہے
خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلمتراش کے رکھنے مین تامل کرے
تو اُسے کہدینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے۔ اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اُسکا
حال ہم سے کہدینا۔ پادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی
سے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اُسنے تسلیمات بجا لاکر اسکو
رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اُسنے کہا کہ ہم اپنے فرزندون کی غیرت
جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر
دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوار حبس ہو محبوس ابدی نہین
کرسکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اُسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ
حدیث مین حافظ قرآن کا حبس ابدی کرنا نہین آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا! بوالخیر وہان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط کے اظہار کے لئے ابوالخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھجوایا۔ تا ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔ — احوال ابوالخیر خان

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جابجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے پادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے ایکا اور حکم یہ ہوا کہ بندہاے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصبدارون کے پاس بھیجا ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سررشتہ بہرہ دفتر کا جداہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جاوے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کار منصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاول تعین ہوتے اور منصبدار کے بیچ خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے — احکام [illegible]

سکار کا دفعیہ کرتے پائے۔ باقی کی قلت اور منصبداروں کی کثرت سی خصوصی بیشمار مرہٹون و کرنٹیون کے عمدہ منصبون پر مقرر ہونے سی خانہ زادون کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہین ہوتی تھی جب موسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبدارون سی مچلکا لیا جائے۔ کہ یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام ماہین کی طلب کا دعوی نہ کرین۔ جب جاگیر ملجائے اور اُسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام ماہین محاسبے مین محسوب ہون۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب موسوی خان نے یہ مقرر کیا کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہین تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہین تعینات ہو جائے۔

سوانح سال سی و شش سنہ

اس سال کے اواسط یا اوائل مین بادشاہ گورگانون و شکارپور سے کوچ کرکے ظفرآباد بیدر مین آیا کچھ دنون ٹھیر کر گلکہ مین کہ توابع بیجاپور سے ہی۔ اور ایک روزہ اُس سی مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

ضلع اور الف کا املا

فضائل خان جو دارالانشا کی خدمت پر مامور تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد و معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ ہین۔ انکے آخر مین بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجائے ہ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ہ کے الف لکھا جایا کرے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سبنھا کے بھائی راجہ رام کو

راجہ رام

بعض قصبون کے سردارونے بھائی اور باپ کی جگہ راجہ بنایا ہی اور اسکے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہی اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اُسنے فوج کی استمالت کرکے عمدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جابجا نامی نوکرون کے ساتھ تاخت و تاراج کے لیے بھیجی ہین۔

پرتگیزون کا حال

شاہجہان کے عہد سلطنت مین نصارا کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند مین رہتے تھے۔ بادشاہ پرتگال کے منصوبون نے اکثر اس کے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر پہاڑون اور قلب مکان کی پناہ مین قلعے بنائے ہین اور دہات آباد کئے ہین۔ اکثر امور مین اپنی آبادی کی ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہین۔ کوئی تکالیف شاقہ نہین پہنچاتے۔ اور

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر
کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کیئی ہین لیکن وہان واج بانگ و صلوٰۃ
کی صلا نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے
لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی
نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہوا ہو۔ یا عرب
و مسقط کا جہاز ہو کہ اِن دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہی اور قابو پاکر ایک دوسرے کے
جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دوردست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہوکر انکے ہاتھ
مین آیا ہو تو اسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پر ہان امراء کا ظلم یہ ہی کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی
مرجائے۔ اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہو اور پسر کلان نہو تو اسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار کا
بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی
سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون
کی آتسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور ہے
وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور
بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کیئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی
طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے
ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال دشوار گذار
کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انمین سے دو قلعون کا نام دمن اور
بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو
کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کیئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چالیس
پچاس کوس طول مین ہی مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین
جنس اعلی مثل نیشکر و اناناس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و
فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

نو آنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکہ کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک اور تانبے کا سکہ ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع کوکن مین بادشاہ کا حکم انکے ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اسکے محکوم ہوتے ہین۔ جب بادشاہ کو پرتگیزون کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جبال سے اس طائفہ کی استیصال اور اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک و مدد کا محتاج نہ ہو جمعیت زیادہ رکھتا تھا۔ قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو بوسیچہ کی صورت رکھتی ہے اور ہتیار نہین رکھتے۔ اور ان پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی مع زن و فرزند اسیر ہوگئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس قوم مین ایک تہلکہ پڑگیا اور قلعہ دمن اور بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگے کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار جانتی ہے اور روئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور قوم سے نہین ہو سکتا اُسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے بے تنخواہ کے نوکر ہین جو رہے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک ٹکڑا چہ ناکارہ کنارہ دریا پر دیا تھا اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجالاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے۔ جہازون مین سوار ہوکر محافظت دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ و پرخاش نہ کرنا۔ اُنہون نے پادشاہ کے حواشی و صاحب اثرون کے لئے تحفے و ہدیے بھی بھیجے تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور مرہٹون کے قلع قمع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبور خانہ دریا کو شورش مین نہین لانا چاہیئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

مرزبانان جنجی و جنجاور توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ اُنکا معمور تھا وہ سینہا ستقول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجای بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہے جاتے تھے اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے 2 و تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ اُن پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش اُنکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ جمدۃ الملک اسد اللہ خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔ ہراول مقرر ہوا اور عبد الرزاق خان لاری کو کرناٹک عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔ ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین۔ اُنکے محصول سے عمال پادشاہی اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا۔ اندنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت اکلن باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اُسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر جالیز کا کچھ بندوبست نہین ہے اُسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

فتح جنجی

محصول خربوزہ

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے جریب مقرر ہوا پہلے بادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُسسے متمتع ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہین اور خاص حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابوالحسن کی چار لڑکیان

ابوالحسن کی چار لڑکیان ناکدخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہوجاؤ مجھے اس پر فخر ہے۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ بادشاہ نے اسکا یومیہ مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس رہنے دیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے اسکو حبس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسار خان سے عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔

روح اللہ خان کی وفات

روح اللہ خان میر بخشی کہ اُمرائے موروثی مین تھا اور بادشاہ کے مزاج سے آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار مین کوشش کرتا تھا وہ مرگیا تاریخ وفات اسکی (روح درتن مالک ماند) ہوئی بادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ ناز رفتہ باشد زجہان نیازمندے — کہ بوقت جانسپردن بسرش رسیدہ باشے

محمد باقر حاکم بندر سورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

سید سعد اللہ کی سفارش

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر بادشاہ پر پورا اثر کرتی تھی اور بادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش کی۔ بادشاہ نے دونو کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کہ بھجوادیا کہ آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقرا کے باب مین لکھا کیجے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

جو ظلم کا پیشہ اختیار کرتے ہین کچھ نہ لکھا کیجیئے اسلئے کہ نص کلام اللہ ہے کہ ظالم کی اعانت کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔

۔ احوال ارباب نوکری

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا پائے باقی کی قلت اور ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مثل پیش کرنے کا شوق تھا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ بیدماغی سے اسسے کہا کہ ہمنے بار بار کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان نے جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمہ یاس نکالنا پاس ادب سے دور ہی۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار ولینعمت کو ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پہ زیادہ جرأت کرتا تھا۔ بادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھے۔ اور پیشکارون سے کہہ دیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و اسناد جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون سے یادوی کر رہی تھی مایوس ہو کر فکر فاسد کرنے لگی خیمہ خیمہ پہ بڑی پھرتی تھی۔

۔ فتح قلعہ پرنالہ بدست مرہٹہ

ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جا بجا ملک کی تاخت کے لئے اور قلعون کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ توابع بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے اجد رام کے منصوبون کے تصرف مین آ گیا ہے۔ قلعدار بادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا خبر پا کر لا حاصل دست پازی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

کہ سُنا شاہزادہ معزالدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے بمصلحت یہ جانا کہ بادشاہ خود بیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

سوانح سال سی و ہفت سنہ ۱۱۴۷ھ۔

بادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاؤنی ڈالی تھی اُسکے نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم وجدید کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار پھیل گئے تھے۔ اور افواج بادشاہی کے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل مین قلم رنجہ کرنا سررشتہ سخن سے دور پڑتا ہے۔ ان سب سردارون مین دو سردار سنتا گھورپور اور دھنا جادو بڑے بڈھے تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے۔ بادشاہی فوج کے سردارون کو اُسنے چشم زخم عظیم پہنچایا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین اور عمدہ امرا و سر فوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسی کا اسکی مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا ہزیمت پاکر فوج و بہیر کو غارت کرا کے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے۔ جس طرف وہ پیکار کے لئے جاتا۔ لشکر شاہی لرزنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر بادشاہی اسکے مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان یکہ تاز جو دکن کے مشہور سردارون مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین جنگ حیدر آبادی ششش ہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون کی بادشاہی لشکر سے لڑائیان اور فتح

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہوکر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سے جان نثار خان اور تہور خان سے لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج بادشاہی کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہیر غارت ہوگیا۔ جان نثار خان نے زخمی ہوکر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مُردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھے صدمہ پہنچا۔ بہت سے مقید ہوئے بعضون نے حیلون سے جان بچائی۔ جب بادشاہ کو یہ خبرین ہوئین تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان نے خان جہان سے بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض کیا نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین جو دیدیا دیدیا۔

جمدۃ الملک قلعہ تندیال کو فتح کرکے کھریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہی مین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئے بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سے وہ جمدۃ الملک کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ جب وہ کھریہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کررہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہورہا تھا۔ بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا۔ صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زبین الفت مین گو شکوہ کے اندر وانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بداندیشون نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین
بنائین کہ اسنے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی۔ جنجی مین لشکر آیا۔
خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ مین بادشاہزادہ
بیٹھا۔ جمدۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خان
پسر سید جہان خان بارہہ جو نصرت جنگ کی ہمچشمی کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ
ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہوکر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی
سعایت کے لئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ بادشاہزادہ
تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت
مخفیہ ہونے لگی۔ نصرت جنگ ہر بات سے آگاہ رہتا تھا۔ وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ
روز جاسوسون کو دیتا تھا اس راز و نیاز کی باتون پر حقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ
بیٹون نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راو
دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در بنایا۔ جمدۃ الملک
کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی اب آنکی
بر ملا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ جمدۃ الملک
اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات
مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پدر و پسر نے روسا لشکر سے مشورہ کیا
سب نے متفق ہوکر چوکی اور دار و گیر کو بادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور
ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً
جو دور قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا۔ وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین
آیا۔ لڑائی ہوئی۔ جمدۃ الملک کو بادشاہزادہ کی بنگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو
مورچال مین کلان توپون کے اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی
کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کر سکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی۔ اسمعیل خان نے

لکھا ہے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب میں اسکا تھانہ تھا جنگ میں استقامت کی
ستنا نے اُسے شکست دیکر مقید کرلیا اور نصرت جنگ نے مورچال اُٹھانے میں تعجیل
کی۔ بڑی بڑی توپوں میں میخیں ٹھونک کر انکو بیکار کردیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ
مین پہنچا دیا۔ اس ضمن میں غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کر کے فرحان و شادان و نازان
و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹون نے بڑی شوخی
کی مسلمانون کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنون کو
بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہو کے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کر لیا۔ پادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنگی
سوار قلعہ میں جا چھپے اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ پادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔
آخر روز میں خان بہادر اپنی بنگاہ میں پہنچا اور جمدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ میں گستاخانہ گئے اور اسکو اپنے اختیار میں کرلیا غلہ مفقود لاشہ
تھا سپاہ میں استقامت کی توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے یک گونہ صلح کر کے کوچ کیا
اور ملک پادشاہی میں آگئے۔ اس اثناء میں پادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اوسکا
حال آیندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش پادشاہ پاس آیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقاء ہوا۔ پادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب میں آن کر
اُسے اچھا کر دیا۔
سادات بارہہ نے تمرد اختیار کیا پادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنایا

سوانح سال سی و هشت ۱۱۰۵

امیر الامراء شائستہ خان ناظم اکبر آباد کا انتقال ہوا وہ محاسن اخلاق مین شہرۂ آفاق تھا اسنے لاکھون روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائے اور سرائین تعمیر کرائین۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوا راجپوت کے کوئی اور ہندو ہتیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

ایک بادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اُس سے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مکہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد وغیرہ سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی حلقے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے آٹھ نوروز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انمین گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دفعہ ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی بدنصیبون کی شامت سے یہ توپ پھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جسکو دریا نوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہے جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی۔ وہ دلیر ہوکر اپنے جہاز کو بادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی اور جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصرانی جرأت نہین رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہے۔ جہاز کے تختہائے صحن کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مکہ مین خرید کرکے اپنی سریت بنائی تھی۔ انکے سر پہ چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پہ متصرف ہوئے

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہوگیا - بادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنی متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اٹھایا بعض باغیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کرکے اپنے تئین سمندر مین ڈبویا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریز کا
کہ بمبئی مین اپنے بادشاہ کے نام سے بنائے تھے - بادشاہ پاس بھیجا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑ لین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین - یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلو سے
زیادہ تردد کیا - اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بندوبست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلہ پوشیون کے ساتھ کاوش اور شورش مین سوا
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نہین نکلتا ہے وہ بادشاہی کفایت شعارون
مین تھا - یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول بادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو - ہر چند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا - جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنارہ دریا پر کسی
منصب دار بادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنی گماشتون کی عوض مین
مقید کرتے - اس مقدمہ نے طول پکڑا - جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا - باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی ...
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے - لیکن وہ مزاحمت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے –

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۲۰ شوال سنہ ۱۱۰۶ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا — اور
۷ ذیقعدہ کو موضع برہمن پوری مین دریائے بھیمرا (بھیما) کے کنارہ پر آیا۔ اور اس ویرانے کو اپنے
آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا۔ امراء کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاؤنی
ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان و خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان ثانی
وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھورپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہی تفصیل اس اجمال کی
بطور اختصار یہ ہے – جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین –
اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اسی گروہ پر ہوگا
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا
تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان
و سید اصالت خان و محمد مراد خان اور اور منصب داران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور
ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی یہ ۲ جمادی الآخر
اس راہ سے کہ سنتا کا معبر تھا چھ ۶ کروہ کے فاصلہ پر لشکر آپس مین ملگئے – قاسم خان کا اثاث البیت
آدونی مین تھا اُسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اوروں کی ضیافت خاطر خواہ کرون
بہت سا نیا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خانہ
اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اُسنے اپنی جمعیت کو

سنتا جی سے امرا کا اسیر ہونا –

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک جوق کو بہیر خانہ لوٹنے کے لئے بھیجا اور ایک گروہ کو لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لئے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو بہیر خانہ کے لوٹنے
کے لئے بھیجا تھا اُسنے بہیر خانہ کو خوب لوٹا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر
قاسم خان نے سُنی تو اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو وہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا۔ سنتا نے جو ایک جوق کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور سب آدمیون کو مار ڈالا جب یہ
خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُنکے ثبات
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان بہیر خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیہ بندی سے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیئے ایک کوس تک فوج لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پر پہنچی اُسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ بادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے اُنہون نے اور بادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور امرائے
جو ما حضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سوای تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لئے کاہ اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیر لشکر لوٹنے بھی کمر ہمت جانفشانی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک نمودار ہوا اور لڑا نہین پھر اسکے پاس کئی ہزار
پیادے جنیل درک سے آگئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون نے
جو پہلے سے دو چند تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولوں کی طرح تفنگ کی گولیاں برستی تھیں بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی
آدمیوں کی چاروں طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعچہ میں داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ میں موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ و توپخانہ اور راہ میں اور سر راہ
بر مرہٹوں نے مار ڈالا۔ قلعچہ کو غنیم نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعچہ میں داخل ہوئے تو اُسکے ذخیرہ سے جوار اور جو کی
روٹی کل چھوٹے بڑوں کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیوں کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑوں کو کچھ دانہ چارہ اس درد بے درمان سے جانیں جاتی تھیں قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اُسسے اور زیادہ دلیر ہوا
اور محصورین بیدل اور بے جگر تر۔ بزدلوں اور جگرداروں نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک رہینگے ایک مرتبہ دشمنوں پر حملہ کرکے شہادت نصیب ہوں یا
فتح نصیب دونوں صورتوں میں عذاب سے مجانبت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ
بڑوں نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مر گئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دُم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اُڑا دیا اور اطراف میں آواز گیر و دار کو بلند
کیا۔ خانزاد خان ناچار ایک جوئی کی پناہ میں گیا اور آخر کار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خاں
کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سنتا کو دیئے جائیں اور بیس لاکھ روپیہ اور پسر بالکشن و
غنی معتمد و صاحب کارخانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا۔ سنتا نے لکھا بھیجا کہ آدمی قلعچہ
سے بے وسواس نکل آئیں اور دروازہ کے آگے دو رات رہیں جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہیں کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہیں خرید لیں۔ قلعچہ سے تیرہ روز
بعد لشکر شاہی باہر آیا۔ غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیوں
کو دیتے تھے۔ قلعچہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمید الدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان حیدر آباد سے کوکن کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ ادونی کے متصل اسنسے ملے۔ اُنھون نے لشکر کی خوراک و پوشاک و نقد اور ضروری اشیاء سے امداد کی۔ رعد انداز خان قلعہ دار نے زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج زیادہ تر شئے یا محتاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جوانب سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اُسنے جانا کہ رستہ مین خان بہادر کا بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ بندوق کی گولی اسکے جگر مین لگی اور اسی وقت مر گیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے کہ باقی بیگ سپر سردار خان آ گیا اُسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہی ہاتھی کو آگے چلا۔ غنیم کو مین ابھی مار کر بھگاتا ہون اُسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک ٹھیر سکتی ہے۔ قلعچہ نزدیک تھا اُسمین وہ گیا۔ غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پا کر حضور مین آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفر آباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان فوجداری دھامونی کا سید اصالت خان رن تھنبور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری دوحدو کو در کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنون مین شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم پر یہ بادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے تئین ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنون مین کہ مہین شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ بادشاہ سابق سے زیادہ اسکے حال پر متوجہ ہوا تو دو روز بروز محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوتا گیا نماز عید الضحیٰ مین بادشاہ نے محمد معظم کو دائین طرف اور محمد اعظم کو بائین طرف بٹھایا۔ اس لئے محمد اعظم پیچ و تاب مین آیا۔ بادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب بہ شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا لقب دیا۔ اور اکبر آباد کے بند و بست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو بھی بھیجدیا صوبہ ملتان مین فرقہ بلیچی جو لباس فقیری مین فساد کرتے تھے اور بلوچون نے ایک آشوب اوٹھایا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کو کابل مین مامور کیا اور شاہزادہ معز الدین کو

ہمت خان کا مارا جانا۔

[illegible]

صوبۂ ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم ۱۱۰۷ھ

پادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون کے انتظام کے لیے اور غنیم کی تنبیہ کی واسطے رخصت کیا ظفرآباد کی مسجد میں نمازیون کی ایک جماعت پر بجلی گری سوار تین چار آدمیون کے سب نمازی مرگئے امام کا رخت بدن بجا تھا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس میں جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل ویکم ۱۱۰۸ھ

دریاے بھیمرہ (بھیما) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی۔ امراے نے بڑی بڑی عمارات بنالی تھیں ایک عجیب حادثہ لشکریون پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہوتے تک نصف بلکہ زیادہ لشکر کو پانی نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لوگوں کی زیادتی نے آدمیون کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور پادشاہ اور شاہزادون و امراء کے کارخانجات اور اسپ و گاؤ و شتر بیشمار اور خیمہ و اسباب بے حساب پانی میں ڈوب گئے۔ بہت سی عمارتیں خراب ہوئیں بعض عمارتیں ایسی بہ گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں رہا تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روی دریا پر انسان و حیوان چھپرون پر سوار رواں دواں بیچارہ وار مجبور سرگردان چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہو گئی تھی کہ گربہ و موش و سگ و خرگوش ایک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانون پر لرزان دم نہیں مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتان و خیزان سلامتی کے کنارہ پر آتے اور غریب درختون پر چڑھتے۔ انکے جان و مال کو مردہ شوئی کے لیے جاکر دریا برد کیا۔ پادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز کا تھا۔ تین روز کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریاں تباہ ہوتی تھیں پادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر پانی میں ڈالتا کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان قید الماء سے نجات پائی من قید جدید

دریاے بھیمرہ (بھیما) میں طغیانی ہوئی۔

(بانی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے-) رہائی پائی-

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی- جب بادشاہ شولاپور سے بنگاہ کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا- تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار رویا کیا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہوں اور حضرت کے کام مین آؤن- بادشاہ نے فرمایا کہ تمام عمر بندگی و اخلاص مین جان نثار کی ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے- ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا- کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا جرات نہ آتا تھا- اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شاہی کا ذکر رہتا تھا-

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ برار کے انتظام سے خوش دل ہوا- بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا- اور راجہ رام یہان کا راجہ محصور ہو کر ایسا خوف مین آیا کہ عیال اطفال و اموال و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ سنتا پاس چلا گیا- ۱۷ شعبان کو یہ قلعہ جسمین سات قلعے ہین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور یاورون کی مقید ہوئین- اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہین انکے ہاتھ آگئے- بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ ہین- زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انھون نے اطاعت کی و پیشکش دی یہ سارے کام عمدۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا- قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا- خیریت خان کو باری اور باپ قلعہ راہیری کا بندوبست سپرد تھا وہ ۳۹ سنہ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کر دے- اس دستاویز پر سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام متروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

[illegible]

سیدی یاقوت خان کا قتل کا ارادہ

اور خرد سالی فرزندون کو انکی تعلقہ مین قلعہ جزیرہ مین بیج گیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری دستور محبوسان مقرر کردیا۔ اس سال مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر مین بہت سی عورتین رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئین زن خیریت خان کی اشارہ سے ایک جوان امرد نمانے مسلّین کوکن کی عورتون کا لباس پہنا اور ایک جمدھر و گرز چوبی گھگرہ و ساڑھی کے نیچے پنہان کیا اور عورتون کے ہجوم مین گھر مین چلا گیا اور بیچ ضرور مین جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو تیسری پہر کمر کھول کر جائے ضرور مین جایا کرتا تھا۔ جب وہ اس رات کو جائے ضرور مین جانے لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئے آگے جاتی تھی۔ جون ہی اُسنے قدم اندر رکھا۔ تو اس شخص کو اُسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اُس کو زمین پر دے پٹکا محل مین غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیان لکڑیان اور مشعل لیکر آئین۔ اس شخص کو مارنا چاہتی تھین لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت کرلیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہین پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۰۹

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا۔ بعض ارباب باش شاہزادہ کی خدمت مین رہتے تھے۔ یہ باتین تیر کی طرح انکے دل مین چبھتی تھین نا راستون نے باطل دوستی سے چاہا کہ اپنے تیر پہلو شگاف کو اسکے سینہ اخلاص خزینہ مین بٹھائین۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے وقت محرم خان دولتخانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثناء راہ مین کسی بداندیش نے اُس کے تیر لگایا اگی حیات باقی تھی کہ اُسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ پردہ شکم تک تیر نے اثر نہین کیا

جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ
عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا بادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہوگئے
مگر بادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو بادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے
نکال دے۔ بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سو اشرفی خرچ دیا۔ ہزار پان دیکر
رخصت کیا اور اسکے جانے سے دل گیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ بادشاہ نے
شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود
آئے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑے۔ شاہزادہ نے کہا کہ میں اور وہ دونو ساتھ مجرا
کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان ادا ہائے ناخوش کے سبب سے
بادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔
حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ اس طالب کو بادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ
نے حمید الدین خان کو کٹارہ لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مار اپیٹا مگر بادشاہزادہ سے کوئی
نہ بولا۔ اس حال کو سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو
تادیب کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور بادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔
اور اموال و اسباب اثاثہ و کوکبہ و دولت سب ضبط کیا۔
سنتا جی گھورپڑے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان
دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتا جی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے
چار پانچ منزل پہ مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپڑے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو
کوس پر آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے
آگاہ تھا۔ بہ تقاضاء وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔
میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود
سوار ہو کر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسوں
کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتا جی اور دھنا جی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سیناپت یعنی مرہٹون کے سپہ سالار تھی دھناجادو مرہٹون نے عمدہ قدیمی سرداروں مین تھا اور بہ نسبت اور سردارون اور سنتاجی کے امراء پادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ مرعی رکھتا تھا سنتا سبقت تفوق چاہتا تھا اسلیئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے کے استیصال مین کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھناجی جنجی لئے جاتا تھا۔ منازعت قدیم کے سبب مقابلہ ہوا۔ سنتا غالب ہا امرت راؤ برادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق ویاور تھا زندہ گرفتار کرکے ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچاکر نکل گیا دوسرے روز سنتا راجہ کے آگے وبرو دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون۔ یہ گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکوش بنائین اور اسکی اعانت سے جنجی جائین۔ اب آپ جس خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون۔ راجہ کو خلاص کرکے جنجی مین پہنچا دیا۔ ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہمزنی مین اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالب رہا جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب سے گیا۔ دھنا یہان تھا۔ مرہٹون کے اکثر امرا اُس سے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھناجی جادو سے سنتاجی کے واسطے نامہ وپیغام بھیجتے تھے۔ ہنونت راؤ ایک بڑا نامی سردار تھا دھناجادو کے اشارہ سے اُسنے سنتا کے عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھناجادو کی فوج لیکر اُسنے سنتاجی کی بھیر کو جالوٹا اور سنتا کے لشکر کے بڑے نامی راوت اُس سے جدا ہوکر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت کشتہ وزخمی ہوئی سنتا بے پروبال ہوکر پہاڑون مین گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین نفاق ہے یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزای کردار کو پہنچے گا۔ تم جلد جاکر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا۔ ایک طرف سے بادشاہی فوج اور دوسری طرف سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اُس سے جدا ہو گئی۔

اس حال مین ناگوجی مہاجن نے دبیس بگھہ مسور جو مرہٹہ سرداروں مین تھا اور بادشاہ کے ملازموں
مین کچھہ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے سنتا نے مسلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اسسے رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیوں کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان
پہنچا جہان سنتا کوفتہ و ماندہ بے پروبال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اوس کو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اسکو لیکر اپنی بیوی
پاس پادھنا جادو پاس چلا۔ رستے کے اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سواروں
اور ہرکاروں نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ ہراول تھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر
الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس سر
کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۱

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹوں کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہین تو اوس کے دل مین آیا کہ انکے قلعوں کی تسخیر کے لیے جہاد کیجئے جو مرہٹوں کے
مسکن و ماوا ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجئے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار
سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امراء نے اپنے بڑے بڑے مکان بنا لئے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دور ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا
کام پندرہ روز کے اندر کاریگر دازوں نے بنا دیا۔ زینت النساء بیگم اور والدہ
بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور عمدۃ الملک مدار المہام
اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ----

که پادشاه نے منادی کرائی که سب امرا و منصب دار و خلائق اپنی عیال و اطفال کو مع مشغول
اسباب کے اس بنگاه مین رکھین اور بہت تاکید کی که کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراه نہ لے
مگر پادشاه کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر
کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد عرف مرچ مین آیا شاہزاده محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب
کیا تھا وه بھی اس منزل مین مل گیا مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا که راجه رام برار مین تاخت
و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا که زمیندار دیوگڈھ جو بہ سبب منافقہ وطن
اور وارثون کے غلبہ سے پادشاه پاس آ کر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا
جب اسنے مدعی وطن کے مرنے کی خبر سنی تو وه پادشاه پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا۔
اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وه نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے۔ اور ملک کی تاخت
و تاراج مین راجه رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ پادشاه نے حکم دیا که آینده اسکو
نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزاده بیدار بخت کو حکم دیا که شایسته فوج کے ساتھ
جا کر راجه رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے۔ اور بنگاه اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے۔ بطریق یلغار
مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے که اخگر افسرده خاکستر کے نیچے شعلہ زن نہ ہو۔
اور روح الله خان بخشی اور حمید الدین خان بہادر کو حکم دیا که وه پیتاب گڈھ سے ستاره گڈھ
تک کہین آبادی کا نشان نہ چھوڑین۔ مرتضی آباد سے جب پادشاه نے پرگنه کرکی نواحی مین
کوچ کیا۔ معروض ہوا که تھانہ پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وه بے چراغ ہے۔ پادشاه دو کروه مسافت طے کر کے اس مسجد
کو دیکھنے گیا۔ وہان دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہان تھانہ پھر آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وه یہان
امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی۔ پادشاه نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر
کی۔ یہان سے تھانہ بھوادی مین پادشاه گیا۔ یہان سے تین کروه پر ایک مضبوط قلعہ لسنت
تھا وه غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا که
وه اس پہاڑ پر جا کر دشمنون کو نکال دے۔ خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی دیوار کے

پیچھے پہنچایا۔ آتش بار توپیں لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینوں نے بھی کوہ پیکر توپوں کا چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ پادشاہ نے دو تین مقام کرکے حکم دیا کہ آب کشنا پر جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائیں صبح کو حکم دیا کہ یورش کے لئے لشکر تیار ہو۔ محصوروں نے پادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو اُنہوں نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ سب ہتیار لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرۂ قلعہ قدرے غلہ اور اور اسباب پادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔ ۱۲ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ کو قلعہ اسطرح قبضہ میں آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بسنت گڈھ کی فتح کے بعد پادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اُسنے ستارہ کو اسم بامسمّی بنا دیا ہے۔ ۲۵ جمادی الآخر کو ۴۳ سنہ جلوس کو پائے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر پادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ استادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ میں تربیت خان کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکزوار گھیر لیا۔ تھوڑے دنوں میں اندک تردد سے قلعہ کے نیچے اور دمدموں کے اوپر توپیں لگا دیں۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے جو تیس ۳۰ گز بلند اور اُسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہیں کہ جسکے ارکان میں توپوں سے تزلزل آئے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب جمع تھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ اور فزونی آب کہ عین گرمی کے موسم میں چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو ہاتھ میں لئے ہوئے وہ مستعد و مہیا تھے۔ شب و روز بان و تفنگ و حقہ چادر و مشک اور سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اس نے جلا دیا تھا جو جاندار کا مایۂ عیش ہے کئی بار وہ شوخی کرکے لشکر کے نزدیک آئے مگر انہوں نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری کے دیوار حصار سے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک مدمہ تیار ہو گیا اسکے مصالح میں اتنی

درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس کوس تک درخت کا نام نہین رہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب چند روز مین ۱۴۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم بادلیہ کہ قلعہ گیری مین ید طولیٰ رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ چھتیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب زینہ اور جال اور چرمی جامے تیار ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اس پر راہ کھلجائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے اُسی دمدمہ کے نیچے جو چوبین گز بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کجاوے اور ٹاٹ و کرباس کے خریطے صرف ہوئے۔ کرباس کمیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تھا۔ ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خاکریز کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر رکھلے لایا تھا اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار کے نیچے چھپ کر بیٹھی تھی۔ اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب سے یورش کا مقصد دیوار پر بہادر چڑھین نہین حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال ۱۴۴ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر رسا سے ایک ماہ کے عرصہ مین یونہی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اُسنے اپنی رای صائب اور سنگتراشون کی مدد سے دمدمہ کوہ مین دو طاق بقدر طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کئے۔ مردم کارزار دیدہ کو وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا منصوبہ جو مرکوز خاطر تھا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون طاقون کو اُسنے باروت سے پر کیا۔ جب اسکا یہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی و انواع افغان و گکھر اور

اور بقیہ سائر و جماعہ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتے ہین انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لے جاکر انتظار کرین کہ جب نقب اُڑائی
جائے اور جان فروش قلعہ مین داخل ہون تو وہ انکی کمک کرین۔ بخجم ذیقعدہ سال دوم کو
کو طاق کلان مین آگ دی اُسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اُڑکر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جلگئی اور اُڑگئی۔ بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اُس نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی باروت مین آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کوہ جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکون
اور نباؤن مین یورش کے منتظر تھے۔ ہلاک ہونے مین پتھرون کے نیچے دب گئے گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کے اوپر ہوئے۔ اسے دو ہزار کار آزمودنی پیکار کام
آئے۔ اگرچہ آدمیون کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر مین سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہان کوئی نہین ہے لیکن مورچال کے آدمیون نے
ترس و خوف سے اس راہ مین قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ گیا برابر ہوا جو چھوٹون نے
جب دیکھا کہ کوئی شخص اس طرف سے نمودار نہین ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آئے جاتے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدمہ بھی جو بھسک گیا
تھا۔ ڈھکیلے گر پڑے تھے اور کار پردازون نے کام سے ہاتھ اُٹھا لیا تھا۔ کون مقابلہ
مین آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکرون کی سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردون کی لاشون کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور سینون کو سپر بناکے یورش کرو۔ مگر بادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ کمر کوہ مین خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہ تشریف لیجائین
ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کے ساتھ اسکے مانع ہوئے اس روز بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہو جانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ
نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

کسو تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو۔ ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی
اجل آئی تھی اُسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور
آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہو
کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرباز ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری مین اور
بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لیے لیجاؤ اور از سر نو مورچالون کے
بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب آدمیون کی جماعت یون
مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ و کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ
مع محنت و تردد پنج ماہ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر آل کار معلوم نہین۔
جو آدمی دبے ہوئے تھے اُنمین سے بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو
نکال لائے۔ باقی مرگئے۔ واقعہ غریب ہی کہ پیادے بہلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور
یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور میر آتش سے بھی دل سوختگی رکھتے۔ جب انہون نے دیکھا
کہ کوہ سنگ خاک سے مردون کا نکالنا مشکل ہی اور اُنکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی۔
اُنہون نے اُسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگادی۔ یہ آگ سات
دن رات جلتی رہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہنود اور بعض مسلمین بھی
جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتش کدہ ہی کہ دوست و دشمن
دونو فنا کی آگ مین جلتے ہین۔ اس سردار جدکار نے نان کی امید مین اور جان کی بیم مین
کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر والله یقدر۔
۲۵ رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا
وہ مرگیا اور تین خردسال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ
اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا۔ وہ
چیچک سے مرگیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ
کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا۔

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی بادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہو کر خوشوقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور ایک بیدست و پا زن میں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہین کہ عاقل کہہ گئے ہیں ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجہ راجہ رام جیسی شر کا سردار تھی تردد بجالائی اور مرہٹوں کا بندوبست کیا اسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔

قلعہ پرلی قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بندوبست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی صلاح بغیر اسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلی نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سو بہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہو گئی ہی۔

پشتہ کوہ پر بادشاہزادہ کا سرکوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہو گئی ہی۔ قلعہ دار پرلی جو میرا دشمن ہے وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش لیجانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کار سے سراسیمہ ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان پاؤن اور قلعہ دار پرلی کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیان حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلی کو بلا قول امان سند ہائے پادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں انکی التماس قبول ہوئی۔

سلخ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۱ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کر دی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو

اسن دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے پادشاہ پاس لائے اسنے اسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و فیل و کٹار مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ پادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔

کشاکش قلعہ ابتداء ۲۰ جمادی الآخر ۱۱۱۳ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۲ میں یعنی ۴ ماہ ۱۸ روز میں ہوئی اس اثناء میں جو اور واقعات پیش آئے انہیں لکھتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمیں عفو جرائم کی درخواست تھی اور ایک صندوقچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ پادشاہ نے فرستادوں کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤ گے عفو جرائم نہیں ہوگا اور جب ممالک پادشاہی میں داخل ہو گئے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری بنگالہ کا صادر ہوگا۔

ملتان کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس بارہ ہزار سوار فراہم ہو گئے تھے اور قوم لستی (لکھی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کر رہے ہیں۔ شاہزادہ معز الدین سے مکرر مقابلہ اور مقاتلہ ہوا حفیظ اللہ خان پسر خرد جملۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں تسلط کلی رکھتا تھا۔ شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور چند ہادر پادشاہی کام آئے تو شاہزادہ اپنے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیون کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر کو پادشاہ سے عرض ہوا کہ دریاء نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایان کئے۔ مخالف بنہ و بار لشکر شاہی کو دے کر فرار ہوئے پادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر ۳۰

شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم لکھی

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر ستر ساتی بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ اس حصار میں گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست وکشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار وہاں مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا اور جو ستارہ میں صالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔

۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیج خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ میں قلعہ آسمان فرسا ہوں تو پرلے نے کہا کہ میں اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہوں اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہی تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہے محاصرین نے تھوڑے دنوں میں محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ وکاہ کی کمی وہ ہوئی کہ اُسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال میں زرپاشی اور دلدہی سے دلاوروں کا دل ہاتھ میں لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی بہ تخیر پہاڑ سے نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہو کر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم میں قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پرانے کپڑوں کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ میں جو مسجدیں شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھیں اور ہندوؤں نے انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہہ قلعہ بھی اُسکا بنایا ہوا تھا اسلیئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

پادشاہ کا سفر بھوسان گڈھ کی طرف۔

اب پادشاہ نے قلعہ میں قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بند و بست ہو گیا
تو اُسنے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات پادشاہی
و امراء وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب و ہوا کی ناموافقت
سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد و رفت دریاء دشوار گذار کے حائل ہونے
کے سبب اس ضلع میں متعذر تھی ارابہ بار بردار کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات میں
زندہ رہے تھے انمیں سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیوں کا حال بھی
یہ تھا۔ سرکار پادشاہی اور امیروں کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیوں پر جنکی پوست
و استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلوں پر اور مزدوروں پر اور بلغور خانہ کے
فقیروں پر جو لد سکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ
کیا گیا اور کچھ جلایا گیا۔ امراء نامراد بے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے فیل و گاو
جنپر انکی جانیں گرانباری کرتی تھیں۔ دھوں میں گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو
خیر باد کہا۔ راہیں بند ہو گئیں۔ بڑی سختی سے دریاء کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا
تین منزلیں کر کے آخر روز میں وہاں پہنچے۔ اب عبور کا خطرہ ہوا تو سات شکستہ
کشتیوں کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا
ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے سے قالب سے جان نکلتی تھی۔ جب اُترنا شروع
ہوا تو باوجودیکہ پادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دیئے تھے کہ زیر دستوں پر زبردست
تعدی نہ کر سکیں اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک پادشاہزادہ اور باقی امیر گذر میں مگر
دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین نفر کشتہ
و زخمی و غرق نہ ہوتے ہوں بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمیں دس میں ایک
زندہ کنارہ پر پہنچتا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔
وار صفر کو بھوسان گڈھ میں لشکر پہنچا۔ پادشاہ نے یہاں ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا
باران جو اب تک رفاقت میں تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤں اور نالوں کا شور بھی

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندیس کو رخصت کیا کہ برہان پور مین لشکر
کے ساتھ آرام کرے لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آبادی نواحی مین رخصت کیا۔
صوبجات کے نوابون کو فرمان گیا کہ تازہ لشکرون کو ہمارے پاس بھیجین۔ شاہزادہ
بیدار بخت کو بلا کر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی
فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنون بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔
۲۶ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور مین آگیا۔ یہان خلائق کو ایک گونہ آرام ملا
یہان غلہ و کاہ اور اکثر مایحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہان ایک اور تازہ حادثہ
ناگہانی آسمانی مردم لشکر پہ واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے کہ ایک نالہ کم آب تھا اس پر لشکر
پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہو چکی تھی یہ ہنگام باران کا
گمان نتھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال و کوہستان و دشت مین
غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایکبارگی لشکر کی طرف آئی
اور آدمیون کی جان پر بلا ہجوم آیا۔ ایک جماعت بادۂ عشرت مین مدہوش اور خواب غفلت مین
ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش
کے زیر پا لپیٹا۔ جو کوئی سراسیمہ ہو کر نجات کی فکر مین دست و پا زنی کرکے اس شب
تاریک مین جسطرف نظر ڈالتا سوائے بے پایان موج آب کے کچھ نظر نہین آتا۔ ایک عالم سر و پا
برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر
بے پایان مین جان باد فنا مین دی۔ جسوقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔
بادشاہ جائے ضرور مین تھا وہ یہ سمجھ کر کہ دشمن کے ناگہان آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز
ہوا ہے۔ عالم اضطراب مین اُٹھا پاؤن پھیلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی
کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ آب سیلاب کی
نوبت توپخانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمۂ محل کے لئے سواری طلب ہوئی
صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

پاؤن اسباب کو برباد کر کے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر پامالی و کسالہ و اتصال یع خلق کو ہوئی وہ بیان نہین ہو سکتی۔

پادشاہ سے معروض ہوا کہ ہنوز قید مین طعام نہین کھاتے سنا ہوں ہین سنبھا بجای طعام کی شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمید الدین خان کی معرفت اسکو کہلا بھیجا کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان پسر شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن مین جا کر اپنی ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتیون مین تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو پادشاہ مرتضیٰ آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو یہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرج مین توقف ہوا سیوم شوال کو قلعہ پرنالہ اور اسکے پاس کے قلعہ پون گڈھ کی فتح کے لئے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ مین فال مین یہ شعر نکلا۔

شعر

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد　　ہر خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ حکام عادل خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر رہے ہین انکا سر تن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دور سات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔

تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے لئے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج لنصف سے زیادہ گر پڑی اور سپردار جلد کار خار زار زمین کی شگافت مین اور کوہسار زمین کوچے بنانے مین کارنامے بروے کار

لاتا تھا۔ کئی جریب سر زمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین تین مسلح آدمی متصل مستوی القامت
چلے جائین اور کئی کئی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ
سکیں اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی چمکے مرتب کئے۔ ان مکانون
مین توپخانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین مار کر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو
اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت توپ سے بچے۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایک بار درون کی جماعت
اسکے اندر چوکی دیتی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخر کار اس کوچہ
کو زیر فصیل دیوار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا
موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء
مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ
حضور مین آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ مورچال
بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگ آگین مین خاک سے
زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی۔ محصورین دونو حصار سے
آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ
انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان
اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لون کہان کے برج و
بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرہ نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ عالمگیر
ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا
اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر
لحاظ کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا حصر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زینہار جوئی
کے لئے بادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے۔ ان دونو نے بادشاہ سے ان کی
شفاعت چاہی۔ بادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنبک حارس کو جان و مال کی امان دی
غرہ محرم سنہ ۱۱۱۳ کو پرنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آئے۔ بادشاہ نے پرنالہ کا نام

نبی شاہ ورک رکھا۔ اسمٰعیل مکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اُس سے آرام ملے گا اور قلاع دارون گڈھ و نام گیر و چندن وندن دشمنون کے ہاتھ سے مستخلص ہونگے اس ثواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۱۳ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اُسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔ دارون گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوی دست کوب کا یہ زور دیکھ کر اور انکے پیچھے بادشاہ کے لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھ کوس پر ہے چھاؤنی کے لئے بادشاہ نے فرمایا اور یہان خان بہادر ساتھ لشکر گران کو بسر کردگی بخشی الملک بہرہ مند خان نانگیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نانگیر نے اپنی جان پر رحم کر کے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آور و ان کے التفات کے سبب سے نام گیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔

فتح قلعہ صادق گڈھ و نام گیر و مفتاح و مفتوح

قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر در بستہ کے لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر معمی کے لئے ایک تفسیر اور ہر امر کے واسطے ایک تعبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل ہوتا اسکو ناخن کے اشارہ سے کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہے اسکے چہرہ حقیقت کو اپنی آرا کے رزین سے کھول دیتا ہے اگر قاصد ان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا تو اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تراکم اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

فتح قلعہ کھیلنا

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ وبن سے اکھیڑ ڈالتا ہی۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئین تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہی اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طی کرا دیتا ہے
یہ پادشاہ ۱۶ ر جمادی الآخر ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلین طے کر کے ملکاپور مین
خیمہ زن ہوا آگے راہین دشوار گذار تھین اسلئے سات روز یہان قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت مین گیا تھا۔ کم مدت مین کئی قلعہ اسنے مرہٹون کے ہاتھ سے چھڑائے وہ پادشاہ
کے حکم سے بورگانوں کی راہ سے پادشاہ سے اسی منزل مین آنکر ملا بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہان چند روز قیام ہوا۔ فتح خان نے معبر کو صاف کر کے پادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ ر رجب کو پادشاہ دامن کوہ مین جو
اُسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہان سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ مین سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خاردار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہین
جا سکتی تھی۔ اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخین باہم بافتہ تھین کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی سے
بیلدارون و سنگتراشون نے ایک ہفتہ مین وہ دستکاری دکھائی کہ اُسے دیکھ کر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالون کی طرح اُڑایا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے مین کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اُڑایا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائین۔ کام مین ہر روز دشمنون سے لڑنا اور
انکے سرون کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا۔ سیوم شعبان کو پادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسر کردگی عمدۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جے سنگہ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سوارون کے ساتھ درہ مین داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سرکوب تھا

جس کے اوپر یہ خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ گروہان مرہٹے ایک دیوار محکم برجون کی کھینچ کر
خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے جمیلدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی
محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا
اور بیچ درختون اور سنگہار کوہ کی پناہ مین بندوقین مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کرکے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو
کشتون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آئی آخر کار مرہٹون کو ایسا
تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گڑہون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب
بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازون کو دشمنون کے جلانے
کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگل مین
بھاگے۔ درخت و بوٹہ مین پنہان ہوگئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پیچھے پہنچین اور انہون نے
زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمرمین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک
دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہان اپنے
خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رت جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا
جہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے
گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔
دار کھڑی کرکے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو
پادشاہ اس کارنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر
کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھکر اس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ
سے آدھ کوس تھا۔

سوانح چہل وششم ۱۱۱۲ھ۔

پادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف بنی شاہ درگ مین
منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کشتی انبہ کے ہودہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توجہ اپنی لے کر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی
ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن مین توپ و تفنگ کے چلانے سے لحظہ بھر کا توقف نہین کیا
کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے۔ غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اُڑ گئے زینہ جو غار مین سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے اُنکو دشمنون نے خراب کیا۔ بہادرون نے کچاوون کے زینے ترتیب دئیے اور اُن
دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنئے کہ وہ کوکنی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو بے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار مین ایک پشتہ
محاذی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیوارین بنائی تھین اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کی سبب سے
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتون کے پشتے لگا کے اور
قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان کو بسبب عرض مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ
جیسنگہ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی وندار اجیوری لے ان
پاس بھیجد ئیے انہون نے مور چال لگا کے برج و بارہ پر توپین چلانی شروع کین
فتح اللہ خان نے دھابہ بنا کر برج تک انکو پہنچایا اور بسطر حکی تدبیرین کین لیکن ع۔
سپہرہ بر سنگ نہ روید چہ گنہ باران را۔ ہر چند شیروہان اور کڑکن بجلی توپون نے گولے
چلائے سر بگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اُڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا
بھی ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مور چال پر حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود
مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار طسوج۔۔

عریض پر وہ لگا تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اُس کے ساق
پائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا - پاؤن اسکا اُکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا - جان باقی تھی - کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جاکر کجاوہ جو اس کے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا - لوگون نے
اس کو اس بلائے ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا - پھر اچھا ہو گیا وہ زبان دراز بڑا تھا - بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اُسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا -
اُس نے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے - مین تو سٹھیا ہی ہون - عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون -
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب ناصواب کے بُرائیون کو بتلایا اُس نے
بادشاہ سے عذر کیا - خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا - دھم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا - راجہ جیسنگہ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا - غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی - اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین - اور دیوارہ قلعہ کو گرائین - بیرسرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ براندازی پر مستعد ہے - تو اُسنے برہمنون کو وکلاے
پادشاہزادہ پاس بھجوایا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین - بوساطت
بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے -
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ بیرسرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجاے -
۱۷ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہو گئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی - بادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخرلنا رکھا -

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھائے دیتی اس بستان مین کوئی درخت نہین۔ جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہی۔ ۲۵ شہر مذکور کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا۔ اندر کی عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالا گھاٹ و پائین گھاٹ گوکن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہوکری اور رائے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دیئے۔

بادشاہ پنجم محرم ۱۱۱۲ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین ہاں گاؤ بہ گجرات رفت خر بہ خراسان شتافت فیل مدہوش سیہ مستی سے بیہوش ہوا لشکر کا بار گران لیکر چلا۔ بیچارے اتنے لگے کہ گدھے کی طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مرد و زن کے سر کے بوجھ بنے۔

شعر۔

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند بیشتر گاؤ و خرے بے دمند

دولتمند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین۔ کسی کسی طرح زیر کیتل اور اقامت گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے۔ حکم ہوا کہ جارس کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون۔ سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا۔ اس منزل مین ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے کھانے کے لئے منہ کھولا۔ کوئی غرق فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا جب دوسری منزل مین کوس لمن زدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ یہ نالہ بھی عجب غدار تیز و یہ دار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور اور پیش خانہ دارون کو اول جیسے بلایا پھر بطریق بیراہہ روی کے اس طرح اسباب روئی کو ڈوبایا کہ

سب کو صحرای درماندگی مین بٹھایا۔ اصحاب الفیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُس سے مستخلص کیا۔ افسوس کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک کروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائین طرف چل کر بلکا پور مین آیا۔ اس منزل مین نالہ کجروی کرکے سدِّراہ ہوا اور ہر گز کسی کا نالہ اُسنے نہ سنا اور شب وروز پاؤن دراز کرکے سویا۔ اس شورِ محشر مین روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ وہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیرِ باران بے نوایون کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ یادِ صرصر کا طعن دلستان قالب کو بھی کرتا تھا۔

خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر نالہ سے گذرا۔ ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرۂ عدالت مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ پادشاہزادون اور دنیاداروں کو اپنے گھر مین کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل مین آفتاب کھائی دیا تو نیم جانون مین جان آگئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز مین طے کیا اور قلعہ بنی شاہ درک کے نیچے پہنچا۔ اب باج بدستور نکلنے لگا تو روزی طلبون نے ہاتھ ہلائے۔ اطراف سے باربردار دوڑے آگئے۔ اُنہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر وگردن پر اٹھایا۔ پسماندہ آدمی بھی لنگڑاتے لنگڑاتے آگئے۔ ۱۵ شہرِ مذکور کو بیرگانو مین لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہان توقف ہوا۔

۴ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا۔ اگرچہ ابر نے دامن مین پاؤن کھینچے تھے۔ دریای کشنا کی طغیانی کی خبر آئی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ مین یہ موانع کچھ وقع نہین رکھتے تھے۔ نو کروہ مسافت کنارِ دریا تک ۱۲ کوچ ومقام مین طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اسکا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ۔ عبور ایسی کشتیون پر ؎ کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ ❊ یک تابوت وہزار مردہ ❊ اس حال پُر اختلال مین دس روز مین آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی مین سوار ہوکر دوسرے کنارہ پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہان بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد مین پادشاہ خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا۔ اور حکم دیا کہ امرا اتنے زیادہ توپخانہ رکھا کرین اور یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ معلمہ کہ خان فیروز جنگ کہ ہفت ہزاری است در خانہ خود نمودہ توپ گجنال وشترنال وگھوڑنال وہمہ چیز آن قدر

یا بدل نیاید سوای انچه که از سرکار پادشاہی باو تعین است داشت چرا شما که مضاعفاو
می یابید زرہا ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچه در کاربود ساختنش خود
سازلیست + ع اندکے ماند و خواجه غرہ ہنوز + بیت

ہیچ کس نیست که در فکر دل خود باش. + عمر مردم ہمه در فکر شکم می گذرد

۲ رجب ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعه کندانه کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس حصار کے
نیچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم ۱۱۱۴

بنئی مین جب بادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمه پست مین مین اور عنایت اللہ خان
ناظم خالصه و تن کا خیمه مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان مذکور نے محل سرا کا
احاطه بنالیا۔ امیر الامرا کے خواجه سرا البنت خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہاں
نواب کا خیمه لگیگا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اُترنے کے لیے جب تک کوئی اور جگه نه تجویز
کر لون نواب صاحب توقف فرمائین۔ خواجه سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ دوسرے
مکان مین اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اُسکے خیمون کی جگه آن لگے اخبار نویس دیوانی
کی فرد سے مقدمه کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا
که امیر الامراء سے جاکر کہو کہ اُسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگه پر یا کسی اور جگه لگاوے
اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر بادشاہ
پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا امیر الامرا نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا
تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان
کی که بہتر ہوگا که تم امیر الامراء پاس چل کر کہو که مجھے خیمون کے لئے جگه مل گئی ہے آپ کو تبدیل مکان
کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا که تم کو بادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامرا کے
پاس گئے تھے۔ مین بادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامرا پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے
یه حال بادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامرا دیوان مین آیا تو اہتمام خان

بنوشتن حکم امیر الامراء در دیوانی و خالصه تفرقه ...

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامراء کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے خان کے گھر میں امیر الامراء آیا وہ حمام میں نہاتا تھا۔ جلد حمام سے نکل کر آیا۔ امیر الامراء اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک تقوز پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونو میں ساری عمر ایک نے دوسرے کا گلہ و شکوہ نہیں کیا۔ مدت تک صحبت و محبت رہی۔

قلعہ کندانہ کی فتح

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ۷ ار شعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا۔ بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور اور بہادروں نے مورچال کے آگے لیجانے میں اور نقب کے کھودنے میں دمدمہ کے باندھنے میں کوشش کی دشمنوں نے بھی کوشش کی اور یہ نمایاں دست بردیں کیں دوم ذی الحجہ کو بذریعہ صلح قلعوں کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لئے کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہیں لے سکتا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد میں بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے کارفرما اور صاحب مدار تنگ ہوئے تو قلعدار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا۔ یون قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا۔

بادشاہ کا مقام پونہ میں کوچ

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا لشکر پونے آرام کے لئے ایام برسات کا ایک مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات میں صرف کیا۔ یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہی اور یہیں حویلی کے اندر اسنے امیر الامراء شائستہ خان کو شب خون کے لئے آکر چشم زخم پہنچایا تھا یہاں محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہرپوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر میں وفات پائی تھی۔ شیخ صلاح الدین کے مزار میں وہ مدفون ہوا تھا۔ اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا۔

قحط کے مصائب

اس سال میں باوجود بروقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب زدگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور جنس ربیع پر چند روز بڑا گہر پڑا کہ گیہون سرخ ہو گیا اور دکن کے دو تین صوبون میں دس من کی جگہہ ایک من غلہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزیں اور جنسین برسات کی کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہو گئیں سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہو گی اور

اچھی طرح زندگی بسر ہوگی اُسکی جگہ گرانی ہوئی۔

غرۂ رجب کو بادشاہ نے قلعہ راجگڈہ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی اُسنے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جسمین کہین راہ کا نام ونشان پیدا نہ تھا مرہٹون اور اس ضلع کے کوہ نوردون کے سوار جو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہوتے اور بجبر وضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال وعیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنھون نے کچھ مدت کے قیام مین آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ آگئے باوجودیکہ ایک مہینہ پیشتر کئی ہزار سنگتراش وبیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کرسکے کہ توپخانون اور کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب لشکر کے نیچے لشکر آیا۔ ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا جنگل درختہ مین گاؤ وشتر پر جو عورات ومستورات سوار تھین اُنھون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین اور درختون کو کاٹ کر ہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹپہ کی برابر راہ طی کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا اور اوپر چڑھے اس تصدیع وکسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گر کر درندون کے طعمہ بنے ڈیڑھ کروہ مسافت راہ طی ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ) اس پہاڑ سے نیچے آگئے۔ اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پر شکوہ اور رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے وہان رہتے تھے اُسنے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر ہوا کہ محصوون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین ۔ بجربہ کار دلاورون نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصوون کے حصار کے نیچے تک
مورچال پہنچائے ۔ قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود رکھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا ۔
انکے نام سہیلی وپدماوت وسرجوئی تھے ۔ تینون پہاڑون کے محصوون نے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی ۔ خلاصہ یہ ہی کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا ۔
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر لشکر شاہی
کے نشان قائم ہوئے ۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسردارون کے ساتھ جو نامی دونو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک بیحاصل دست وپازنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بناکر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجائے
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے ۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہوگئی ۔ اس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے ۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا ۔ باقی اہل قلعہ سروپا برہنہ نکالے گئے ۔ حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا اسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی ۔ قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا ۔
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون وچنا وکا صر روپیہ کے دو سیر اور کبھی
اسنے بھی گران ملتے تھے نذار اجپوری کا فوجدار یاقوت خان ۳۵ کوس کے فاصلہ پر تھا ۔
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح ..

قلعہ گیری خود حضور مین آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی باب مین بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہین کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف مین مرہٹون کو خوب تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر مین بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلان کشتی و جہازون کا اسکے تعلق مین تھا۔ خشکی اور دریا مین مرہٹون کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہین ہو سکتا تھا۔ جب راہیری تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبۂ سلطنت اور شان و تجمل سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب مین بے آبروئی اور خفت کے ساتھ رہنا پسند نہین کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلےٰ سے اپنے وطن و مسکن کی جبال کی پناہ مین گیا۔ ان ایام مین کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب کیا تو اُسنے اپنے تئین ملازمت کے قابل نجانا کہ مین کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤنگا کارسازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ مصالح قلعہ گیری حضور مین ارسال کیئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے مین یہان رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہین ہوگا اور اس ضلع مین بندوبست قائم نہین رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا ان ہی دنون مین اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے مین اور دربار مین خرچ کرنے مین جان و جامہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسیطرح اس سرزمین کو دوسرے کے نام پر مقرر نہونے دینا۔ یہان کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنون نے عرض کیا کہ حبشیون اور سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتون کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجراء دریا مین بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے بھی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویان اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہائے شیرخوارہ باقی رہے ہین مرہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد - جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا - راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اُسنے اپنی بطن کے
پسر سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک پادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کے
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ لشکرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
مادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے - ہرچند بادشاہ نے خود اُس کے ملک مین
آخر تلوار چلائی - اور بہت روپیہ خرچ کیا کئے ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بے خانمان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی -
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم پادشاہی مین آخر تاخت و تاراج کی - بادشاہ
تو تمام فوج اور امرای کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا -
تارا بائی کے منصوب جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرتے تھے اور بند و بست مین
کمائش دار مشغول ہوتے مع اہل زن و فرزند و خیمہ و فیل کے تھا خاطر جمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام پادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا راہدار کا کام یہ تھا کہ جو متفرق بیوپاری یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر جائیں تو وہ حق راہداری گاؤ وجہ مقرری لیتا۔ جو سہ چند بادشاہ کے فوجداروں کی راہداری سے ہوتا اور شہر کا غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ گو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ میں ایک دو گڑھی مرہٹوں نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہاں اور وہاں سے ہر طرف تاخت کرتے بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڑھیوں کے مرہٹہ صوبہ داروں کے ساتھ اتفاق کر کے حکام بادشاہی سے ادائے محصول میں دار و مدار کرتے تھے۔ سرحد احمد آباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمد آباد اور اطراف اجین میں خرابیاں پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلوں کو اردو معلے سے دس بارہ کروہ پر بلکہ گنج بادشاہی تک لوٹ لیتے اسکا ذکر کہان تک کیا جاوے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹوں کے فساد دور کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ سرحد بندر سورت و احمد آباد کے مابین بابا پیارے کے معبر پر دریای نربدہ پر جو مرہٹوں نے کام کیا وہ بیان کیا جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمد آباد پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ پادشاہزادہ وہان پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ عبد الحمید خان دیوان احمد آباد پاس بھیجدی اس ضمن میں غنیم کی فوج پندرہ سولہ ہزار سواروں کی بندر سورت کی نواح میں پھیلیں۔ چند پرگنوں میں بہت خرابی پھیلائی۔ اسکے دریای نربدہ سے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا سرحد احمد آباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب پادشاہزادہ اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا انکے پاس شائستہ فوج تھی جنکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان خیر اندیش شجاعت خان اور التفات خان فوجدار تھانیسر و گودرہ تھے اور احمد آباد کے دس بارہ کے

قریب توپ جدا رکھا اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھی جو اس سرزمین مین
جمع ہوئی تھے۔ ان سب نے دریاے نربدا کے کنارے خیمہ ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب ہوکے دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے۔ صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی انمین سے ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پاکے انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فراری ہوئے۔ بادشاہی سرداران فوج نے دو تین
کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیان اور بھالے وچھتریان انکے ہاتھ آئین نقارہ
فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو ہزیمت
دے آئے ہین۔ کمرین کھولین۔ گھوڑون پر سے زین اتارے۔ بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت مین سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹون کے جو آب گنون اور کنارہ دریا کی
اطراف کے مغاک مین پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسون کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے وہ
غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمد آباد کے ناآزمودہ کار
آدمی جنہون نے دکنیون کی دست برد نہین دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل سردار
نہ تھا۔ دکھنیون نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر مین تزلزل ہوگیا۔ دریا کی ایک طرف
مین سمندر کی رو آگئی تھی اسمین پایاب ناپایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا مین ڈوب کر مرگئے
نظر علیخان و خواجہ عبد الحمید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پازنی لاحاصل
کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہوکر دریا سے پار جان سلامت
لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی۔ غنیم نے تمام فوج پادشاہی کو گھیر لیا۔ دھناجادو نے
صاحب اختیار سردارون سے صلاح کرکے مصالحہ کو اس بنا پر قرار دیا کہ بادشاہ
کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکرون پاس فرمان تسلی بھیجا جاے کہ وہ حضور
مین آئین۔ بعدہ کہ وہ اردوے معلی کے پاس پہنچین تو راجہ ساہو کو بادشاہزادہ

کام بخش کی خدمت مین دیگر لشکر مین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین
راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت
کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون - چنانچہ ستر فرمان
سردارون کے نام بھیجنے کے لئے تیار ہوئے - آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی - پادشاہ کے
دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کر کے اردو کے نزدیک آئے اور اس
تزویر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو
چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل الی کو جواب دیا - سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا
اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا - وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین پادشاہ پاس آپہنچا کہ قلعہ
تورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ تورنا کے نیچے اپنے مورچے
قائم کرے -

سوانح سال چہل و ہشتم ١١١٥ھ

قلعہ غنی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا -
۲۰ شوال کو قلعہ تورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا - جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا - دو کوچ دو
مقام اس نے کئے کہ بار بردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا - اکثر امرا اپنے
اسباب کو ہاتھیون اور مزدورون اور طبعو خانہ کے فقیرون پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے
ایک دو کروہ چل کر قلعہ تورنا کے نیچے پہنچے - پادشاہ نے محاصرہ اور مورچا اکے آگے بڑھانے
کا حکم دیا - سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض لطف آمیز جو
خانہ زادون کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کر مورچال
باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے - تربیت خان اور اور بہادر اور دلاور
سرگرم خدمت مامور ہوگئے -
خصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہ وردی خان نے اس محاصرہ
مین شائستہ تردد کیا - پادشاہ کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہان اپنے مورچے قائم کیے تھے وہان سے سُرنگ آگے بڑھائے ہین باوجودیکہ اسیر دل مدت
گولون اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسّی آدمیون کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعے کے اوپر
لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیون مین تقسیم کرے اور اسکو اپنے
پاس بُلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز
ورسل و رسائل التیام آمیز درمیان مین آئین۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نواسی
سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ مین عمدہ شریک تھے در محاصرہ گنا جاتا
تھا ما دلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری مین بڑی مشہور تھی۔ اس نے
کمر ہمت باندھی زینون اور کمندون کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہین کھلی تھی اور طرفین
کی توپون کا دھوان پھیلا اور آدمیون کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر
چڑھ گئے اور انہون نے اپنے انگریزی اشارون کے موافق اورون کو بلایا۔ پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز
کے ان پاس پہنچ گئے۔ اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان
کے اور چند اور ہمدم جانباز و سمہ پاشنہ کوب پہنچا نفیر بجائی اور محصورون پر حملہ کر کے پست
و پا کیا۔ اس ضمن مین حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی
مدد سے اور بادلسون کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہو کر محصورون کو تہ تیغ کیا۔
بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار مین چھپی اور
سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش مین آیا بعض نے جس طرف سے
راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤن جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو...
غنیمت جانا۔ عجز کیا۔ مامون ہوئے۔ قلعہ فتوح الغیب کے نام سے موسوم ہوا۔
برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش
خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نو آباد۔ گلشن آباد مین بادشاہی آدمیون کے تصرف مین تھا اور آخر ماہ
ذیقعدہ (۲۳ ذی الحجہ) کو موضع کھنیر (کھید) مین متصل دریائے گنگ بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان
ثانی مثانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سابق مین فتح لشکر کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی کہ بہیم نایک یک زمیندار کم اصل قوم کا بیڈر (بے ترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی یہ معنہ پیشگان بقری مین گنا جاتا تھا۔ حیدر آباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کے لئے اپنی فوج بھیجی تھی۔ بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہائے قلب اور اسکے ملجاء کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا۔ پھر ان دنون مین کہ ۴۳ سنہ جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ نایک برادر زادہ بہیم نایک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت بجا لایا۔ رائچور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین واکنکیرہ مین جاؤن جو وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب کیجیے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا۔ حصول رخصت کے بعد پریہ واکنکیرہ مین آیا وہ توابع سکرہ مین کوہ پر ایک آباد گانو تھا جب بہیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا۔ یہان سے بازگشت کا ارادہ نکیا اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ پندرہ ہزار پیادے کہ تفنگ اندازی مین شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر شہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلعہ کا استظہار رکھتا تھا وہ دربار کے ساخت و ساز کے طریقہ سے واقف کار ہو گیا تھا۔ اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطہ بھیجکر رخنہ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور عرضداشت بھیجکر اپنے تئین زمینداران مالگذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ماہ و سال مین افزونی عمارت اور استحکام برج و بارہ میں اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب قلعہ واکنکیرا مشہور ہو گیا۔ اور وہ دکن کے مشہور دانون
کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نائک اُس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے
سرافرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے بیریا کی
سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بیریا کی گوشمالی کے
لئے مقرر کیا اور افواج نے اُسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابو وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت
مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی
پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور متصدیون کو کچھ رشوت
دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت
کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔ اسکے
بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگنے یہان آنکر اسکا عرصہ
تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ و افسون کے پیغام دیکر
اور اطاعت اظہار کر کے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا
جب بادشاہ قلعہ جات پونا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھے سات مہینے مقیم رہا اور
اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے۔ تو روز بروز
بیریا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے
پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہ ۱۱۲۶

آغاز ۴۹ سنہ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ
جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سے تھا اور اسکی جاگیر
سے پرگنات واکنکیرا التعلق رکھتے تھے اور بیریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا
بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو
اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسی ہی حکم بھیج گئی۔
آواخر شوال مین حوالی قلعہ مذکور مین پادشاہ آیا۔ قلیج خان پادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی ستا مامور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور پادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جائے ادھر پادشاہ نے اپنے آدمیون کو جانفشانی و کافر کشی مین مصروف کیا اودھر بڑا
برج و بارہ کے استحکام مین اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے مین مشغول ہوا مرہٹون کے سرداروں نے
تارا بائی کے پاس سے کومک کی طلب مین رسل و رسائل شروع کئے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنمین تمام تو مین خصوص مسلمان یہان تک کہ سادات موجود تھے۔ اور کالیں
پیادون کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ مین اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپون کے گولے اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونو طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایکدن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
چین قلیج خان بہادر و عزیز خان روہیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ کے اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سر کوب تھا۔ وہان جلو ریز
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن مین دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کرکے مردم پادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے . . . . . .
پاؤن جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے پادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان و ذوالفقار خان و رزم جو آدمیون کی کومک کے لئے حکم دیا کہ بر سبیل تخصر
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ چین قلیج خان بہادر نے بہادری کی شرط کو
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بروی کار نہین آیا۔ جان ستان گولوں کے اولے برس رہے تھے اور بہت

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑے کے دونو پاؤن اور حسین قلیچ خان کے گھوڑے کا ایک ہاتھ اُڑ گیا۔ دونو بہادرون نے پیادہ ہو کر خدا کا شکر بھیجا کہ بان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ ہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُسنے اپنے دو کوتل گھوڑے جنکا دونو سردارون پاس بھیجدئیے قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہو جاتا تھا اُسکے لئے جائیس تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے روز حمیدالدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاورون کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی بیٹھے گئے اور دھیرون ایک پڑ کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکڑی کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمیدالدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کامبخش کی فوج مین سے ایک جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا جس سے وہان خوب پاؤن جم گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہہ کی نگہبانی کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتش بازی و سنگ دست و فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راو اور دو تین نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار و انکنیرہ مین تھے آٹھ نو ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج بادشاہی کے مقابلہ مین آتا۔ مگر ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے ناموس نہ تھی نکال کر لے جائے اور پریا پیر کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زد و خورد مین مشغول کیا اور
دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس
حصار کی پناہ سے باہر لے گئے۔ بعد اسکے تارابائی کے سردارون نے پرپا سے کہا کہ ہم اور تم
آپس مین متفق ہوکر افواج شاہی کے مقابل مین سبقت پا نہین خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہو سکتے اسلئے
مصلحت یہ ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ مگر اس
مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے
اور ہر روز سردارون کو خرچ مقرری جتنا کہ ایام محاصرہ کا انقضا ہوا اور رفاقت و
معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سردارون نے یون مفت زر ہاتھ
لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا۔ آخرکار
روباہ بازی اور مکاری سے پرپا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتدا عبد الغنی کشمیری نے
دست فروشی اور داد و ستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا۔ سب قومون سے سودا اور
معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا۔ افواج بادشاہی سے حصار
کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پرپا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے ..
ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالح اور اظہار ندامت و عجز پر مشتمل تھا عبد الغنی کے ہاتھ بھیجا۔
عبد الغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری
تمام مقدمات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ مین پرپا کے حصار مین تفرج
اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا مجھکو وہان نے غافل مجھکر پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پرپا
پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھکر یہ پرچہ کاغذ مجھے دیا ہے کہ تمہارے پاس
پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ
کی خدمت مین پہنچا کر عرض کیا۔ بادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور تخلیہ

غنیم پر خیال کرکے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش سے عرض
کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنکر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے
اور خلعت و اسپ و جواہر و منصب سے سرافرازی پاکر بطور یرغمال گلال باری میں رہے۔ بعد
اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ میر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی
تھا اور اس کشمیر کا دیوان تھا بھیجا جائے۔ اور واکنکیرا کا قلعہ دار
قلعہ کے خالی ہونے تک جسکا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ نشان بادشاہی
لیکر قلعہ کے اندر جائے۔ اور بند و بست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب
سوم سنکر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جواہر
و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات برادر بجالایا۔ عجز و
الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس اثنا میں محتشم خان حصار میں شب کو
رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل بدستگیری قلعہ دار پریا ملازمت کریگی
جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت
تسلیمات تہنیت بجالائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں ہادی خان کے خطاب سے
سرفراز کیا۔ مورچال سرد ہوگئے۔ جنگ جو طلب حضور ہوئے۔ عبد الغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض
میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات
اور پیرزالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پاس پریا کے حاضر ہونے
کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کرکے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا
کہ اسکو سرسام ہوگیا ہی تپ ہذیان ہی۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہوگیا
ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے
کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹون کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں
نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمعی
حاصل کرکے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنکر میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جائے کہ بعض جگہ خزانے مدفون ہین
جسکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلاوے - باقی مال اور عیال کے ساتھ مین قلعہ سے باہر آؤن
پادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا اُسنے سوم سنکر کو قلعہ مین اُس کی امان پاس بھیجدیا بعد اسکے
جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور پادشاہی آدمیون کے لئے آمد و رفت
بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوسون کے قلعہ مین ایک جگہ بٹھادیا اب پادشاہ
اور اسکے ہوا خواہون کو سیوا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا مگر پادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا - ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا -
دشمنون نے شوخی کی - پادشاہ نے پائے قلعہ مین استقامت کی - لوگ ہنستے تھے کہ ایسا پادشاہ
سراپا تدبیر ایسی نجس قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اُس سے شوخیان کین کہ پادشاہ کو محصور کرلیا
مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے - پادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر
مضمون کا لکھا کہ اے یاری دہ بیکسان زود خود را برسان - جب یہ لشکر تازہ آگئے تو
ابتدائے جنگ اس رستہ سے شروع ہوئی کہ جبکہ محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کر رکھے
تھے اور اب وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین آگئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے - پھر ہر طرف سے
لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا - چارون طرف خوب لڑائی ہوئی حمید الدین خان اور
قلیچ خان بہادر و داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین
چار پانچ روز تک ہنگامۂ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی
ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے بعدہ
چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور بیدلون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف
قلعہ مین آکر جسجگہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی
مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین ذوالفقار خان نے چند باولیون و کنوؤن پر قبضہ کیا کہ
انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون عمارتون
کی چوبون اور کنکی کو جمع کرکے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچایا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا۔ جس روز یورش قرار
پائی بادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمداً استقامت
کی۔ اس بادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کبھی جہاد مین شہید ہون۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفون نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ بادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بناکے
پیادہ ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہوگئے اور دو تین حملون مین وہ شتے کہ جنپر
بازار بیٹھ آباد تھا۔ بادشاہ کے قبضہ مین آگئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات
جان ستان بلا افروز کام کرتے تھے۔ اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفون کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
ثبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی
پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سراسیمہ وار زن اور فرزند اور زیور کو
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنی ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور
انکی ساتھ متفق ہوکر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلہ آتش بلند ہوئے اور آلات شرربار کے برسنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے
اور محتشم خان بھاگ کر ایک مسجد مین چھپ گیا اور بادشاہی آدمی اس پاس نہ پہنچے تو دشمن اُس کا کام تمام کردیتے
۱۳ محرم ۱۱۱۱ھ کو قلعہ بادشاہی تصرف مین آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو
بڑے بڑے منصب صلے ملے۔ قلعہ و اکنکیرا کا نام رحمٰن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود کی

اہتمام سے قلعہ اور مسجد از نو تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے کے لئے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریائے کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام کے لئے چھاونی ڈالی اور جابجا حکام فہمیدہ کاردانی اور ملکی بندوبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد و سرکش زمیندارون کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک نومفتوح سے کل روپیہ اور زمیندارون سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنون مین آباد ہوئی۔

ان دنون مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز حمیدالدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ محاصرہ بخشندہ بخش۔

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جسسے ایک عالم کے احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہرچند ہر روز خودداری کرکے بادشاہ بیٹھ کر دیوانداری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا۔ غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز وقعہ طلبون کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خیر ہوئی۔ ورنہ اس دارالحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پرشور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔ بادشاہ کی علالت۔

امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف مین زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

ہشتاد و نود چون در رسیدی + بسا سختی کہ از دوران کشیدی
دران جا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب مین نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کہی ہے۔ بر آن بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
پادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان (صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو مین پادشاہ نے اپنے تئین سونے تول کر اسکو زر وزن اور سرو پیچ دیا اُسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔
۱۶ رجب سنہ ۱۱۱۶ھ کو پادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین وہان آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس دن کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم سنہ ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے تراویح پڑھی صلوۃ و سنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اختتام کے بعد بلا ناغہ دیوان مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔
اب سے چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا نبیرہ سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانساماں اور متصدی اسکے علحدہ پادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہوں۔ ابتدائے قید سے بنہایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا احاطہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنون مین اگر ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون کہا ہے
کہ مار کشتن و بچہ   در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است   وہ پادشاہ کی خدمت مین التماس کرکے اُسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین پادشاہ سواد احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز پادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی الحجہ کو پادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کے زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اسنے مار مار کر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد مین تھا۔ باپ کے عارضہ جسمانی کی خبر سنکر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب و ہوا کی ناموافقت کا عذر کیا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ما ہم در ایام انحراف مزاج اعلی حضرت عرضہ داشت ہمین مضمون بحضور ارسال داشتہ بودیم در جواب ما فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانسان سازگار است مگر ہوای نفس اماره۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوا اسکے لئے مقرر کیا بادشاہزادہ ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضہ داشت کی کہ بادشاہ نے طوغاً و کرہاً اوسکو حضور مین طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا صوبہ احمد آباد سے جب بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو بربانپور مین تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے محمد اعظم بادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنی لشکر کی گرد آوری کی تھی۔ احمد آباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کرلیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب مین جو خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سبھون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باب مین اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ۔۔۔

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو بیجا کر کے حضور مین طلب کرے اسکی طرف سے بادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگاکے اور بہت منت کرکے اسکو حضور مین طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

شاہزادہ محمد معظم [illegible]

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . جوانی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مر گیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ اندنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مر گیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ پادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلاناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اسی ایام مین وزیر و شاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آتی تھین وہ اس تنبیہ خاش کے لئے بہانے بلاکش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا۔ پادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہی۔ پادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کار طلبی کے سبب تقاضاء وقت کو دیکھ کر پادشاہزادہ کام کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکرون کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ پادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایکدفعہ نواب زیب النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا جسمین حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہی مگر حضرت کا ادب مانع ہی اسمین مصلحت یہ تھی کہ باپ بہن یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جاے۔ یہ رقعہ پادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھا که وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب و سو اس و ہراس گردد۔

با محمد کام بخش را جائی مرخص می نمائیم - اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب لعن آمیز کے مضمون
سے بہت پیچ و تاب کھائے۔ مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا
جدا ہونا غنیمت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور
بادشاہزادہ اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لیے
اسنے دو شیر زنجیر گسیختہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں رہنا خلق اللہ کے حق میں فساد
عظیم کا مادہ جانا۔ محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت کے
اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا
روانہ ہوا۔ اسمیں مصلحت یہ تھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم
کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح
بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ
کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز
قیام کرکے تیز رو سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اسے بہت دور نہ چلا جائے
جسکے سبب سے لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا
معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونو شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ
بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بہ سبب کمال تقویٰ کے پانچ
وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خان نے مجون کی تجویز
سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے اسپر دستخط
کیئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد
قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کیئے کہ این خاکسار را
زود بمنزل اول رسانندہ بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نپردازند کہتے ہیں کہ بیٹوں
کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ
اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمیں لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبوں پر

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بناکرے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر پری
دکن سمیت قابض ہوا اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرائے۔ مگر گولکندہ اور بیجاپور کی دو یا تین
کام بخش پاس رہین اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ
لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اسمین تجہیز
و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہین مساکین مین تقسیم ہون

اورنگزیب کا انتقال کرنا

روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھ کے کلمہ توحید
ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علما
و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ
مین رکھا کہ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردوئے معلی سے پچیس ۲۵ کروہ پر تھی روز شنبہ
کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔
شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنی حین حیات مین قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق
دفن کیا اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کیے گئے
اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لیے مقرر ہوئے۔
بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند
انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویذ مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین بادشاہ
کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس
سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت مین اسنے یہ خطوط ایسے لکھے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا
دیندار تھا۔ اسکو خوف الٰہی آخر وقت مین ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔
محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ پیری رسید ضعف
قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ یگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم و بکجا
آمدم نفسی کہ بے یاد حق رفت افسوس آن باقیماندہ بلکہ داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

عمر عزیز بہ مفت رفت۔ خداوند در خانہ دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نہ۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت گرد و جرم
و پوست تنہا گذاشت۔ فرزند کام بخش اگرچہ بہ بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاہ
ازان ہم نزدیکتر۔ عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ دورتر۔ فرزندزادہ محمد عظیم بحکم اللہ عظیم نزدیک
ہندوستان رسیدہ۔ لشکریان ہمہ بیدست و پا سراسیمہ ہمچو من مضطر کہ از خداوند تعالیٰ گزیدہ
در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار نمی فہمند کہ صاحب نعمتی داریم ہیچ با خود نیاوردم
و ثمرہ گناہان ہمراہ می برم۔ نمیدانم کہ در چہ عقوبت گرفتار خواہم شد۔ ہرچند نظر بر الطاف و رحمت
امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال فکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند
ع ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + اگرچہ از خود رفتہ را فکر نمی ماند۔ چون عالم آہستگی
نیست ہمہ را بخدا می سپارم۔ وصیانت بندگان اگرچہ پروردگار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم اسباب
بر فرزندان ہم ضرور است کہ خلق و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزندزادہ بہادر دعای آخرین
بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند بیگم بظاہر اگرچہ ملول است لیکن مالک دلہا خداست
کوتہ اندیشی ہوسات بجز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع الوداع الوداع آخری وقت میں
شاہزادہ محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے۔ — فرزند جگر بند من در عالم اختیار ہرچند برضای
الٰہی نصیحت کردم و زیادہ از امکان وصایا کردم چون خواست الٰہی نبود بگوش رضا کسے
نہ شنیدہ۔ حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چہ فائدہ عذاب و گناہ
ہرچہ کردم ثمرہ آن با خود می برم عجب قدرت است کہ آمدم تنہا و میروم با این قافلہ
تپ ازدہ روزہ مفارقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت ہر جا نظر کنم بجز خدا بہ نظر
نمی آید۔ اندیشہ لشکر و لشکریان نظر بہ وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود
خبرم نیست۔ گناہ بسیار کردم نمیدانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد۔ حراست بندگان
اگرچہ رب العالمین خواہد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان ہم لازم است حفظ و احتیاط بندہا
بحسب ظاہر ضرور عالیجاہ ہم نزدیک است انچہ لازم بود در حق شما گفتہ ام و ہم بجان و دل قبول

داشتہ شود فشود کہ مسلمانان کشتہ شوند و وبال بر گردن این ناکارہ بماند شمارا بخدامی سپارم
و خود رخصت میخواہم حالت اضطراب است بہادر شاہ جائیکہ بود ہست و فرزند زادہ ...
عظیم الشان تزدیک ہندوستان آمدہ - فرزند زادہ بہادر نواحی گجرات حیات النساء چیزے
از روزگار ندیدہ ملول است و حال بیگم بیگم داند و اودے پوری والدہ شما در بیماری با من بود و
ارادہ رفاقت دارد - خانہ زادان و مردمان حضور چند گندم نما جو فروش اند باید بر فق و مدارا
آدمی پرواے کار گیرد و پاباندازہ دادراز کشد - شاہزادہ محمد معظم کے نام خط - ہمین لپور خلافت
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیدہ آنچہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید - از
خود خبرم نیست کہ کیستم و کجامی روم و بر سر این عاصی پر معاصی چہ خواہد گذشت - حالا از ہمہ
رخصت میشوم و ہمہ را بخدامی سپارم - فرزندان نامدار کامگار را باید کہ تخالف نہ کنند و مجوز
کشت و خون خلق کہ بندگان خدا اند نشوند آنچہ بہ نظر می آید طرفہ ہنگامہ بر پا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ کہ ودائع بدائع خلق اللہ اند چراغ راہ سالکان
طریق ریاست و ملکداری کناد - اس رقعہ کے اس فقرہ میں - کہ اودی پوری والدہ شما
در بیماری با من بودہ - لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہیں - کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودی پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آگئی تھی - کوئی کہتا ہے کہ
کہ اودی پوری کی جگہ جودھ پوری ہی - سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں
میں لکھا جاتا ہے - کہ اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا
کی رہنے والی تھی - ایک بردہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خریدا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا - جب دارا مارا گیا تو بادشاہ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی - آئین ایک راجپوتن تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہو گئی - عالمگیر سے نکاح نہ کیا - مگر اس کرسچن لیڈی نے اسسے نکاح کر لیا - فرنگستانی
تاریخوں میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں -

انچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت مین ـــــ دین مین راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابو حنیفہ
کے مذہب پہ چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ
فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہئے تاسیس کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد مین یا غیر مسجد
مین جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا
مسجد جامع مین جمعہ کی نماز سب مسلمانون اور مومنون کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا
خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا۔ . . . . .
توجمعرات کو شہر مین آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد مین ناغہ نہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ
دنون کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ مین جاکر جمعہ کی نماز پڑھتا۔ عیدین کی نماز سفر و
حضر مین جماعت کے ساتھ پڑھتا ـــــ دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی
سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ مین آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول
رہتا اور عشرہ آخرہ مین مسجد غسلخانہ مین معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ مین تین دن پیر و جمعرات و
جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو مال ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی
اور ایام سلطنت مین صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمک کا جدا کئے گئے
انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کرکے
دیتا تھا۔ چہارم حج۔ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی
مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جا سکا اسکے بدلہ مین حرمین محترمین کے مجاورون کے
ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبریٰ کے ہوجاتا تھا اپنی مدت سلطنت
مین کبھی ہر سال کبھی دو سال مین بہت روپیہ بھیجتا تھا اور بقعہائے شریف مین طواف حج اور
سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے
انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اور عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیون کو
وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

صفات و خصائل بادشاہ اور مذہب۔

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اوراد عیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا اور
راتون کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ مین اہل اللہ سے صحبت رکھتا - وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا - کبھی اُسنے شراب کو لب سے نہین لگایا مسکرات و
مفترات کی بو تک کو دماغ پاس نہین آنے دیا اور سوای زوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہین کی - باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہ ہاے دلنواز پایہ تخت مین مجتمع تھے اور
اوائل جلوس مین کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس مین دقیقہ یاب تھا لیکن کمال اتقا
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا - اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا ذوق طلب
تائب ہوتا تو روزانہ و زمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا - مرزا اکرم خان صفوی نے جو
کہ فن موسیقی کے ماہرون مین تھا - پادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق مین کیا فرماتے ہین
تو اُسنے فرمایا کہ لا بہ مباح - پھر اُسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ مین مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گانا سن نہین سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہی اسلیے مین نے سرود بھی چھوڑ دیا - ایک حکایت سرود کے جنازہ بنانے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے - پادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہین پہنا اور ظرف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام مین نہین لایا اور زردوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیرون کو بھی
منع کردیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دین - انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا - جواہر جنکے پہننے سے
زیب و زینت وافر ہوتی ہی انکے گھر سنگ یشب کے بجای چاندی سونے کے بنوائے کہ وہ
مشروع و مباح ہون - وہ تقلیل نوم و غذا مین عبادت خدا کے لئے کرتا - اس کی
محفل مین غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتین مذکور نہین ہوتین اُسنے بندہای حضور
کو تلقین رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جاوے ترویج
قواعد دین اور تنقید احکام دین مین اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے مین اور
بدعتون و مناہی و ملاہی کے اٹھانے مین ایسی کوشش کی جو پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی پادشاہ نے سنہ ۶۹ مین یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بھنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا - پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی اور سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ ہنوون کی سواریان اور نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کا نفاذ تام اور خواص و عوام پر لغایت جاری تھے - طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر بستیان رہا کرین - اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اُسنے شہر کی آبادیون بیچ دور بسنے کا حکم دیا - اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑی پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون میں انکا نام لال کرتی مشہور ہوا مملکت مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور سیاست کام مین نہین آتی - ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسی نفس انسانی کی حیات کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا - بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا ہے -

عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی کہ دار الخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے - جو ہندو مسلمان ہوتا - اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے نوازش کرتا - اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا - خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا

ہندوون کا مسلمان ہونا اور انکو انعام دینا -

اواسط ایام سلطنت مین اُسنے ہندوؤن پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہو گیا تھا جس کے

سبب سے مسلمانون کے دلی خیر خواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے بیری بن گئے۔ اُسنے ایک حکم گشتی تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر نرکھے جائین اور حکام کے ماتحت جو عُہدے خالی ہون تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لیئے کام آیا اورنگ زیب کے عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری کرکے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی اُسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اُسنے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جنسے ہندؤن کا دل ناراض ہو گیا۔۔۔۔ بنارس مین بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا متھرا مین گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور مندرون کو ڈھایا۔ مگر اُسسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور بھاگ گئی ہے تعلیم یافتہ ہنود آجکل اپنی قوم مین بر آوردہ ہین۔

اسکی عطایاے عام مین سے ایک یہ ہے کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمشہ اور اموال سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تنباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عمال ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ جنپر اسکو احتمال تنباکو کے چھپا کر
لیجانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہندو مسلمان پر تیس لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کر دیا۔ دویم یہ ہے کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کر دیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب وجہ مواجب مین باپ دادے کے
مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے تھے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہ کے
منتسب پریشان حال ہوتے بادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہاے درگاہ مین سے منصب داران دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصب داران دو بیستی سے چہار
صدی تک کمی منصب کے سبب سے جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاوے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی بقدر
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بہ تدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی خیرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ انمین
مسافرخانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو انمین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

عطایاے عام و خیرات و عموم احسان۔

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف واذیت ہوتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہ سرا اور رباط نہ ہو سرکار خالصہ سے سرائے وسیع سنگ و خشت و آہک و گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جاوین جسمین بازار و مسجد و چاہ پختہ و حمام بنایا جاوے اور ہر منزل مین مسافرون کے لئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری و اشیا و اموال کو رکھین اور یہ بھی حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے ایسے حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہے کہ مراحل و منازل و جبال و صحرا اور بہی امینی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتے ہین۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد و معابد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہو گئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین جہان کوئی مسجد پرانی شکستہ ہو گئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جاوے۔ یا وہ از سر نو بنائی جائے۔ امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش و چراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جاوے ہر سال اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون مین غربا و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۷۹ ہزار روپیہ بعد العہد و مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لاکھ ۴۹ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

روزینہ علما ۲۰

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد و قصبات مین فضلا و مدرسون کو لائق وظیفہ و روزانہ اور املاک مقرر کئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت در خور حالت و استعداد مقرر کی۔

فتاوی عالمگیری ۲۰

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافہ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علما مذہب حنفی پر عمل کرین اور مسائل مذکورہ کتب فقہ مین تفننات کا اختلاف ہے اور فقیہون نے روایات ضعیفہ گھڑی ہین اور انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور بہذا ایسے مجموع پر ایک کتاب حاوی نہین۔ اور

اور جبتک بہت کتابین جمع نہ کی جاوین اور کسی کو تبحر وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی علم فقہ مین نہ ہو استنباط مسئلہ نہین کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ پر جو کتابخانہ سرکار شاہی مین فراہم ہین انظار تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ جامعہ مین ترتیب دے تاکہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف شائستہ دیئے گئے۔ چنانچہ دولاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم مین خرچ ہوا اُس کا نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اُسنے اور کتابون سے مستغنی کردیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہین کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحییٰ منیری و شیخ زین الدین و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابین ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا۔ وہ حافظ قرآن تھا ابتدائے حال مین اسکو کچھ سورتین یاد تھین مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسیٰ اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہے۔ خط نسخ لکھنے مین اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی مین ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی مین دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ مین بھجوایا جنکی جدول اور لوح اور جلد مین سات ہزار روپیہ خرچ کیا۔ سوا ان دو قرآنون کے پنج سورہ اور سور قرآنی لکھین۔ وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور بعض اوقات بادشاہزادون اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطرین نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو فارسی کی انشاپردازی مین ملکہ تھا اور نظم مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوون سے جو فارسی نہین جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب مین یہ آیت الشعراءُ

یتبعہم الغاوون کے ذہن نشین تھی اسپر متمسک ہو کر وہ استماع شعر پر بیفائدہ توجہ نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا - ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا -

نکرد بہر رضائے خدا لیے عزوجل ؛ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعرا کا عہدہ تخفیف کر دیا مگر موزون طبع و عالی دماغ شاعرون سے دربار خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعر اور قصیدے شعرا لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھننا ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آیندہ ایسے بے سود کام مین اپنی اوقات ضائع نہ کرین جن مورخوان نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے - اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض اوقات وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت -

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ؛ چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنے بیٹون کو بعضون مین اشعار لکھاتا تھا - علم نجوم و رمل و جفر کو اپنے مذہب کے موافق باطل جانتا تھا - اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارہ اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا - ہندوون کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف کر دی - تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا -

اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید و شکار و کمانداری و تفنگ اندازی و تاریخ اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکتساب عقائد حقہ دینیہ و احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا -

عدالت و انصاف

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کر کے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین - غربا کو اتنی دسترس نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر کئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

یہ جائز رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستون کے
حال کی پرورش کے لئے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل اور داروغہ عدالت تعین کئے ہین وہ متظلمون اور دادخواہون کو اپنے ساتھ لائین
اور اُنکے مطالب و مقاصد کو عرض و الا مین پہنچائین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور انجاح مطالب مین بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کرکے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دین تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت مین پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے امر دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہین کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجرا عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہین کرسکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر و
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ مین منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہین ہے کہ وہ بادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کرسکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے پادشاہ شریعت کے موافق
جو حکم سیاست صادر کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہین بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
و ادنے اعلیٰ بازپرس و مواخذے کے لئے یکسان ہین۔ حدود شرعیہ کے اجرا مین اعیان و امرا
و اغنیا و فقرا و بے نوا آپس مین متمیز نہین ہوتے۔ جب کوئی عمائد شاہی مین سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت مین کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہی تو بحکم آئین شاہی قوانین رسم ماندہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہی اسکی جزا تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی ہی خدمت سے معزول ہوتا ہی یا رتبہ عزت و اعتبار اسسے لیا جاتا ہی
یا منصب جاگیر سے برطرف کردیا جاتا ہی اگر چند روز کے بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو وہ فضل و کرم و بخشایش و نوازش کا مورد ہوتا ہی۔
کل بندہای بادشاہی اسطرح تنبیہ و متادب ہوتے ہین اسی طرح بندہا ناہنجار کے اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوتی ہی بادشاہ عفو تقصیرات
مین مصرعہ در عفو لذتے کہ نیست در انتقام نیست ✤ پہ عمل کرتا ہی۔ جو امرا اور سردار بادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

ان سب کے قصور معاف کر دیئے ۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسی کیسی تقصیرات اور قصور معاف کر دیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا ۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر اُس مین تھی کہ کبھی کلمہ رکیک زبان پر نہ لایا ۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا آدمی شرمندہ ہوتا ۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی ۔ اگر کبھی زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا

بادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہو کر داد طلبون کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت مین جوق جوق آتے اور بادشاہ کی غایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے ۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو بادشاہ جھلاتے و ماغ چین بہ جبین نہین ہوتا ۔ بارہا باریافتون نے حضور سے عرض کیا کہ ایسے مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے کلمات کے سُننے سے اور ایسے امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے ۔

حزم و احتیاط

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اور آدمیون پر بے جا اعتبار نہین کرتا ۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لمحہ بھی نہین بھولا اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو مین نے باپ کا کیا اسلیئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا ۔ ہمیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کر لین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے ۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال سے بڑی ہی احتیاط کرتا ۔ آٹھون پہر خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا جب انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کامون کو اپنے قابو مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنے رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا ۔

بلیٹون مین شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور بھیجا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسسے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار مین ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیون کو راہ مین روکا گیا جب اسکے
ساتھ آدمی نہ رہے تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ مین دیدی۔ پھر ایک خیمہ مین لیجاکر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان مین بطور یادگار چلی آتی تھی۔ ننگی کر کے اسکے جوہر دکھائے
آپ خود گرمی کا بہانہ کر کے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا . . . امتحان کرلیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل مین بٹھادیا۔ تو اُسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہین کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہوجاتا تھا

کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمین سوانح نگار جابجا مقرر نہ ہون وہ روزنامچہ لکھتے
تھے۔ اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اور
طور و طریقہ صوبہ دارون اور حکام و عمال کے ادنے سے اعلے تک بالکل حضور مین بھیجتے
تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسون کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش مین نفس الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہین سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہین پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتین لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا اور شاہزادگان

انتظام واقعہ نگاران

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے اکی اصلاح
دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک تھی۔

ثبات و استقلال

پادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکر کشی و جہان کشائی مین مہارت
رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنون
کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنون کا کیسا ہی
ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصۂ کارزار سے مُنہ پھیرنا نہین جانتا تھا بہت دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہوگئی اور تھوڑے آدمی اُس پاس رہ
گئے۔ اور دشمنون کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر اس
پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح
سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلا حسن صبر و ثبات و نیروے ہمت و پر دلی سے رایت غلبہ
استیلا کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت مین داخل ہے کہ رزم و جنگ مین
جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اُتر کر طمانیت سے اُسکو پڑھتا ہے پادشاہ
کا لشکر بلخ مین تھا اور عبدالعزیز خان سے مقابلہ آرائے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج
نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ مین کرلیا۔ عین ہنگامہ پیکار کی گرمی
مین ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہائے ظاہر بین نے منع کیا مگر
وہ گھوڑے سے اُترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان
سے ادا کیا۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا
متحیر ہوا کہ اُسنے جنگ سے ہاتھ اُٹھایا اور زبان سے کہا کہ باچنین کسی در افتادن
برافتادن است من استانس باللّٰہ استوحش من غیر اللّٰہ جو شخص خدا سے مانوس ہوا
وہ غیر اللّٰہ سے موحش نہین ہوتا یہ ایک سعادت خداداد اسمین تھی کہ نا ملائم امور کے
وقوع سے اسکے چہرۂ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول
مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہین ظاہر ہوتے۔ چنانچہ محاربات عظیمہ مین

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ کہ اوقات تا شدت در رخا و رنج و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک وتیرہ پر رہتا امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجا لاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب نہ کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ہاتھی نے اپنی سونڈ سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے ہی ایسا ہیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جب شاہجہان نے کہا کہ بیٹا ایسی جگہ اڑا نہین کرتے ہیٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل ہے پھر انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالیس چلنا اور روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا ان کو چون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون اور غرقاب وادیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک و بار یک راہون مین گذرنے سے کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ باربرداری کے سارے جانور

مشکلات کی بھیںٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہو جاتی۔ خیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتون پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی وسفاکی کرتی تھی
کہ دشمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب و ہوا قحط و وبا
سب نے تجھ پر وار کئے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس و بیم و خوف و ہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا۔ جسوقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کر کے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات

بادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہی اور وضو کر کے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہی تو نماز پڑھتا ہی۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ و اوراد و وظائف معہودہ جو اسکو حق پرستون
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہی۔ اور
اپنے مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پر بیٹھتا ہی۔ عدالت کے منتظم داروغہ
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دار الخلافہ و مردم حضور ہون یا دور دست بلاد کے

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے پادشاہ کے پاس عدالت
کے لئے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایاء شرعیہ موافق شریعت کے
فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ
مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات
پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے
نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم
پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کردیا) اسی میدان مین پادشاہ
لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا
اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی است ہاتھیون
کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی
بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون
پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض ان جلوہ گاہ
مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص و
عام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی وکلیات جہات مالی مین مشغول ہوتا
ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امراء ومنصبداروں کے لئے مراتب معاملات
اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات واضافہ مناصب اور عطایا اور
مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم
تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت لیتے
ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے
ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت
سوار تفنگچیون سے ہے۔ خواہ منصب دار خواہ احدی اور فرقۂ احدیان تیر انداز بوساطت میر آتش
وبخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان بارگاہ

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ دارون کی اور ہر صوبۂ سرکار کے متصدیون کی
عرائض اور انکی پیشکشین محل عرض مین آتی ہین۔ خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو درباب منصب و جاگیر اور مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز آراستہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی
آراستہ کرکے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اسکے
متکفل معرض عتاب و بازخواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبداران
کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی
تو اسکو رد کرتا ہے تابین باشی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات
امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار پانچ گھڑی اس کام مین بادشاہ
مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے بادشاہ اس ایوان سے اٹھکر خاص غسلخانہ مین
جاتا ہی یہان دوپہر تک رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گرزبردارون کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلون اور قورچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہی بشرف بار
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک انتظام و متصدیان مہام بیوتات
کارخانہ جات کے داروغے اور اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہی۔ مطالب و مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب بادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق بادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبہ کے موافق
تعیین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش اور انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داران
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل باریافتگان قرب کی وساطت سے بادشاہ کی
نظر سے گذرتین بعض کو بادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اورون سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے بادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا - جب منا شیر جلیل القدر لکھے جاتے تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا - ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا - بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوزو غیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض بری چہرہ
گھوڑون کو آراستہ کر کے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جا بجا سوار پھراتے
اسی مجلس مین داروغہ عدالت مستغیثون اور دادخواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا - پادشاہ انکی داد دہی کرتا - ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا - تمام
متصدیان عدالت و قاضی عساکر و مفتی و فضلا و علماء و ارباب عمائم و شحنگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری و داد گستری مین
مصروف ہوتا - جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
پادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا - وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا - ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا - دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا - تسبیح پڑھتا رہتا - جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا - پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا - قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا اور مسائل دینی و مطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا - کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کے لئے بلا لیتا - وہ بعض دادخواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا - انکا جواب دیدیتا - کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین -
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین - ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تصنیفات اورنگ زیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

تو پھر غسلخانہ کی مسجد مین آتا بعض مہمات ملکی و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی طرح یہان امرا کورنش بجالاتے امرا و منصبدار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے موافق انکو قور دئیے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کامون کو چھوڑکر اذان سنتا اور مسجد مین جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد مین گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ مین آتا اور امور ملکی و مالی مین مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب و احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور عشا کی آذان ہوتی تو بادشاہ مسجد مین جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے اکثر آدمیون کو رخصت کردیتا۔ آرامگاہ خاص مین جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص و عام مین اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اُس دن بادشاہ اس وقت کو عبادت مین بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن مین بادشاہ ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی مین بسر کرتا تھا۔

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک دفتر دانش ہے۔ اسکے رقعون مین احادیث و آیات قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہین۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس مین جاری ہین اُسکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہین انکے نام یہ ہین کلمات طیبات جسکو اسکے میر منشی عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میر منشی نے ترتیب دی۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۳۰ برس بعد مرتب ہوا پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میر منشیون کو نقل کے لئے دئیے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اسی قسم کا تھا اسمین نہ ترتیب اور نہ تاریخ کا پتا نہ تھا۔ اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی ناآشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے کئے گئے تھے وہ مبہم ہی رہے۔ آداب عالمگیری مین قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگ زیب کے جمع کئے ہین اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہے اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیفات یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہے جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ پادشاہون کی تاریخین اور روزنامچے لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس
پادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیرنامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت
کا حال بالتفصیل لکھا ہی اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دہ سالہ کی ہی۔ مگر پادشاہ نے اس کے
بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب مآثر عالمگیری
مین تو یہ لکھا ہے کہ پادشاہ بنا بر باطن کی تاسیس کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا
اسلیئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے
کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت
کے سبب سے تو اسسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو پادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین
مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان پادشاہون کو
زیبا نہین ہین اسلیئے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے
یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین
لکھی گیئن جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہی جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی
بدکاریان بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے —

ہمیشہ سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہی جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے
کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک
دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان
ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز تحریر مین یہ فرق ہے کہ
اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے
اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ پادشاہ کی نسبت
نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کر کے ایک بات ایسی لکھدیگا
جستے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی پادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا
تو اسکو لکھکر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ انگریزنے بہت سی فضول

معاف کئے۔ مگر دارالخلافہ مین اور اسکے گردا انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقامون مین ان کے سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انھون نے بھی دشمنون سے وہ سلوک نہین کیا جو اس پادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ طعن وتشنیع وتبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان پڑھا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت وظرافت سے ادا کیے جاتے ہین یہ فرانسیسی طرز اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے —

مملکت جسپر پادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا و بخارا کے خانات تک تھی جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو اب برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی —

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ مین زیادہ کیئے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین لیے جاتے تھے اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینی والی سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیدیتی تھی نہ کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحون کے منہ کالے ہوئے ہین میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور اور طریقے سے جدا جدا ہین کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہے جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق مین اب سلطنت ۲۷

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کی قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا اَور ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور بالتفصیل دونو کی تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۰۷ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب اوسط ۲ شلنگ اور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ر کی برابر ہے۔ جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین نیا روپیہ ہو وہ ایک روپیہ ۳ر کا ہے اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا۔ غرض اس حساب سے تحصیل مالگذاری کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہوچکی

نام بادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	سنہ ۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰۰	ابوالفضل۔
″	سنہ ۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	ڈی لائیٹ
جہانگیر	سنہ ۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	سنہ ۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
″	سنہ ۱۶۴۸	۲۴۷۵۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
″	سنہ ۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگ زیب	سنہ ۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
″	سنہ ۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
″	سنہ ۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	بختاور خان
″	″	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
جسنے تواسکو لکھا	سنہ ۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰۰	منکی
	سنہ ۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	رومیوسیو

ان دو آخر سنون کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۶۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء		
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۲۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الٰہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۴
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	بکر	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	نندی (زماندیر)	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۷۸۳۴۰۰

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپورہ	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی سنہ ۱۶۵۵ میں افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور سنہ ۱۶۶۰ اور سنہ ۱۷۰۰ میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو سنہ ۱۶۵۸ میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے سنہ ۱۷۰۷ میں ہوئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں انیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب ہو گئی اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ سنہ ۱۶۰۰ میں انیس کروڑ اور سنہ ۱۷۰۰ میں ۳۴ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معیادی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمائش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہے۔

مرآۃ عالم مین بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جس مین سے ۱۷۲۷۹۸۱۲۵۱ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتے تھے اور باقی ۷۵۱۳۷۳۴۸۳۱ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دئیے جاتے تھے۔ زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہی مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا بہت دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف کردیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری مین لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف کیئے نئے مقرر کیئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤن پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانوں پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی سنہ ۱۶۸۵ء مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر برہانپور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہین ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے مین کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخون مین نہین ہی۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے اناپ شناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو سنہ ۱۶۰۹ سے سنہ ۱۶۱۱ تک ہندوستان مین رہا لکھتا ہے کہ بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیرٹ بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۱ بادشاہ کی آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تیتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور آمدنیان محصولوں کی تھین۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نمک سال وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری جسنے اورنگ زیب سے سنہ ۱۶۹۵ مین ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسّی کروڑ روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی

ان بادشاہون کی آمدنیان ساری ایک ہاتھ مین آتی تھین اور دوسرے ہاتھ مین خرچ ہوجاتی تھین۔ لاکھون سپاہی تھے انکے افسرون اور منصبدارون اور جاگیردارون اور صدہا طرح کے ملازمون مین یہ آمدنیان خرچ ہوتین۔ اگر امیرون کی تنخواہون کا

حساب لگاؤ تو وہ کروڑوں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی چھہ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ مرا۔ سلاطین مغلیہ میں تیمور سے لیکر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

نمبر	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق از سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر سنہ ۱۵۲۶ سے سنہ ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر سنہ ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر سنہ ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر سنہ ۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر سنہ ۱۶۰۹ سنہ ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر سنہ ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایۂ اعتبار سے ساقط جانتا ہون جسکا سبب مین نے اوپر بیان کردیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمور مین بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف مین بحسب ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبارت و ریاضت و عدالت گستری مین ممتاز ہو۔ سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ جلد اول مین گذارش ہوئی ہین کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بندوبست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب بدنیتی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوّے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا۔ سماعت مین خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا۔ شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ رکھا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اُسنے لکھا ہی کہ وہ سیاست نہین کرتا تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہی۔ کیا اُسنے گولکنڈہ و بیجاپور کو
نہین فتح کیا؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا؟ مرہٹون
کو ایکدفعہ کیا اُسنے ستیاناس نہین کردیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اُسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا۔ اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اُسی جیسا جابر
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و نفس
تعلیم کے باب مین تھے۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ سے اصل سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔

اولاد کی تعلیم کے باب مین عالمگیر کے خیالات

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنے کیلئے اپنے
ارکین سلطنت و علمار کو جمع کیا اور اُنکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہی کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جنسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہون۔
اسکا قول ہی کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے ہین ایسی ہی

فرزانگی اور نکوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین اور بلائین
پڑتی ہین اور انمین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سے آخر کار برباد اور تباہ ہوجاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوئی ہی۔ وہ
بچپنہی سے روس سرکیشیا۔ منگ یلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سراؤن کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چار دیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنے فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لیے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آئے ہین یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کامون کے کرنے مین بے دھڑک
ہوتے۔ جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا ان خیالات
کی وجہ سے جو ابتدا ہی سے انکے خاطرنشان کیے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار ان کی اصلی خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش اخلاقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا مینے شاہزادون کے حال کی ہوبہو تصویر کھینچی ہی۔ کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کرکے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھے کہ جسسے
انکی تندرستی غارت ہوجاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی ؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ سیر و شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے ؟ کتون کی جوڑیون کا خیال اُنکو بہت رہتا ہے اور
اُنسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکار مین ان کٹر بادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین۔ اور
گرمی سردی کی شدت اُٹھانے سے اور بھوک اور تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شیاطین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ بُرائیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انمین طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیرین رہتا ہے کہ پادشاہ کسی طرح سے اپنی بدآشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضاء سلطنت کو استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو پادشاہ کی مان جو اصل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی اُدھیڑبن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے ہمجنس کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی شرمناک
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو یقینی
نہین جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور داراشکوہ کا پیر مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ سنہ ۱۶۶۶ء مین کاشمیر مین مرگیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملا جی مجھے آپ یہ تو

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو مین اپنے دربار
کے اعلےٰ درجہ کے امراء مین داخل کرون؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی
عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو
شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ
نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد
کون زیادہ شکرگزاری کا مستحق ہے مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا
علم حاصل ہوا؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے
جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اسکے
بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ
اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور
ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہون نے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔
ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور
جہان کے بادشاہ ہین اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام یہ چین
ماچین (یا چین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع اصل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا
تھا۔ بعض کہتے ہین کہ مہا چین جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے
کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی
اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے
مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز و آئین جنگ اسکے
کیا ہین؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق
مین مفید سمجھتے ہین؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ
مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے
واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب فتوحات سے
جنکے سبب سے اُنھون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہے کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھلایا
اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک دائمی احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے آپ اس بات کو بھول گئے
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری نوعمری
کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین۔ اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلیٰ درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا نہین قبول کریگا اور مسائل شریعیہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپنے میرے باپ شاہجہان سے کہہ دیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کارآمد نہ ہوئے اور صرف ایسے معمے اور فضول خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی مُنہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
مفروضہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہین کر سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب و غیر معروف اصطلاحون سے
واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو
حیران کر دیتی ۔ اور جو فلسفہ کے مدعیون کے جھوٹے دعوؤن اور جہالت کے چھپانے کی خاطر
جو آپ کی مانند لوگون کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہین کہ وہ عقل و دانش مین سب سے بڑھے ہوئے ہین
اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم جوق جوق دبق لق مین ایسے بہت سے دقایق ہین جو بجز
انکے اور کسی کو معلوم نہین گھڑلی گئی ہین اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل
ہو جاتا ہی کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہین کر سکتا ۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق
پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے
متاثر نہین ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت مین ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کی لوازم
فطرت اور مقتضیات نیچر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سے طریق استدلال کا عادی بناتے
کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہیہ کی طرف رجوع کیا کرتا ۔
اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب کے نظام کے معارف قطعیہ سے
مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپ نے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو مین اس سے
بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ
آپکو انعام عطا کرتا ۔ ملاجی ناقدر دانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا
آپ یہ نہین جانتے تھے کہ شاہزادون کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا
اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے ۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا
واجب تھا کہ مین کسی وقت مین تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار پکڑ کر
اپنے بھائیون سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ سلاطین ہند کی اولاد
کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہین پس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج
کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا ؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ مین نے ان معاملات مین ایسے
لوگون سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے ۔ آپ اپنے گانون کو چلے جائیے

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند-

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام مین اس قدر محنت
مشقت اُٹھاتے ہین - اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ
قواے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے - اسکو سُنکر بادشاہ نے اس ناصح
عقلمند کی طرف سے تو مُنہ پھیر لیا گویا سُنا ہی نہین اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف
جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب مین متفق الراے ہین
کہ مشکل اور خوف کے زمانہ مین بادشاہ کو جان جوکھون مین پڑ جانا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑ کر میدان جنگ مین جان دیدینا
فرض و واجب ہے . مگر اسکے برعکس یہ نیک اور باتمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور
آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اُٹھانی نہ پڑے اور نہ یہ فکر ہو کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیرون کے سوچنے
مین مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے
بسر ہو - یہ مدعا یون ہی حاصل ہو جائیگا اور اسکی یہ راے ہے کہ مین اپنی تندرستی کو مقدم
جانون اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور مین مصروف ہون اور
اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ مین اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ
بیٹھون مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے اس امر پر غور نہین کیا جس حالت مین مجھے خدا نے وراثتی
خاندان مین پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دُنیا مین اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہین بھیجا
بلکہ اورون کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہین ہو کہ اپنی ہی
آسایش کی فکر کرون البتہ اُن ہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہو
اسکا مضائقہ نہین ہو اور بجز اس حالت کے کہ انصاف و عدالت اسکی مقتضی ہو یا
اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت
مین رعایا کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہین ہو اور رعیت کی آسایش اور
بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیئے مگر یہ شخص اس بات
کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہو کیا کیا قباحتین پیدا ہونگی

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی نے جو یہ لکھا ہی کہ بادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر لین ورنہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے پس اپنی ذات سے کہدیجیے کہ اگر ہم سے تحسین وآفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو اچھی طرح سے کرتا رہی اور خبردار ایسی صلاح جو بادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے کیا ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش وآرام کی بھلائین ہماری بیگمین بھی دے سکتی ہین۔ یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے العلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات اپنے باپ پاس اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین انکے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپ کو بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی۔ یہ کام کرتا ہون مین آپسے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسے ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے۔ ان رقعون کو ظفرنامہ شاہجہان کے آخر مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۷ مین اورنگزیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسنے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجی تھی۔ مین سنہ ۱۷۰۷ تک سلطنت کی۔ ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کروفر و شان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیون کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے - دنیا کا دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعوی کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے خارج - اسکو بھی یہی کام بھائیون کے ساتھ کرنے پڑے - جو عالمگیر اس سبب سے برا کہتے ہین کہ اس نے باپ کو قید کیا اور بھائیون کا خون گردن پر لیا - وہ انصاف نہین کرتے - در سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہین سمجھتے - اگر وہ باپ اور بھائیون کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایام کے لئے قدم نہین رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہین بچا سکتا - جو اسنے بھائیون کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو اس خاندان مین ارث مین ملے تھے انکی شکایت کیا - اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہین ہوا - اسنے اپنی حسن تدبیر سے کابل اور قندھار کے پٹھانون کو سر نہین اٹھانے دیا انکو تابع رکھا شاہ ایران اسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام غیر ملکون کے اسکے دربار مین سفیر اور تحفے تحائف بھیجتے تھے - اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے راجپوت بگڑے - مگر پھر اسنے انکو اپنے عہد مین مطیع رکھا - بادشاہ دکن مین اپنے زمانہ مین بڑے بڑے کارنمایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی - کہ اپنی سلطنت کے آدھے زمانہ مین اپنے سپہ سالارون کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت سلطنت مین خود دکن مین جاکر معرکہ آرا ہوا - دکن مین مسلمانون کی پانچ سلطنتین تھین جنمین سے تین بیدر - احمد نگر - ایلچپور - (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت مغلیہ مین داخل ہو چکی تھین اب اس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت مین ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا - مشرق مین آسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیان کین جنمین فتح یابی اور ناکامیابی دونو ہوئین - ساحل مالابار پر فرنگیون کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹون پر جما امید تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوائین ہی اڑا کر بے نشان کردینگی مگر امید کے برخلاف اسنے وہ طوفان بلاخیز اٹھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ پر اسنے پانی پھیر دیا -

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے
دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان اور انتظام رہتا تھا
اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب وے برباد ہوکر ممالک محروسۂ شاہی مین شامل
ہوئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہوگئے پٹھانون اور بیگانہ ملکون
کی سپاہ نے تو پادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفائین کر با
بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے ہم انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لئے
پادشاہ کو اپنی موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر گیا تو سنبھاجی
سے جا کے ملگئے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر
بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور
قزاقیان کرتے انمین وہ رفیق بننے کو تیار رہتے۔ کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو ان افعال غارتگری کا
حامی اور مددگار اور رہائی باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور
جو زمیندار زیر طناب بستے تھے وہ بھی پادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرہ
کیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کٹارون کا ہار گلے مین پڑا تھا۔ سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

سنہ ۱۶۵۹ اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور
پادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

سنہ ۱۶۶۰ شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان گم گیا

سنہ ۱۶۶۱ مراد کو قید خانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

سنہ ۱۶۶۲ میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا
ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی
نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۴ تا ۱۶۶۵ سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی۔ سنہ ۱۶۶۴ مین اُسنے اپنے تئین راجہ بنایا۔

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء مین اسے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اُس نے
اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگ زیب اور سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور
بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس اور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے
جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۲-۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت سر پر
رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶-۱۶۸۸ء۔ اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۹ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگ زیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سردارون سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹-۱۷۰۱ء مرہٹون سے لڑائیان۔ ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا
مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲-۱۷۰۵ء۔ مرہٹون کی فتوح۔

۱۷۰۶ء - بادشاہ کا احمد نگر مین آنا۔

۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا۔

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اور اوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹون کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری وقواعد اطوار سروری وسرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ۔ اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی وفارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت وکتابت قرآن مین مشتاق تھین۔

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادون اور شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے۔

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النساء	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۰۳ / ۱۷۰۱	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۸
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النساء	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۰ / ۱۷۰۸	مہر النساء	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۶ / ۱۷۰۵
بدر النساء	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۱ / ۱۶۷۰	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا۔ نواب بائی اسکی مان تھی۔ کلام مجید کا حافظ تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات مین شجاعت ودلیری دکھائی سنہ ۱۲ جلوس مین وفات پائی۔

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا۔ حافظ قرآن علم قرأت وتجوید سے آگاہ۔ اس طرح ترتیل وتسہیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا۔ ایام شباب کو زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا۔ علم حدیث مین اوسکو

قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا۔ عربی زبان ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خطوط لکھنے مین استاد تھا۔ اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے غرفہ مین بیٹھتا۔ اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان توقف کرتا۔ بعد ازان

دیوان خاص کو دیوان عام کے بعد آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوساطت دیوانون اور بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا اور پھر مظلومون کی درد کی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے تو ر کے ملازمون کا مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب کے مابین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جا کر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری کیا کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہا ساری باتون مین مانتا۔ اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل اولوالعزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد حال تاریخ مین پڑھو۔

سیوم مین محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب بے بدل نزدیک کہتا۔ باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آراکی مین مارا گیا۔ چہارم مین محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مر گیا۔